سورۂ قٓ

اللہ تعالیٰ کی صفاتِ قدرت و علم اور آخرت کے باہمی تعلق کا بیان

اِس سورۂ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی صفاتِ قدرت اور علم کا انتہائی مؤثر بیان ہے اور آخرت میں دوبارہ جی اٹھنے اور جوابدہی کو اِنہی صفات کا ظہور قرار دیا گیا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۱۵ — اللہ تعالیٰ کی صفت قدرت کے مظاہر
- آیات ۱۶ تا ۱۸ — اللہ تعالیٰ کی صفت علم
- آیات ۱۹ تا ۴۵ — احوالِ آخرت

آیات ۱ تا ۵

کافروں کے دو اعتراضات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قٓ	قاف
وَ الۡقُرۡاٰنِ الۡمَجِیۡدِ ۚ﴿۱﴾	قسم ہے بڑی عزت والے قرآن کی۔
بَلۡ عَجِبُوۡۤا اَنۡ جَآءَہُمۡ مُّنۡذِرٌ مِّنۡہُمۡ	بلکہ اُنہوں نے تعجب کیا کہ آئے اُن کے پاس ایک خبردار کرنے والے اُنہی میں سے
فَقَالَ الۡکٰفِرُوۡنَ ہٰذَا شَیۡءٌ عَجِیۡبٌ ۚ﴿۲﴾	تو کہا کافروں نے یہ ایک عجیب چیز ہے۔
ءَاِذَا مِتۡنَا وَ کُنَّا تُرَابًا	کیا جب ہم مر گئے اور ہو گئے مٹی (تو دوبارہ زندہ کیے

	جائیں گے)؟
ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ ۝٣	یہ تو بہت دور کا لوٹنا ہے۔
قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ	یقیناً ہم جانتے ہیں جو کچھ زمین کم کرتی ہے اُن میں سے
وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ۝٤	اور ہمارے پاس محفوظ رکھنے والی کتاب ہے
بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ	بلکہ اُنھوں نے جھٹلایا حق کو جب وہ آیا اُن کے پاس
فَهُمْ فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ۝٥	پھر وہ ایک الجھے ہوئے معاملہ میں ہیں۔

اِن آیات میں کفار کے دو اعتراضات بیان کیے گئے ہیں اور اُن کے جوابات دیے گئے :

i -حضرت محمد ﷺ انسان ہیں اور وہ رسول کیسے ہوسکتے ہیں؟ جواب دیا گیا کہ قرآنِ مجید یعنی انتہائی عظمت والے قرآن کا آپ ﷺ کی زبان سے بیان اِس حقیقت کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

ii-کیسے ممکن ہے کہ جب ہم قبر میں گل کر مٹی ہو جائیں تو ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائے؟ جواب دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس تو اُن کے جسم کے ایک ایک ذرہ کا حساب محفوظ ہے جو زمین میں جذب ہو کر مٹی بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں واضح دلیل دی ہے کہ پہلی بار بنانے والا دوبارہ بھی زندہ کر سکتا ہے۔ اُنہوں نے اِس حق کو جھٹلا دیا ہے اور اب وہ الجھی ہوئی باتیں کر رہے ہیں۔ اُن میں سے کچھ کہتے ہیں دوبارہ زندہ ہونا ممکن نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ دوبارہ زندہ ہوں گے اور ہمارے معبود اپنی سفارش کے ذریعہ ہمیں بچالیں گے۔ کچھ کا تصور ہے کہ اگر ہمیں یہاں مال واسباب دیا گیا ہے تو وہاں بھی نعمتیں مل جائیں گی۔ یہ تمام من گھڑت تصورات ہیں۔ حق وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا ہے۔

آیات ۶ تا ۱۱

اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظاہر

اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ	کیا اُنہوں نے نہیں دیکھا آسمان کی طرف اپنے اوپر
كَيْفَ بَنَيْنٰهَا	کیسے ہم نے بنایا اُسے
وَ زَيَّنّٰهَا	اور ہم نے سجایا اُسے
وَ مَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ۝۶	اور نہیں ہے اُس میں کوئی شگاف۔
وَ الْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا	اور زمین کہ ہم نے پھیلایا اُسے
وَ اَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ	اور ہم نے ڈال دیے اِس میں بوجھ (یعنی پہاڑ)
وَ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝۷	اور ہم نے اگائیں اِس میں ہر قسم کی بارونق چیزیں۔
تَبْصِرَةً وَّ ذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝۸	سمجھانے اور یاد کرانے کے لیے ہر رجوع کرنے والے بندے کو
وَ نَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا	اور ہم نے نازل کیا آسمان سے بابرکت پانی
فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ	پھر ہم نے اگائے اُس کے ساتھ باغات
وَ حَبَّ الْحَصِيْدِ ۝۹	اور کاٹے ہوئے (اناج کے) دانے۔
وَ النَّخْلَ بٰسِقٰتٍ	اور کھجور کے لمبے لمبے درخت
لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ۝۱۰	جن کے تہہ بہ تہہ خوشے ہیں۔

رِزْقًا لِّلْعِبَادِ	رزق ہے بندوں کے لیے
وَ اَحْیَیْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا	اور ہم نے زندہ کیا اِس پانی کے ساتھ مردہ زمین کو
كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ﴿۱۱﴾	اِسی طرح سے نکلنا ہے (قبروں سے)۔

اِن آیات میں اللہ سبحانہ تعالیٰ کی بے مثال قدرت کے حسب ذیل مظاہر بیان کیے گئے ہیں :

i۔اللہ تعالیٰ نے وسیع و عریض آسمان بنایا، اُسے سورج، چاند اور ستاروں سے سجایا اور اُس میں کہیں کوئی رخنہ نظر نہیں آتا۔

ii۔اللہ تعالیٰ نے انتہائی کشادہ زمین بنائی، اُس پر بھاری بھاری پہاڑ نصب فرمائے اور اُس میں طرح طرح کی نباتات اگائیں جو بندوں کے لیے خالق کی معرفت حاصل کرنے کی واضح نشانیاں ہیں۔

iii۔اللہ تعالیٰ نے آسمان سے بارش برسائی اور اُس کے ذریعہ سے باغات اگائے جو قائم رہتے ہیں لیکن ان کا پھل اتار لیا جاتا ہے اور کھیت پیدا کیے جو جڑ سے اکھاڑ لیے جاتے ہیں۔

iv۔اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے رزق کے لیے کئی نعمتیں پیدا فرمائیں جن میں خاص طور پر کھجوروں کے خوشے ہیں جن پر تہہ بہ تہہ کھجوریں لگی ہوئی ہوتی ہیں۔

v۔اللہ تعالیٰ بارش کے ذریعہ مردہ زمین کو زندہ کرتا رہتا ہے۔ اِسی طرح وہ مردہ انسانوں کو بھی دوبارہ زندہ کرے گا۔

آیات ۱۲ تا ۱۵

تاریخ سے عبرت

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ اَصْحٰبُ الرَّسِّ وَ ثَمُوْدُ ﴿۱۲﴾	جھٹلایا اِن سے پہلے قومِ نوح اور کنوئیں والوں اور قومِ ثمود نے۔
وَ عَادٌ وَّ فِرْعَوْنُ وَ اِخْوَانُ لُوْطٍ ﴿۱۳﴾	اور قومِ عاد اور فرعون اور لوط کے بھائیوں نے۔

وَ اَصۡحٰبُ الۡاَیۡکَۃِ وَ قَوۡمُ تُبَّعٍ	اور جنگل والوں اور قومِ تبع نے
کُلٌّ کَذَّبَ الرُّسُلَ	اِن سب نے جھٹلایا رسولوں کو
فَحَقَّ وَعِیۡدِ ﴿۱۴﴾	تو ثابت ہو گیا میرے عذاب کا وعدہ۔
اَفَعَیِیۡنَا بِالۡخَلۡقِ الۡاَوَّلِ	تو کیا ہم تھک گئے ہیں پہلی مرتبہ پیدا کرنے سے؟
بَلۡ ہُمۡ فِیۡ لَبۡسٍ مِّنۡ خَلۡقٍ جَدِیۡدٍ ﴿۱۵﴾ ع ۱۵	بلکہ وہ شک میں ہیں نئے پیدا کیے جانے کے بارے میں۔

ماضی میں قومِ نوح، کنوئیں والی قوم، قومِ ثمود، قومِ عاد، فرعون، قومِ لوط، جنگل والی قوم اور تبع کی قوم نے آخرت کے حوالے سے رسولوں کی دی ہوئی خبروں کو جھٹلایا۔ رسولوں نے اُن تک بات پہنچانے کا حق ادا کر دیا لیکن وہ اپنے انکار سے باز نہ آئے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے اُنہیں تباہ و برباد کر دیا۔ سوچنے کی بات ہے کہ جس اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو پہلی بار بنایا ہے کیا وہ تھک چکا ہے کہ دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا؟ نہیں بلکہ ہر دور میں جھٹلانے والے ہی شکوک و شبہات کا شکار رہے اور پھر ہلاکت سے دوچار ہوئے۔

آیات ۱۶ تا ۱۸

اللہ تعالیٰ کی صفت علم

وَ لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ	اور یقیناً ہم نے پیدا کیا انسان کو
وَ نَعۡلَمُ مَا تُوَسۡوِسُ بِہٖ نَفۡسُہٗ	اور ہم جانتے ہیں وہ سب، وسوسہ ڈالتا ہے جس کا اُس کا نفس
وَ نَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡہِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡدِ ﴿۱۶﴾	اور ہم زیادہ قریب ہیں اُس کے رگِ جاں سے بھی۔
اِذۡ یَتَلَقَّی الۡمُتَلَقِّیٰنِ	جب لیتے ہیں دو لینے والے (تحریر میں اُس کے ہر قول و

	فعل کو)
عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ﴿۱۷﴾	دائیں طرف سے اور بائیں طرف سے بیٹھے ہوئے۔
مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ	وہ نہیں بولتا کوئی بات
اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ﴿۱۸﴾	مگر اُس کے پاس ہوتا ہے چوکس نگران۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا فرمایا ہے اور وہ انسان کی رگِ جان سے بھی زیادہ اُس کے قریب ہے۔ اُسے معلوم ہے کہ انسان کا کون سا عضو کیا فعل انجام دے رہا ہے؟ ظاہری اعمال کے ساتھ ساتھ وہ انسان کے نفس میں پیدا ہونے والے ہر وسوسے کو بھی جانتا ہے۔ پھر عدل کا تقاضا پورا کرنے کے لیے اُس نے دو فرشتے ہر انسان پر مقرر کر دیے ہیں جو اُس کا ہر عمل لکھ رہے ہیں۔ انسان زبان سے کوئی لفظ نہیں نکالتا مگر اُسے لکھ لیا جاتا ہے۔ اِس طرح انسان کا وہ اعمال نامہ تیار ہو رہا ہے جو روزِ قیامت اُس کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اچھے اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے، ہمارا حساب کتاب آسان فرمائے اور ہمیں روزِ قیامت کی رسوائی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۹

موت کی سختی

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ	اور آئی موت کی بیہوشی حق کے ساتھ
ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ﴿۱۹﴾	یہ ہے وہ جس سے تو بھاگا کرتا تھا۔

انسان موت سے ڈرتا ہے اور اُس کے ذکر سے بھی گریز کرتا ہے لیکن وہ ایک اٹل حقیقت ہے۔ موت اپنے مقررہ وقت پر اور طے شدہ جگہ پر آکر رہتی ہے۔ پھر بلاشبہ اُس کی سختی بڑی اذیت ناک ہوتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ وصال کے وقت پانی میں ہاتھ ڈال کر چہرے پر ملتے جاتے تھے اور فرما رہے تھے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَات (بخاری)

"نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے، بے شک موت کی سختیاں ہوتی ہیں"۔ اللہ تعالیٰ ہم پر موت کی سختی آسان فرمائے اور اِس حال میں موت عطا فرمائے کہ وہ ہم سے راضی ہو۔ آمین!

آیات ۲۰ تا ۲۲

میدانِ حشر میں حاضری

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ	اور پھونکا جائے گا صور میں
ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ﴿٢٠﴾	یہی عذاب کے وعدے کا دن ہے
وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ	اور آئے گا ہر شخص
مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ ﴿٢١﴾	اُس کے ساتھ ہو گا ایک ہانکنے والا اور ایک گواہی دینے والا۔
لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا	(اللہ فرمائے گا) یقیناً تم تھے غفلت میں اِس سے
فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ	سو ہم نے اٹھا دیا ہے تم سے تمہارا پردہ
فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ﴿٢٢﴾	تو تمہاری نگاہ آج بہت تیز ہے۔

روزِ قیامت تمام مردہ انسانوں کو زندہ کرنے کے لیے صور میں پھونک ماری جائے گی۔ ہر انسان کو میدانِ حشر میں اِس طرح لایا جائے گا کہ اُس کے ساتھ دو فرشتے ہوں گے۔ شاید یہ وہی ہوں جنہوں نے دنیا میں اُس کے اعمال کا اندراج کیا تھا۔ ایک فرشتہ انسان کو ہانک کر میدانِ حشر کی طرف لائے گا اور دوسرے کے پاس اُس کے اعمال کا ریکارڈ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ انسان سے فرمائے گا کہ تم اِس روز کی تیاری سے غافل تھے۔ آج ہم نے تمہاری آنکھوں کی بصارت تیز کر دی ہے اور ہر شے سے پردہ اٹھا دیا ہے۔ اب تمہیں آخرت کی وہ تفاصیل خوب دکھائی دے رہی ہیں جن کی انبیاء نے خبر دی تھی۔

آیات ۲۳ تا ۲۹

انسان کے ساتھی شیطان کا انجام

وَ قَالَ قَرِیۡنُہٗ ہٰذَا	اور کہے گا اُس کا ساتھی
مَا لَدَیَّ عَتِیۡدٌ ﴿۲۳﴾	یہ جو میرے پاس تھا حاضر ہے۔
اَلۡقِیَا فِیۡ جَہَنَّمَ کُلَّ کَفَّارٍ عَنِیۡدٍ ﴿۲۴﴾	(حکم دے گا اللہ دونوں فرشتوں کو) تم دونوں پھینک دو جہنم میں ہر بہت ناشکرے، دشمن حق کو۔
مَنَّاعٍ لِّلۡخَیۡرِ مُعۡتَدٍ مُّرِیۡبِ ﴿۲۵﴾	جو بہت روکنے والا تھا نیکی سے، حد سے گزرنے والا تھا، شک کرنے والا تھا۔
اَلَّذِیۡ جَعَلَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰہًا اٰخَرَ	جس نے بنایا تھا اللہ کے ساتھ دوسرا معبود
فَاَلۡقِیٰہُ فِی الۡعَذَابِ الشَّدِیۡدِ ﴿۲۶﴾	سو دونوں ڈال دو اُسے سخت عذاب میں۔
قَالَ قَرِیۡنُہٗ	کہے گا اُس کا ساتھی
رَبَّنَا مَاۤ اَطۡغَیۡتُہٗ	اے ہمارے ربّ! میں نے سرکش نہیں بنایا اُسے
وَ لٰکِنۡ کَانَ فِیۡ ضَلٰلٍۢ بَعِیۡدٍ ﴿۲۷﴾	اور لیکن وہ خود تھا دور کی گمراہی میں۔
قَالَ لَا تَخۡتَصِمُوۡا لَدَیَّ	فرمائے گا اللہ مت جھگڑو میرے پاس
وَ قَدۡ قَدَّمۡتُ اِلَیۡکُمۡ بِالۡوَعِیۡدِ ﴿۲۸﴾	یقیناً میں بھیج چکا تھا تمہاری طرف عذاب کا ڈراوا۔

مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ	نہیں بدلی جاتی بات میرے ہاں
وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۲۹﴾	اور نہ ہی میں ذرا بھی ظلم کرنے والا ہوں بندوں پر۔

ع ۲ ۱۴ ۱۶

ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان لگا ہوا ہے۔ میدانِ حشر میں وہ شیطان انسان کے سامنے ظاہر ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ سے کہے گا کہ مجھے جس پر مسلط کیا گیا تھا وہ حاضر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ ایسے تمام انسانوں اور جنات کو جہنم میں ڈال دو جو حق کے دشمن اور انکار کرنے والے تھے، بھلائی کے کاموں سے روکتے تھے، حد سے گزرنے والے تھے، انبیاء کی تعلیمات میں شک کرتے تھے اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ دیگر معبود تراش لیے تھے۔ ایسے بدبختوں کو شدید عذاب میں جھونک دو۔ شیطان کہے گا کہ میں نے اِس انسان کو سرکش نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی گمراہ تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہاں تمہیں جھگڑنے کی اجازت نہیں۔ میں نے تمہیں جرائم کی سزا سے پہلے آگاہ کر دیا تھا۔ میرا دستور بدلتا نہیں۔ اب تم بھی اور گمراہی میں پڑنے والا ہر انسان بھی دردناک عذاب سے دوچار ہو کر رہے گا۔

آیت ۳۰

جہنم کا پیٹ نہیں بھرے گا

يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ	جس دن ہم کہیں گے جہنم سے
هَلِ امْتَلَاْتِ	کیا تو بھر گئی؟
وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ﴿۳۰﴾	اور وہ کہے گی کیا کچھ مزید ہے؟

انسانوں اور جنات کی اکثریت اپنی غفلت اور بداعمالیوں کی وجہ سے جہنم میں جائے گی۔ اِس کے باوجود جب اللہ تعالیٰ جہنم سے پوچھے گا کہ کیا تم بھر گئی تو وہ کہے گی کہ نہیں مجھے مزید لوگ چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِس ہولناک عذاب کی جگہ سے محفوظ رکھے۔ آمین!

آیات ۳۱ تا ۳۵

جنت میں کون لوگ جائیں گے

وَ اُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ	اور قریب کر دی جائے گی جنت پرہیز گاروں کے
غَيْرَ بَعِيْدٍ ﴿۳۱﴾	وہ نہ رہے گی کچھ زیادہ دور۔
هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ	یہ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا
لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ﴿۳۲﴾	ہر اُس شخص سے جو (اللہ کی طرف) بہت رجوع کرنے والا، (اپنے کردار کی) خوب حفاظت کرنے والا ہے۔
مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ	جو ڈرنے والا ہے رحمان سے بن دیکھے
وَ جَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبِ ﴿۳۳﴾	اور لایا ہے (اللہ کی طرف) رجوع کرنے والا دل۔
اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ	(کہا جائے گا) داخل ہو جاؤ جنت میں سلامتی کے ساتھ
ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ﴿۳۴﴾	یہی ہمیشہ رہنے کا دن ہے
لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا	اُن کے لیے جو کچھ وہ چاہیں گے اُس میں ہو گا
وَ لَدَيْنَا مَزِيْدٌ ﴿۳۵﴾	اور ہمارے پاس مزید بھی ہے۔

اِن آیات میں بشارت دی گئی کہ جنت اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچنے والے پرہیز گاروں کے لیے ہے اور اِسے روزِ قیامت اُن کے قریب کر دیا جائے گا۔ یہ وہ لوگ تھے جو اپنے سیرت و کردار کو پاکیزہ رکھنے کے لیے برائیوں سے بچتے تھے اور بار بار اللہ تعالیٰ

سے رجوع کر کے گناہوں کی معافی مانگتے تھے۔ یہ غیب میں رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے اور اُن کے دلوں پر ہر وقت رقت طاری رہتی تھی۔ روزِ قیامت اِن سعادت مندوں سے کہا جائے گا کہ اب ہمیشہ کے لیے جنت میں داخل ہو جاؤ۔ جنت میں اُنہیں ہر وہ شے ملے گی جو طلب کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اِس کے علاوہ اپنے خاص فیض سے بھی اُنہیں نعمتیں عطا فرمائے گا۔ سب سے بڑی نعمت اللہ سبحانہ تعالیٰ کے رُخِ انور کا دیدار ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ نعمتیں نصیب فرمائے۔ آمین!

آیت ۳۶

سرکش قوموں کے انجام سے عبرت حاصل کرو

وَ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ	اور ہم نے ہلاک کیں اِن سے پہلے کتنی ہی نسلیں
هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا	جو زیادہ سخت تھیں اِن سے پکڑ کرنے میں
فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ	پس اُنہوں نے چھان مارے شہر
هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿۳۶﴾	کیا ہے کوئی بھاگنے کی جگہ؟

ماضی میں کئی قومیں ایسی گزری ہیں جو آج کی سرکش قوموں کے مقابلہ میں زیادہ طاقتور تھیں۔ اُنہوں نے کئی شہروں پر حملے کیے اور تباہی مچائی۔ جب وہ سرکشی میں بڑھتے ہی چلے گئے تو اللہ تعالیٰ نے اُنہیں شدید عذاب سے ہلاک کر دیا۔ عذاب سے بچنے کے لیے وہ پناہ گاہیں تلاش کرنے لگے لیکن نہ اُنہیں کوئی پناہ گاہ مل سکی اور نہ ہی کوئی طاقت اُنہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا سکی۔

آیت ۳۷

حق کی معرفت حاصل کرنے کی دو صورتیں

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ	بے شک اِس میں یقیناً نصیحت ہے اُس کے لیے کہ جس کے پاس دل ہو (زنگ سے پاک)

اَوۡ اَلۡقَی السَّمۡعَ	یا وہ لگائے کان (سننے کے لیے)
وَ ہُوَ شَہِیۡدٌ ﴿۳۷﴾	اور وہ متوجہ بھی ہو۔

اللہ تعالیٰ بندوں تک حق پہنچا دیتا ہے۔ البتہ حق کی معرفت سے دو طرح کے لوگ فیض یاب ہوتے ہیں۔ ایک وہ جن کے دل برے اعمال، تعصبات اور تکبر کی آلودگیوں سے پاک ہوتے ہیں۔ ایسے سلیم القلب لوگ فوراً حق کو قبول کرتے ہیں جیسے کہ سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے قبول کیا۔ بعض لوگوں کے دلوں پر کچھ پردے ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ اگر توجہ سے حق کا پیغام بار بار سنتے ہیں تو دل کے پردے ہٹ جاتے ہیں اور اُن کے دل بھی معرفت حق کے نور سے منور ہو جاتے ہیں۔ اِس کی مثال سیدنا عمرؓ ہیں جنہوں نے وحی کے نزول کے چھ سال بعد بالآخر حق قبول کیا اور پھر حق کی سربلندی کے لیے بے مثال قربانیاں دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے دلوں کو بھی حق کی معرفت سے سرشار فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۸ تا ۴۰

اللہ تعالیٰ ہر کمزوری سے پاک ہے

وَ لَقَدۡ خَلَقۡنَا السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ	اور یقیناً ہم نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو
وَ مَا بَیۡنَہُمَا	اور جو کچھ اِن کے درمیان ہے
فِیۡ سِتَّۃِ اَیَّامٍ	چھ دنوں میں
وَّ مَا مَسَّنَا مِنۡ لُّغُوۡبٍ ﴿۳۸﴾	اور نہیں پہنچی ہمیں کوئی تھکان۔
فَاصۡبِرۡ عَلٰی مَا یَقُوۡلُوۡنَ	پس اے نبیؐ! صبر کیجئے اُس پر جو وہ کہہ رہے ہیں
وَ سَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ قَبۡلَ طُلُوۡعِ الشَّمۡسِ	اور تسبیح کیجئے اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ سورج کے طلوع ہونے سے پہلے

وَ قَبْلَ الْغُرُوْبِ ﴿۳۹﴾	اور (اُس کے) غروب ہونے سے پہلے۔
وَ مِنَ الَّیْلِ فَسَبِّحْهُ	اور رات میں پھر اُس کی تسبیح کیجئے
وَ اَدْبَارَ السُّجُوْدِ ﴿۴۰﴾	اور سجدوں (یعنی نماز) کے بعد بھی۔

یہود نے اللہ سبحانہ تعالیٰ کے حوالے سے یہ جھوٹ گھڑا کہ اُس نے چھ دن میں آسمان اور زمین بنائے اور تھک گیا۔ پھر ساتویں دن اُس نے آرام کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اِن آیات میں یہود کے اِس جھوٹ کی نفی فرمادی۔ کفار کی اِس طرح کی باتیں نبی اکرم ﷺ کو ناگوار گزرتی تھیں۔ آپ ﷺ کو تلقین کی گئی کہ آپ صبر کریں اور دل کو سکون اور راحت دینے کے لیے اور حق کی تبلیغ کے لیے قوت و جذبہ حاصل کرنے کے لیے صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور حمد کریں۔ رات کی گھڑیوں میں اُس کا ذکر کریں اور نمازوں کے بعد بھی ذکر کی لذت سے چاشنی حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِن اوقات میں خصوصاً اور ہر وقت اپنے ذکر کی سعادت عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۱ تا ۴۴

تمام انسانوں کو میدانِ حشر میں جمع کرنا اللہ کے لیے آسان ہے

وَ اسْتَمِعْ یَوْمَ یُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِیْبٍ ﴿۴۱﴾	اور کان لگا کر سنو جس دن پکارے گا ایک پکارنے والا قریبی جگہ سے۔
یَّوْمَ یَسْمَعُوْنَ الصَّیْحَةَ بِالْحَقِّ	اُس دن وہ سنیں گے ایک چیخ یقینی طور پر
ذٰلِكَ یَوْمُ الْخُرُوْجِ ﴿۴۲﴾	یہ نکلنے کا دن ہے۔
اِنَّا نَحْنُ نُحْیٖ وَ نُمِیْتُ	بے شک ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی موت دیتے ہیں

وَ اِلَيْنَا الْمَصِيْرُ ﴿۴۳﴾	اور ہماری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے۔
يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا	جس دن پھٹ جائے گی زمین اُن کے اوپر سے جبکہ وہ تیز دوڑتے ہوں گے (نکل کر)
ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ﴿۴۴﴾	یہ جمع کر لینا ہمارے لیے بہت آسان ہے۔

روزِ قیامت ہر انسان صور کی آواز کو بہت قریب محسوس کرے گا۔ تمام مُردے اِس آواز کو سنتے ہی زندہ ہو جائیں گے۔ زمین اُن کے اوپر سے پھٹ جائے گی۔ وہ نکل کر تیزی سے میدانِ حشر کی طرف دوڑیں گے۔ اللہ تعالیٰ کہ جس نے دنیا میں زندہ رکھا، پھر موت دی، اب اُسی کے سامنے حاضری کے لیے سب پیش ہوں گے۔ تمام انسانوں کو اِس طرح اپنے سامنے حاضری کے لیے جمع کرنا اللہ تعالیٰ کے لیے بہت آسان ہے۔

آیت ۴۵

اے نبی ﷺ قرآن کے ساتھ یاد دہانی کراتے رہیے

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ	اے نبیؐ ہم زیادہ جاننے والے ہیں جو وہ کہہ رہے ہیں
وَ مَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ	اور نہیں ہیں آپؐ اُن پر زبردستی کرنے والے
ع ۳ ۱۲ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ﴿۴۵﴾ ع	سو نصیحت کیجئے قرآن کے ساتھ اُسے جو ڈرتا ہے میرے عذاب کے وعدے سے۔

اِس آیت میں اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی دلجوئی کرتے ہوئے فرمایا کہ مخالفین کے جن اعتراضات اور طنز کے تیروں سے آپ ﷺ غمگین ہو رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ آپ ﷺ اُنہیں زبردستی ہدایت پر نہیں لا سکتے۔ البتہ آپ ﷺ مسلسل قرآنِ حکیم کے ذریعے اُنہیں حق اور حقائق کی یاد دہانی کراتے رہیے۔ آپ ﷺ کی ذمہ داری صرف حق

پہنچادینا ہے۔ پھر لوگوں سے حساب لینا ہماری ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر داعیٔ دین کو اپنی کتاب کی مسلسل تبلیغ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سورۂ ذاریات

تذکیر بالقرآن کا شاہکار

اِس سورۂ مبارکہ میں تاریخی واقعات، آیاتِ آفاقی و انفسی اور احوالِ قیامت کا ذکر مختصر لیکن بڑے مؤثر پیرائے میں وارد ہوا ہے اور تذکیر بالقرآن کے اعتبار سے یہ سورۃ اپنی مثال آپ ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۱۹ — احوالِ آخرت
- آیات ۲۰ تا ۲۳ — آیاتِ آفاقی و انفسی پر غور کی دعوت
- آیات ۲۴ تا ۴۶ — تاریخ سے عبرت
- آیات ۴۷ تا ۵۱ — آخرت کے بارے میں ایک دلیل
- آیات ۵۲ تا ۶۰ — مشرکین مکہ کے ساتھ کشمکش

آیات ۱ تا ۶

قیامت ضرور آئے گی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَالذّٰرِیٰتِ ذَرۡوًا ۙ﴿۱﴾	قسم ہے بکھیرنے والی ہواؤں کی اڑا کر۔
فَالۡحٰمِلٰتِ وِقۡرًا ۙ﴿۲﴾	پھر جو اٹھانے والی ہیں بوجھ (بادلوں کا)۔
فَالۡجٰرِیٰتِ یُسۡرًا ۙ﴿۳﴾	پھر جو چلنے والی ہیں نرمی سے۔
فَالۡمُقَسِّمٰتِ اَمۡرًا ۙ﴿۴﴾	پھر جو تقسیم کرنے والیاں ہیں (بارش کے) معاملہ کو۔
اِنَّمَا تُوۡعَدُوۡنَ لَصَادِقٌ ۙ﴿۵﴾	بے شک تم سے جو وعدہ کیا جاتا ہے وہ سچا ہے۔

وَ اِنَّ الدِّیْنَ لَوَاقِعٌ ۝۶	اور بے شک جزاوسزا یقیناً واقع ہونے والی ہے۔

بارش کی آمد سے قبل تیز ہوائیں چلتی ہیں جو گرد و غبار اڑاتی ہیں۔ پھر وہ بھاری بادلوں کو لاتی ہیں۔ بادلوں کے آنے کے بعد وہ نرمی سے چلتی ہیں تاکہ بادل کسی مقام پر رک کر برس جائیں۔ ہواؤں کے ذریعہ ہی یہ تقسیم ہوتی ہے کہ بادلوں نے کہاں سے گزر جانا ہے اور کہاں برسنا ہے۔ بادلوں کے برسنے سے مُردہ زمین زندہ ہو جاتی ہے۔ بار بار انسانوں کی آنکھوں کے سامنے گزرنے والا یہ منظر شہادت دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ برحق ہے اور وہ تمام انسانوں کو بھی دوبارہ زندہ کرے گا۔ اِس کے بعد لازماً اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ جس انسان نے کائنات کی دیگر مخلوقات کی طرح اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی وہ کامیاب ہو گا۔ جس نے ایسا نہ کیا وہ رسوا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر حق کی تصدیق کرنے اور اپنی اطاعت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۷ تا ۱۴

قیامت کا انکار کرنے والوں کا برا انجام

وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ۝۷	قسم ہے آسمان کی جو راستوں والا ہے۔
اِنَّكُمْ لَفِیْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ۝۸	بے شک تم یقیناً ایک اختلاف والی بات میں پڑے ہوئے ہو۔
یُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ۝۹	بہکایا جاتا ہے اِس (بدلہ کے دن) سے جو (پہلے ہی) بہکایا گیا ہے۔
قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ۝۱۰	مارے گئے قیاس آرائیاں کرنے والے۔
اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ۝۱۱	وہ جو بڑی غفلت میں بھولے ہوئے ہیں۔
یَسْـَٔلُوْنَ اَیَّانَ یَوْمُ الدِّیْنِ ۝۱۲	پوچھتے ہیں کب ہو گا بدلہ کا دن؟
یَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ یُفْتَنُوْنَ ۝۱۳	جس دن وہ آگ پر تپائے جائیں گے۔

ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ	چکھو اپنی شرارت کا مزہ
هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۱۴﴾	یہی ہے تم جسے جلدی مانگا کرتے تھے۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے اُس آسمان کو گواہ بنایا ہے جس میں ستاروں کی حرکت اور فرشتوں کی آمد و رفت کے لیے راستے ہیں۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کے احکامات لے کر نازل ہوتے ہیں اور انسانوں کے اعمال کی خبریں لے کر اوپر جاتے ہیں۔ اِس آسمان کو گواہ بنا کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لوگ بلاوجہ قیامت کے حوالے سے اختلاف کر رہے ہیں۔ مثلاً:

i۔ کسی کا خیال ہے کہ قیامت کا آنا ناممکن ہے۔

ii۔ کسی کا تصور ہے کہ قیامت آئے گی لیکن ہمارے معبودوں کی شفاعت ہمیں جہنم سے بچالے گی۔

iii۔ کوئی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑا غفور و رحیم ہے وہ سب کو بخش دے گا۔

iv۔ کسی کی خام خیالی ہے کہ جس اللہ تعالیٰ نے یہاں نعمتیں دی ہیں وہ آخرت میں بھی دے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ آخرت کے حوالے سے جھوٹ بولنے والے روزِ قیامت مارے جائیں گے۔ آج وہ طنزیہ انداز سے پوچھتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی؟ اُن کے طنزیہ سوال کا جواب یہ ہے کہ قیامت اُس روز آئے گی جب اُنہیں آگ پر تپایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اب اپنی سرکشی کا مزہ چکھو۔ یہ ہے عذاب جس کے بارے میں تمہیں بہت جلدی لگی ہوئی تھی۔

آیات ۱۵ تا ۱۹

پرہیز گاروں کے لیے حسین انعامات

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ﴿۱۵﴾	بے شک پرہیز گار باغات اور چشموں میں ہوں گے۔
اٰخِذِیْنَ مَاۤ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ	لینے والے ہوں گے وہ سب جو دے گا اُنہیں اُن کا ربّ
اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِیْنَ ﴿۱۶﴾	بے شک وہ اِس سے پہلے نیکی کرنے والے تھے۔
كَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ الَّیْلِ مَا یَهْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾	وہ رات کے تھوڑے حصہ میں سویا کرتے تھے۔

وَ بِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۱۸﴾	اور سحر کے اوقات میں وہ بخشش مانگا کرتے تھے۔
وَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَ الْمَحْرُوْمِ ﴿۱۹﴾	اور اُن کے مال میں حصہ تھا مانگنے والے اور محروم کے لیے۔

اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے پرہیز کرنے والے باغات اور چشموں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیے جانے والے انعامات مسلسل وصول کرتے رہیں گے۔ یہ صلہ ہے اُن کے اُس عمل کا کہ وہ انتہائی نیکوکار تھے۔ رات کو کم سو کر زیادہ وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عبادت کرتے ہوئے گزارتے تھے۔ پھر اپنی اِس عبادت پر تکبر کے بجائے عاجزی کے ساتھ سحر کے اوقات میں اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتے تھے۔ بندوں کی ضروریات کا خیال رکھتے تھے اور اپنے اموال سے محتاجوں اور بے کسوں کی مستقل مدد کرتے تھے۔ وہ یہ مدد اُن پر احسان رکھ کر نہیں بلکہ اُن کا حق سمجھ کر کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۰ تا ۲۳

آیاتِ انفسی و ارضی قیامت کے لیے دلیل ہیں

وَ فِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ ﴿۲۰﴾	اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین کرنے والوں کے لیے۔
وَ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ	اور تمہارے وجود میں بھی
اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۲۱﴾	تو کیا تم دیکھتے نہیں ہو؟
وَ فِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ	اور آسمان میں تمہارا رزق ہے
وَ مَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۲۲﴾	اور وہ بھی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔
فَوَ رَبِّ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ	سو قسم ہے آسمان اور زمین کے ربّ کی

اِنَّهٗ لَحَقٌّ	بے شک وہ (قیامت) یقیناً حق ہے
مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ﴿۲۳﴾ ع ۱۸	اِسی طرح جیسے کہ تم بولتے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اِن آیات میں انسان کو آیاتِ ارضی اور آیاتِ انفسی پر غور کرنے کی دعوت دی ہے۔ زمین کا بارش کے ذریعے بار بار زندہ ہونا اور زمین پر موجود غذائی اور دیگر استعمال کی اشیاء کا ختم ہونے کے بعد بار بار پھر پیدا ہونا اِس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کو بھی دوبارہ زندہ کر سکتا ہے۔ ہماری موجودہ تخلیق ثابت کرتی ہے کہ پہلی بار ہمیں پیدا کرنے والا دوبارہ بھی پیدا فرما سکتا ہے۔ پھر ہمارے اپنے وجود میں ضمیر کا نیکی پر سرور دینا اور برائی پر خلش پیدا کرنا، اِس بات پر شاہد ہے کہ اعمال کا نتیجہ نکل کر رہے گا۔ جس آسمان سے بارش برستی ہے اور پھر بار بار انسان کا رزق پیدا ہوتا ہے، اُسی آسمان سے اچانک قیامت کا فیصلہ بھی آجائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِس کا یقین عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۴ تا ۳۰

سیدنا ابراہیمؑ کے لیے بشارت

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿۲۴﴾	اے نبیؐ! کیا آئی ہے آپؐ کے پاس بات ابراہیمؑ کے معزز مہمانوں کی؟
اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا	جب وہ حاضر ہوئے اُن کی خدمت میں تو کہا سلام
قَالَ سَلٰمٌ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۲۵﴾	کہا ابراہیمؑ نے بھی سلام، (دل میں سوچا) کچھ اجنبی لوگ ہیں۔
فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ	پھر جلدی سے گئے اپنے گھر والوں کی طرف
فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ﴿۲۶﴾	تو لے آئے ایک (بھنا ہوا) موٹا سا بچھڑا۔
فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ	پس پیش کیا اُسے اُن کے سامنے

قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۷﴾	پوچھا کیا آپ نہیں کھاتے؟
فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً	سو دل میں محسوس کیا اُن سے خوف
قَالُوْا لَا تَخَفْ	فرشتوں نے کہا ڈریے نہیں
وَ بَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾	اور خوشخبری دی اُنہیں ایک علم والے لڑکے کی۔
فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ	تو سامنے آئیں اُن کی زوجہ بولتی ہوئیں
فَصَكَّتْ وَجْهَهَا	پھر مارا ہاتھ اپنے ماتھے پر
وَ قَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ﴿۲۹﴾	اور کہا بڑھیا، بانجھ (کے ہاں لڑکا ہوگا)۔
قَالُوْا كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ	فرشتوں نے کہا اِسی طرح فرمایا ہے آپ کے ربّ نے
اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۰﴾	بے شک وہی کمالِ حکمت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو خوبصورت لڑکوں کی صورت میں سیدنا ابرہیمؑ کے پاس بھیجا۔ اُنہوں نے مہمانوں کا اکرام کیا اور اُن کی تواضع کے لیے فوری طور پر ایک بھنا ہوا بچھڑا اُن کے سامنے پیش کیا۔ مہمان فرشتے تھے لہٰذا اُنہوں نے بچھڑے کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا۔ سیدنا ابراہیمؑ ڈر گئے کہ کہیں یہ دشمن تو نہیں جو قبائلی روایات کے مطابق میرا نمک کھانے سے گریز کر رہے ہیں۔ فرشتوں نے وضاحت کی کہ ہم انسان نہیں فرشتے ہیں اور آپ کو سیدنا اسحاقؑ کی ولادت کی بشارت دینے آئے ہیں۔ سیدنا ابراہیمؑ کی زوجہ سیدہ سارہ سلام علیہا نے حیرت سے کہا کہ میں بڑھیا اور بانجھ ہوں، میرے ہاں بیٹا کیسے پیدا ہوگا؟ فرشتوں نے جواب دیا اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے۔ وہ ہر تخلیق کا علم رکھتا ہے اور بڑی ہی حکمتوں والا ہے۔

آیات ۳۱ تا ۳۷

قومِ لوط پر پتھروں کی بارش

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۱﴾	پوچھا ابراہیمؑ نے تو کیا مہم ہے تمہاری اے بھیجے جانے والو؟
قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾	جواب دیا فرشتوں نے بے شک ہم بھیجے گئے ہیں ایک مجرم قوم کی طرف۔
لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ﴿۳۳﴾	تاکہ ہم برسائیں اُن پر کنکریاں پکی مٹی کی۔
مُسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۴﴾	نشان لگائے گئے ہیں جن پر تمہارے ربّ کی طرف سے حد سے بڑھنے والوں کے لیے۔
فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۵﴾	پھر ہم نے نکالا اُسے جو تھا اُس (بستی) میں مومنوں میں سے۔
فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۶﴾	تو ہم نے نہیں پایا اُس میں سوائے ایک گھر کے (جو تھا) مسلمانوں میں سے۔
وَ تَرَكْنَا فِيْهَآ اٰيَةً	اور ہم نے چھوڑ دی اُس میں ایک نشانی
لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۳۷﴾	اُن کے لیے جو ڈرتے ہیں دردناک عذاب سے۔

سیدنا ابراہیمؑ نے فرشتوں سے دریافت کیا کہ وہ کس مہم پر ہیں؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ ہمیں ایک مجرم قوم یعنی قومِ لوط پر پتھروں کی بارش برسانے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ اِس قوم کی بستی میں صرف سیدنا لوطؑ کا گھر ہے جہاں مومن اور اللہ تعالیٰ کے

فرمانبردار بستے ہیں۔ اُن کو ہم محفوظ رکھیں گے اور اُن کے علاوہ پوری بستی پر ایسا عذاب نازل کریں گے جو رہتی دنیا تک لوگوں کے لئے عبرت کا نشان بن جائے گا۔

آیات ۳۸ تا ۴۰

آلِ فرعون کا غرق ہونا

وَ فِيْ مُوْسٰۤى	اور موسیٰ میں (بھی ایک نشانی ہے)
اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾	جب ہم نے بھیجا اُنہیں فرعون کی طرف ایک واضح دلیل کے ساتھ۔
فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ	تو فرعون نے رخ پھیر لیا اپنی قوت کے سبب
وَ قَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۳۹﴾	اور کہا (یہ رسول معاذاللہ) جادوگر یا دیوانہ ہے۔
فَاَخَذْنٰهُ وَ جُنُوْدَهٗ	پس ہم نے پکڑ لیا اُسے اور اُس کے لشکروں کو
فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ	پھر ہم نے پھینک دیا اُنہیں دریا میں
وَ هُوَ مُلِيْمٌ ﴿۴۰﴾	جبکہ وہ خود کو ملامت کر رہا تھا۔

سیدنا موسیٰؑ فرعون کے پاس واضح معجزات کے ساتھ آئے۔ اُس بدبخت نے اپنی طاقت کے نشہ میں آپ کی دعوت کو جھٹلایا۔ معجزات کو جادو کہہ کر آپ کو جادوگر کہا اور بنی اسرائیل کی آزادی کے مطالبہ کو دیوانگی قرار دے کر آپ پر دیوانہ ہونے کا بہتان لگایا۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے اِن گستاخیوں کی سزا دی اور اُسے اُس کے لشکروں سمیت ایک دریا میں غرق کر دیا۔

آیات ۴۱ تا ۴۲

قومِ عاد پر تیز آندھی کا عذاب

وَ فِیْ عَادٍ	اور عاد میں (بھی ایک نشانی ہے)
اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ﴿۴۱﴾	جب ہم نے بھیجی اُن پر ہر خیر سے خالی ہوا۔
مَا تَذَرُ مِنْ شَیْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ	نہیں چھوڑتی تھی کسی چیز کو آپڑتی تھی جس پر
اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ﴿۴۲﴾	مگر کر دیتی تھی اُسے ریزہ ریزہ۔

قومِ عاد نے جب سرکشی کی انتہا کر دی تو اللہ تعالیٰ نے اُس قوم پر ایک تیز آندھی چھوڑ دی۔ یہ آندھی دراصل ایک خشک، گرم اور ہر نفع سے خالی ہوا تھی۔ اُس کی شدت کا یہ عالم تھا کہ سامنے آنے والی ہر شے کو اٹھا کر پٹخ رہی تھی اور اُسے چورا چورا کر رہی تھی۔ اِس ہوا نے تکبر کرنے والی قوم کے غرور کا سر خاک میں ملا دیا اور اُسے ہمیشہ کے لیے عبرت کی شرمناک مثال بنا دیا۔

آیات ۴۳ تا ۴۶

قومِ ثمود اور قومِ نوح کی تباہی

وَ فِیْ ثَمُوْدَ	اور ثمود میں (بھی ایک نشانی ہے)
اِذْ قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۴۳﴾	جب کہا گیا اُن سے فائدہ اٹھا لو ایک وقت تک۔
فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ	پھر اُنھوں نے سرکشی کی اپنے ربّ کے حکم سے
فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَ هُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿۴۴﴾	تو اُنہیں آپکڑا کڑک نے جبکہ وہ دیکھ رہے تھے۔
فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ	پھر نہ وہ اِس قابل ہوئے کہ کھڑے رہ سکیں

وَ مَا كَانُوْا مُنْتَصِرِيْنَ ﴿۴۵﴾	اور نہ ہی وہ بدلہ لینے والے تھے۔
وَ قَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ	اور قومِ نوح جو اِس سے پہلے تھی
ع ۲ ۲۳ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۴۶﴾ ع	بے شک وہ بھی نافرمان لوگ تھے۔

قومِ ثمود نے جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں حد سے تجاوز کیا تو اچانک اُن پر بجلی کی طرح ٹوٹ پڑنے والی آفت ایک زور دار زلزلہ کی صورت میں آئی جس کے ساتھ ایک ہولناک آواز بھی تھی۔ اب وہ اِس قابل ہی نہ تھے کہ کھڑے رہ سکتے یا کہیں جاکر مدد حاصل کر سکتے۔ تباہ ہونے والی قوموں میں سے سب سے پہلے قومِ نوح تھی جس پر عذاب آیا۔ عذاب کا سبب اُن کی مجرمانہ روش تھی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِن قوموں کے انجام سے عبرت حاصل کرنے اور مجرمانہ روش سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۷ تا ۵۱

اللہ تعالیٰ کی بے مثال قدرت کے مظاہر

وَ السَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ	اور آسمان، ہم نے بنایا ہے اُسے قوت سے
وَ اِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ﴿۴۷﴾	اور بے شک ہم وسعت دینے والے ہیں۔
وَ الْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا	اور زمین، ہم نے بچھایا ہے اُسے
فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ﴿۴۸﴾	تو ہم کیا ہی خوب بچھانے والے ہیں۔
وَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ	اور ہر چیز کے ہم نے پیدا کیے ہیں دو جوڑے
لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۹﴾	تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ	پس دوڑو اللہ کی طرف
اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۵۰	بے شک میں تمہارے لیے اُس کی طرف سے واضح خبر دار کرنے والا ہوں۔
وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ	اور نہ بناؤ اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود
اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۵۱	بے شک میں تمہارے لیے اُس کی طرف سے واضح خبر دار کرنے والا ہوں۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کی بے مثال قدرت کے حسبِ ذیل مظاہر بیان ہوئے ہیں:

i ۔اللہ تعالیٰ نے وسیع و عریض آسمان بنایا اور وہ کائنات کو مزید وسعت دے رہا ہے اور مسلسل مخلوقات میں اضافہ فرما رہا ہے۔

ii۔اُس نے زمین کو بچھا دیا اور وہ کیا خوب نعمتوں کی بساط بچھانے والا ہے۔

iii۔اُس نے ہر شے کو جوڑوں کی صورت میں پیدا کیا۔

جب ہر شے جوڑوں کی صورت میں ہے تو دنیا کی زندگی کا جوڑا کون سا ہے؟ یہ جوڑا ہے آخرت کی زندگی۔ عقلمندی کا تقاضا ہے کہ آخرت کی زندگی کے لیے تیاری کی جائے اور اِس کے لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کیا جائے۔ اُس سے لو لگائی جائے اور اُس ہی سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگی جائے۔

آیات ۵۲ تا ۵۵

رسول اللہ ﷺ کی ذمہ داری سمجھانا ہے، منوانا نہیں

كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ	اِسی طرح نہیں آئے اُن لوگوں کے پاس جو اِن سے پہلے تھے کوئی رسول
اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ۝۵۲	مگر اُنہوں نے کہا (معاذ اللہ) یہ جادوگر یا دیوانے ہیں۔

اَتَوَاصَوْا بِهٖ	کیا اُنہوں نے وصیت کی ہے ایک دوسرے کو اِس کی؟
بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿۵۳﴾	بلکہ وہ سرکش لوگ ہیں۔
فَتَوَلَّ عَنْهُمْ	تو اے نبیؐ! آپؐ رخ پھیر لیجئے اِن (کافروں) سے
فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ﴿۵۴﴾	پس آپؐ ہرگز نہیں ہیں ملامت کیے ہوئے
وَّذَكِّرْ	اور نصیحت کرتے رہیے
فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۵﴾	بے شک نصیحت فائدہ دیتی ہے مومنوں کو۔

اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کو تسلی دی کہ اگر مکہ والے آپ ﷺ کی توہین کر رہے ہیں تو سابقہ رسولوں کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ ہر کافر قوم نے اپنے رسول کو جادوگر یا پاگل کہا۔ رسول کی دعوت کی تاثیر کو جادو اور مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے کی بات کو دیوانگی قرار دیا۔ لگتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کو اِن گمراہ کن باتوں کی وصیت کر گئے تھے۔ آپ ﷺ کو تلقین کی گئی کہ کفارِ مکہ کی گستاخیوں کا اثر نہ لیں۔ اگر وہ حق قبول نہیں کر رہے تو آپ ﷺ پر کوئی الزام نہیں۔ آپ ﷺ اُنہیں نصیحت کرتے رہیں۔ آپ ﷺ کی نصیحت رائیگاں نہیں جا رہی بلکہ یہ ایمان لانے والوں کے لیے مفید ثابت ہوتی رہے گی۔

آیات ۵۶ تا ۶۰

انسانوں اور جنوں کا مقصدِ تخلیق اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾	اور میں نے پیدا نہیں کیا جنوں اور انسانوں کو مگر اِس لیے کہ وہ عبادت کریں میری۔
مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ	میں نہیں چاہتا اُن سے کوئی رزق
وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ﴿۵۷﴾	اور نہ میں چاہتا ہوں کہ وہ کھلائیں مجھے۔

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ﴿۵۸﴾	بے شک اللہ ہی رزق دینے والا، قوت والا، نہایت مضبوط ہے۔
فَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا	پس بے شک اُن کے لیے جنہوں نے ظلم کیا بھیانک انجام ہے
مِثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ	اُن کے ساتھیوں کے بھیانک انجام کی طرح
فَلَا يَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۵۹﴾	سو وہ جلدی نہ کریں مجھ سے (عذاب کی)۔
فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا	پھر بڑی ہلاکت ہے اُن کے لیے جنہوں نے کفر کیا
ع ۱۴ مِنْ يَّوْمِهِمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿۶۰﴾ ع	اُن کے اُس دن سے جس کا اُن سے وعدہ کیا گیا ہے۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا کہ میں نے انسانوں اور جنات کو اِس لیے بنایا کہ وہ زندگی کے ہر گوشہ میں میری بندگی کریں۔ یعنی ہر وقت اور ہر کام میں پورے ذوق و شوق سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو روزِ قیامت رسوائی کا سامنا کریں گے

زندگی آمد برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

ہمارا مقصد یہ نہیں کہ ہم محض رزق کمانے کے لیے ہی کولہو کے بیل بنے رہیں۔ پھر عام طور پر آقا اپنے غلاموں کی خدمت کے محتاج اور اُن کی کمائی کھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نہایت قوی ہے اور کسی کا محتاج نہیں۔ بلکہ وہی تمام مخلوقات کا رازق ہے۔ جو لوگ اُس کی نافرمانی کر رہے ہیں اور اُس کی بندگی سے اعراض کر رہے ہیں وہ اپنی اِس روش کے انجام کے حوالے سے جلدی نہ کریں۔ عنقریب وہ دن آنے والا ہے جس روز یہ نافرمان شدید تباہی و بربادی سے دوچار ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر حال میں اپنی بندگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سورۂ طور

کافروں کے لیے پُر جلال وعید

اِس سورۂ مبارکہ میں کافروں کی گمراہیوں کا جواب اور اُن کے لیے برے انجام کی وعید بڑے جلالی انداز میں بیان کی گئی ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۱۶ — کافروں کے لیے شدید عذاب کی وعید
- آیات ۱۷ تا ۲۸ — متقیوں کے لیے حسین انجام کی بشارت
- آیات ۲۹ تا ۴۷ — کافروں کے لیے شدید غیظ وغضب
- آیات ۴۸ تا ۴۹ — نبی اکرم ﷺ کے لیے صبر اور ذکر کی تلقین

آیات ۱ تا ۸

کافروں پر عذاب آکر رہے گا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالطُّوْرِ ①	قسم ہے طور کی۔
وَ كِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ②	اور لکھی ہوئی کتاب کی۔
فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ③	ایسے ورق میں جو کشادہ ہے۔
وَالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ④	اور آباد گھر کی۔
وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ⑤	اور بلند کی ہوئی چھت کی۔

وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ۝۶	اور ابلتے ہوتے سمندر کی۔
اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۝۷	بے شک تمہارے ربّ کا عذاب یقیناً واقع ہونے والا ہے۔
مَا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۝۸	نہیں ہے اُسے کوئی ہٹانے والا۔

اِن آیات میں بعض اہم مقامات یعنی کوہِ طور، لوحِ محفوظ، خانہ کعبہ، آسمان اور سمندر کی قسم کھا کر کہا گیا کہ کافروں پر عذاب آ کر رہے گا۔ کوہِ طور پر لوحِ محفوظ سے تورات نازل کی گئی جس میں خبر دی گئی کہ بنی اسرائیل پر دو مرتبہ اُن کی سرکشی کی وجہ سے عذاب نازل ہو گا۔ سورۂ بنی اسرائیل کی ابتدائی آیات میں اِس کا ذکر ہے۔ خانہ کعبہ کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے ابرہا کے لشکر پر عذاب نازل کیا۔ آسمان سے قومِ نوح پر بارش اور قومِ لوط پر پتھراؤ کی صورت میں عذاب نازل کیے گئے۔ فرعونیوں کو سمندر میں غرق کر کے عذاب سے دوچار کیا گیا۔ گویا یہ اہم مقامات سرکشوں کو اللہ تعالیٰ کے اُس عذاب سے خبردار کر رہے ہیں جسے کوئی طاقت ٹال نہیں سکتی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سرکشی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۹ تا ۱۶

کافروں کا بدترین انجام

يَوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ۝۹	جس دن لرزے گا آسمان تھر تھرا کر۔
وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ۝۱۰	اور چلیں گے پہاڑ اڑتے ہوئے۔
فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝۱۱	تو ہلاکت ہے اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔
اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ۝۱۲	وہ جو فضول بحث میں کھیل رہے ہیں۔
يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ۝۱۳	جس دن اُنہیں دھکیلا جائے گا آگ کی طرف دھکا دے کر۔

هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۴﴾	یہ آگ وہی ہے تم جسے جھٹلایا کرتے تھے۔
اَفَسِحْرٌ هٰذَا	تو کیا جادو ہے یہ
اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۱۵﴾	یا تم نہیں دیکھ رہے؟
اِصْلَوْهَا	داخل ہو جاؤ اِس میں
فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا	پھر صبر کرو یا صبر نہ کرو
سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ	برابر ہے تم پر
اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾	بے شک تم بدلہ میں دیے جاؤ گے وہی جو تم کیا کرتے تھے۔

روزِ قیامت آسمان لرز رہا ہو گا اور پہاڑ اڑ رہے ہوں گے۔ اُس روز وہ کافر شدید تباہی سے دوچار ہوں گے جو آج اللہ تعالیٰ کے احکامات پر اعتراضات کر رہے ہیں اور اُن کا مذاق اڑا رہے ہیں۔ اُس روز اُنہیں دھکیل کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہ ہے وہ جہنم جس کے وجود کو تم جھٹلاتے تھے۔ اب تم صبر کرو یا چیخ و پکار کرو برابر ہے۔ تمہیں تمہارے جرائم کی بھرپور سزا مل کر رہے گی۔

آیات ۱۷ تا ۲۰

پرہیز گاروں کا حسین انجام

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ﴿۱۷﴾	بے شک پرہیز گار باغات اور بڑی نعمت میں ہیں۔
فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ	لطف اٹھانے والے ہیں اُس سے جو دیا ہے اُنہیں اُن کے ربّ نے

وَ وَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿۱۸﴾	اور بچالیا اُنہیں اُن کے ربّ نے بھڑکتی ہوئی آگ کے عذاب سے۔
كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾	(کہا جائے گا) کھاؤ اور پیو مزے سے اُس کے بدلے جو تم کیا کرتے تھے۔
مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ	ٹیک لگا کر بیٹھنے والے ہیں قطار میں بچھائے گئے تختوں پر
وَ زَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ﴿۲۰﴾	اور ہم نے بیاہ دیا ہے اُنہیں بڑی آنکھوں والی حوروں سے۔

روزِ قیامت پرہیز گاروں کی بہت بڑی خوش نصیبی ہو گی کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں دہکتی ہوئی آگ کے عذاب سے محفوظ فرمالے گا۔ مزید خوش نصیبی یہ ہو گی کہ وہ اُنہیں داخل فرمائے گا ایسے حسین باغات میں جہاں وہ نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔ اُنہیں کہا جائے گا جو چاہتے ہو اور جتنا چاہتے ہو کھاؤ اور پیو۔ کسی نعمت میں کوئی کمی نہیں اور نہ ہی زیادہ استعمال کا کوئی نقصان ہے۔ وہ مسندوں پر ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے ہوں گے۔ بڑی بڑی آنکھوں والی حسین و جمیل حوروں سے اُن کا نکاح کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تمہیں یہ نعمتیں تمہارے اعمال کی وجہ سے عطا کی گئی ہیں۔

آیت ۲۱

نیک اولاد جنت میں ساتھ ہو گی

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اور جو لوگ ایمان لائے
وَ اتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ	اور پیچھے چلی اُن کے اُن کی اولاد ایمان کے ساتھ
اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ	ہم ملا دیں گے اُن کے ساتھ اُن کی اولاد کو

وَ مَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ	اور ہم کمی نہ کریں گے اُن سے اُن کے عمل میں سے کچھ بھی
كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ﴿۲۱﴾	ہر شخص اُس کے عوض جو اُس نے کمایا ہے گروی رکھا ہوا ہے۔

اِس آیت میں خوشخبری دی گئی کہ جنت میں نیک انسان کو اُس کی نیک اولاد کے ساتھ رکھا جائے گا۔ اگر کسی کے اعمال کی کمی کی وجہ سے اُس کا درجہ جنت میں نیچے ہو گا تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اُس کا درجہ بڑھا کر اوپر والے کے ساتھ کر دے گا۔ انسان کا اپنے اعمال کے عوض رہن ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ جہنم سے بچنے اور جنت میں داخلہ کے لیے انسان کو اچھے اعمال کرنے ہوں گے۔ ہاں جنت میں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے درجات کو بلند کر کے اولاد اور والدین کو باہم ملا دے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جنت میں اپنے والدین اور اولادوں کا ساتھ نصیب فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۲ تا ۲۴

جنت کی نعمتیں

وَ اَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّ لَحْمٍ	اور ہم مسلسل دیتے رہیں گے اُنہیں میوے اور گوشت
مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۲۲﴾	اُس میں سے جو وہ چاہیں گے۔
يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا	ایک دوسرے سے چھینیں گے ایسا جام
لَا لَغْوٌ فِيْهَا وَ لَا تَاْثِيْمٌ ﴿۲۳﴾	جس میں نہ کوئی بیہودہ بات ہو گی اور نہ ہی گناہ میں ڈالنا۔
وَ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ	اور آس پاس پھریں گے اُن کے خدمت گزار لڑکے
كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۲۴﴾	جیسے وہ ہوں چھپائے ہوئے موتی۔

اہلِ جنت کو اُن کی پسند کے میوے اور گوشت فراہم کیا جائے گا۔ وہ اپنی پسند کے مرغوب جام نوش کر رہے ہوں گے۔ ایسی شراب کے جام جو پاکیزہ ہو گی۔ اُس میں نہ نشہ ہو گا اور نہ ہی وہ کسی گناہ کی طرف لے جائے گی۔ جنتی باہم شغل کرتے ہوئے ایک دوسرے سے اِس شراب کے جام کو چھین رہے ہوں گے۔ اُن کی خدمت کے لیے ہر وقت خوبصورت لڑکے موجود ہوں گے جو اپنے حسن میں ایسے خوبصورت موتیوں کی طرح ہوں گے جنہیں چھپا کر رکھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ نعمتیں عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۵ تا ۲۸

گھر میں خدا خوفی اختیار کرنے کا انعام

وَ اَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ	اور متوجہ ہوں گے اُن میں سے بعض، بعض کی طرف
تَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۵﴾	ایک دوسرے سے سوال کریں گے
قَالُوْۤا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْۤ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ﴿۲۶﴾	کہیں گے بے شک ہم اِس سے پہلے اپنے گھر والوں میں ڈرنے والے تھے۔
فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا	تو احسان کیا اللہ نے ہم پر
وَ وَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾	اور بچالیا ہمیں جھلسا دینے والی لو کے عذاب سے۔
اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ	بے شک ہم اِس سے پہلے پکارا کرتے تھے اُسے
اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ﴿۲۸﴾ ع ۱ ۲ ۳	بے شک وہی بہت احسان کرنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اہل جنت باہم گفتگو کرتے ہوئے ایک دوسرے کو بتائیں گے کہ ہم دنیا میں اپنے گھر والوں کے ساتھ مشغول ہو کر، اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اُس کے احکامات سے غافل نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ ہم ڈرتے رہتے تھے کہ کہیں ایسا فعل نہ کر بیٹھیں جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے۔ اُس نے ہم پر احسان فرمایا اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچالیا۔ ہم اُس سے دعائیں کرتے رہتے تھے اور اُس نے ہماری دعائیں قبول فرمالیں۔ بے شک وہ بہت ہی حسن سلوک فرمانے والا اور رحمتیں نازل فرمانے والا ہے۔

آیات ۲۹ تا ۳۲

اللہ تعالیٰ کا گستاخانِ رسول پر غیظ و غضب

فَذَكِّرْ	تو اے نبیؐ! نصیحت کیجئے
فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ﴿۲۹﴾	پھر آپؐ نہیں ہیں اپنے ربّ کی نعمت سے کاہن اور نہ ہی مجنون۔
اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ	کیا وہ کہتے ہیں آپؐ شاعر ہیں
نَتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ﴿۳۰﴾	ہم انتظار کر رہے ہیں جن پر زمانے کی گردش کا؟
قُلْ تَرَبَّصُوْا	فرمایئے انتظار کرو
فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ ﴿۳۱﴾	پس بے شک میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔
اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ	کیا حکم دیتی ہیں اُنہیں اُن کی عقلیں اِسی بات کا
اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿۳۲﴾	یا وہ حد سے گزرنے والے لوگ ہیں؟

مشرکین مکہ نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے کہتے تھے کہ آپ کاہن، مجنون اور شاعر ہیں۔ اِن کے بارے میں انتظار کرو۔ کچھ ہی دن میں اِن کی حقیقت واضح ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ ﷺ قرآن کی تبلیغ جاری رکھیں۔ آپ ﷺ ہرگز وہ کچھ نہیں ہیں جو یہ مشرکین کہہ رہے ہیں۔ مشرکین عقل کے اندھے ہیں۔ اگر اُن میں عقل ہوتی تو وہ ایسے پاکیزہ کردار اور اخلاق کی حامل ہستی پر کاہن، مجنون اور شاعر ہونے کے الزامات نہ لگاتے۔ پھر کیا بیک وقت ایک شخص کاہن، مجنون اور شاعر ہو سکتا ہے؟ ایسے بہتان لگانے والوں کو چاہیے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی حقیقت ظاہر ہونے کا نہیں بلکہ اپنی گستاخیوں کی بدترین سزا ملنے کا انتظار کریں۔

آیات ۳۳ تا ۳۴

عظمت قرآن

اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ	کیا وہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے گھڑ لیا ہے اِسے؟
بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾	بلکہ وہ ایمان نہیں لاتے۔
فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ	پس اُنہیں چاہیے لے آئیں کوئی بات اِس جیسی
اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ﴿۳۴﴾	اگر وہ سچے ہیں۔

مشرکین مکہ بہتان لگاتے تھے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں بلکہ اِسے سیدنا محمد ﷺ نے خود سے بنا لیا ہے۔ اُنہیں چیلنج دیا گیا کہ اگر قرآن کسی انسان کا بنایا ہوا کلام ہے تو پھر وہ بھی مقابلہ میں قرآن جیسا فصیح، بلیغ، پر تاثیر، پاکیزہ اور جامع کلام پیش کر کے دکھائیں۔ قرآنِ حکیم کی عظمت کی دلیل ہے کہ آج تک کوئی بھی اِس چیلنج کا جواب نہیں دے سکا اور نہ دے سکے گا۔

آیات ۳۵ تا ۴۳

مخالفین حق کو گریبان میں جھانکنے کی دعوت

اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ	کیا وہ پیدا کیے گئے ہیں بغیر کسی چیز کے
اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿۳۵﴾	یا وہ خود ہی پیدا کرنے والے ہیں؟
اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ	کیا اُنہوں نے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو؟
بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ ﴿۳۶﴾	بلکہ وہ یقین نہیں کرتے۔
اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ	اے نبیؐ ! کیا اُن کے پاس ہیں آپؐ کے ربّ کے خزانے
اَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ ﴿۳۷﴾	یا وہ نگران ہیں (خزانوں کے)؟
اَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَّسْتَمِعُوْنَ فِيْهِ	کیا اُن کے پاس کوئی سیڑھی ہے وہ سن لیتے ہیں جس پر چڑھ کر؟
فَلْيَاْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾	تو لے آئے اُن کا سننے والا کوئی واضح دلیل۔
اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ	کیا اللہ کے لیے بیٹیاں ہوں
وَلَكُمُ الْبَنُوْنَ ﴿۳۹﴾	اور تمہارے لیے بیٹے۔
اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا	کیا آپؐ مانگتے ہیں اُن سے کوئی اجرت
فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ﴿۴۰﴾	تو وہ تاوان سے بوجھل کیے جانے والے ہیں؟

اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ	کیا اُن کے پاس غیب (کا علم) ہے؟
فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿۴۱﴾	تو وہ لکھ لیتے ہیں۔
اَمْ يُرِيْدُوْنَ كَيْدًا	کیا وہ چاہتے ہیں کوئی چال چلنا؟
فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا هُمُ الْمَكِيْدُوْنَ ﴿۴۲﴾	تو جن لوگوں نے کفر کیا وہی چال میں پھنسنے والے ہیں۔
اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ	کیا اُن کا کوئی معبود ہے اللہ کے سوا؟
سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۴۳﴾	پاک ہے اللہ اُس سے جو وہ شریک بناتے ہیں۔

حق کے مخالفین قرآنِ حکیم کی تعلیمات پر مختلف قسم کے اعتراضات وارد کرتے تھے۔ اِن آیات میں اُن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنے اعتراضات کی حقیقت پر غور کرنے اور پھر گریبان میں جھانکنے کی دعوت دی گئی۔ ارشاد ہوا:

i۔ آسمان وزمین اور خود اِن مخالفین کا خالق کون ہے؟ کیا اُنہوں نے آسمان، زمین اور اپنی ذات کو بنایا ہے؟

ii۔ کیا رب کی رحمت کے خزانے اِن مخالفین کے اختیار میں ہیں کہ وہ فیصلہ کریں کہ اللہ کا رسول ہونے کا اعزاز کسے دیا جائے۔

iii۔ وہ اپنے لیے تو بیٹے پسند کرتے ہیں اور اللہ کے لیے فرشتوں کی صورت میں بیٹیوں کا تعین کرتے ہیں۔ کیا اِس من گھڑت تعین کا کوئی جواز ہے؟

iv۔ کیا نبی اکرم ﷺ تبلیغ کے حوالے سے کوئی حق خدمت یا نذرانہ طلب کر رہے ہیں جو اُن کو بہت بھاری لگ رہا ہے؟

v۔ کیا اُنہیں غیب کے احوال کا علم ہے کہ اُس کی بنیاد پر قرآن اور نبی ﷺ کے بارے میں تبصرے کر رہے ہیں؟

vi۔ کیا وہ نبی اکرم ﷺ کے خلاف سازشی منصوبے بنا رہے ہیں؟ کان کھول کر سن لیں کہ تمام سازشیں اُنہیں پر الٹی پڑیں گی اور جلد ہی وہ مغلوب ہوں گے۔

vii۔ کیا اللہ تعالیٰ کے سوا اُن کے دیگر معبودوں کی کوئی حقیقت ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ واحد ہے اور وہ ہر طرح کے شرک سے پاک ہے۔

آیات ۴۴ تا ۴۷

مخالفین حق پر دو عذاب آئیں گے

وَ اِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا	اور اگر وہ دیکھ لیں کوئی ٹکڑا آسمان سے گرنے والا
يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ ﴿۴۴﴾	وہ کہیں گے یہ تہ بہ تہ بادل ہے۔
فَذَرْهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ ﴿۴۵﴾	پس اے نبیؐ! چھوڑیئے اُنہیں یہاں تک کہ وہ ملیں اپنے اُس دن سے جس میں وہ بیہوش کیے جائیں گے۔
يَوْمَ لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا	جس دن کام نہ آئے گی اُن کے اُن کی چال کچھ بھی
وَّ لَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۶﴾	اور نہ ہی اُن کی مدد کی جائے گی۔
وَ اِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ	اور بے شک اُن کے لیے جنہوں نے ظلم کیا عذاب ہے اِس کے علاوہ بھی
وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۷﴾	اور لیکن اُن کے اکثر نہیں جانتے۔

اِن آیات میں حق کے مخالفین کو دھمکی دی گئی کہ اُن پر عنقریب اللہ تعالیٰ کا عذاب آنے والا ہے۔ عذاب جب آئے گا تو اُن کی کوئی تدبیر اُنہیں اُس سے بچا نہ سکے گی اور نہ ہی کوئی اور اُن کی مدد کو آئے گا۔ پھر ظالموں کے لیے آخرت کے بڑے عذاب سے پہلے چھوٹے عذاب بھی ہیں تاکہ وہ پلٹیں اللہ کی طرف۔ افسوس ہے کہ وہ اِن عذابوں سے بھی کوئی سبق نہیں سیکھ رہے۔

آیات ۴۸ تا ۴۹

نبی اکرم ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی نظرِ کرم

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ	اور اے نبیؐ! انتظار کیجئے اپنے ربّ کے حکم کا
فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا	پس بے شک آپؐ ہماری نگاہوں کے سامنے ہیں
وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ ﴿۴۸﴾	اور تسبیح کیجئے اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ جس وقت آپؐ اٹھتے ہیں۔
وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ	اور رات میں پھر تسبیح کیجئے اُس کی
وَإِدْبَارَ النُّجُومِ ﴿۴۹﴾ ع ۲ ۲۱ ۴	اور ستاروں کے جانے کے بعد بھی۔

نبی اکرم ﷺ کو خوشخبری دی گئی کہ آپ ﷺ پر ہر وقت اللہ تعالیٰ کی نظرِ کرم ہے۔ مخالفین کے اعتراضات کو صبر و تحمل سے برداشت کیجئے اور اُن کے برے انجام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے کا انتظار کیجئے۔ اطمینانِ قلب کے لیے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہیے۔ خاص طور پر اٹھتے، بیٹھتے، رات میں اور سحر کے وقت اُس کی تسبیح و حمد کرتے رہیے۔ اللہ تعالیٰ حق و باطل کے معرکہ میں ہمیں حق کا ساتھ دینے اور اپنے ذکر کی لذت کے ساتھ حق پر ڈٹے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سورۃ النجم

اللہ تعالیٰ کی بے مثال قدرتوں کا بیان

اس سورۂ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی بے مثال قدرتوں کے کئی مظاہر بیان کیے گئے ہیں۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۱۸ — عظمت مصطفیٰ ﷺ
- آیات ۱۹ تا ۳۰ — مشرکانہ تصورات کی نفی
- آیات ۳۱ تا ۴۲ — جزا و سزا کا بیان
- آیات ۴۳ تا ۶۲ — اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظاہر

آیات ۱ تا ۴

حدیث رسول ﷺ کی اہمیت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ①	قسم ہے ستارے کی جب وہ گرے۔
مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ	نہیں ہٹے راہِ حق سے تمہارے ساتھی (رسولؐ)
وَمَا غَوٰى ②	اور نہ ہی چلے ہیں غلط راہ پر۔
وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ③	اور وہ نہیں بولتے اپنی خواہش سے۔
اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ④	نہیں ہے اُن کا ارشاد مگر وحی جو نازل کی جاتی ہے۔

جس طرح ستارہ کا ڈوبنا صبح کی آمد کی علامت ہے، اِسی طرح نبی اکرم ﷺ کی آمد دنیا میں تاریکی کے خاتمے اور نورِ ہدایت کے سدا جگمگانے کا مظہر ہے۔ اب قرآن اور ارشادات نبوی ﷺ کی صورت میں حق دنیا میں ہمیشہ موجود رہے گا۔ ارشاداتِ نبوی ﷺ بھی دراصل اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہدایت کا مظہر ہیں۔ نبی اکرم ﷺ اپنی خواہش نفس سے کچھ نہیں بولتے بلکہ وہی بات کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اُن کی طرف وحی کی ہے۔ فرائض نبوت کی ادائیگی کے حوالے سے آپ ﷺ کے ارشادات وحی کی بنیاد پر ہوتے تھے۔ دیگر معاملات میں بھی آپ ﷺ کے ارشادات سراپا حق ہوتے تھے اور اُن میں بھی وحی کا نور کارفرما ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآنِ حکیم کے ساتھ ساتھ ارشادات نبوی ﷺ کی روشنی میں زندگی کے جملہ معاملات کا لائحۂ عمل طے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۵ تا ۱۱

قرآنِ حکیم کے دو راویوں کی ملاقات

عَلَّمَهٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی ۝۵	تعلیم دی ہے اُنہیں زبردست قوتوں والے (فرشتے) نے۔
ذُوْ مِرَّةٍ	جو بڑی طاقت والا ہے
فَاسْتَوٰی ۝۶	پھر وہ بلند ہوا۔
وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی ۝۷	اور وہ تھا آسمان کے سب سے اونچے کنارے پر۔
ثُمَّ دَنَا	پھر وہ قریب ہوا
فَتَدَلّٰی ۝۸	پس اتر آیا۔
فَكَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ۝۹	پھر وہ ہو گیا دو کمانوں کے فاصلے پر یا زیادہ قریب۔
فَاَوْحٰۤی اِلٰی عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰی ۝۱۰	پھر اُس نے وحی کی اللہ کے بندے کی طرف جو وحی کی۔

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ⑪	جھوٹ نہیں جانا دل نے اُسے جو آپؐ نے دیکھا۔

قرآنِ حکیم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو بندوں تک دو راویوں کے ذریعہ پہنچا۔ ایک ہیں سیدنا جبرائیلؑ اور دوسرے ہیں حضرت محمد ﷺ۔ اِن آیات میں ان دونوں راویوں کی باہم ملاقات کا ذکر ہے۔ ایک موقع پر سیدنا جبرائیلؑ نے نبی اکرم ﷺ کو قرآنِ حکیم جس طرح سکھایا، اُس کا نقشہ کھینچا گیا۔ سیدنا جبرائیلؑ انتہائی قوت اور بڑی جسامت والے فرشتے ہیں۔ جب وہ بالکل سیدھے ہوئے تو افق کو مکمل طور پر ڈھانپ دیا۔ پھر قریب آئے اور بالکل نیچے لٹک گئے۔ اُن کے اور نبی اکرم ﷺ کے درمیان فاصلہ دو کمان سے بھی کم رہ گیا۔ اب اللہ تعالیٰ نے اُن کے ذریعہ اپنے بندہ ﷺ پر وحی کیا جو کچھ کہ وحی کیا۔ جو کچھ نبی اکرم ﷺ کی نگاہیں دیکھ رہی تھیں، دل نے اُس کی تصدیق کی یہ کوئی خیالی صورت نہیں بلکہ حقیقت ہے۔

آیات ۱۲ تا ۱۸

معراجِ مصطفیٰ ﷺ

اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ⑫	تو کیا تم جھگڑتے ہو نبیؐ سے اُس پر جو وہ دیکھتے ہیں۔
وَ لَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ⑬	اور یقیناً اُنہوں نے دیکھا ہے اُس فرشتے کو اترتے ہوئے ایک اور بار بھی۔
عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ⑭	آخری حد کی بیری کے پاس۔
عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ⑮	اُسی کے پاس ہے ہمیشہ رہنے کی جنت۔
اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ⑯	جب چھا رہا تھا بیری پر وہ جو چھا رہا تھا۔
مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰى ⑰	نہ اِدھر اُدھر ہوئی نگاہ اور نہ ہی حد سے بڑھی۔
لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ⑱	یقیناً اُنہوں نے دیکھیں اپنے ربّ کی بہت بڑی نشانیاں۔

مشرکین مکہ اِس حقیقت کو تسلیم نہیں کر رہے تھے کہ نبی اکرم ﷺ نے سیدنا جبرائیل امین کو اصل ملکوتی صورت میں دیکھا ہے۔ حالانکہ آپ ﷺ نے اُنہیں شب معراج بھی اِس صورت میں دیکھا تھا۔ جب وہ آسمانوں پر بیری کے ایک ایسے درخت کے پاس ظاہر ہوئے جو جنت کے قریب ہے۔ اُس بیری پر اُس وقت اللہ تعالیٰ کی انوار و تجلیات کے عظیم مظاہر چھائے ہوئے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے سیدنا جبرائیلؑ امین کے ساتھ ساتھ کئی اور آیاتِ الٰہی کا بھی مشاہدہ کیا۔ آپ ﷺ نے یہ مشاہدہ خوب جم کر کیا۔ آپ ﷺ کی نگاہوں میں بھرپور حوصلہ نظر تھا۔ البتہ نگاہوں نے ادب و احترام کا پورا پورا لحاظ رکھا۔

آیات ۱۹ تا ۲۲

مشرکین مکہ کی اللہ کے ساتھ عجیب بے انصافی

اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ﴿۱۹﴾	پھر کیا تم نے دیکھا لات اور عزیٰ کو۔
وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ﴿۲۰﴾	اور تیسری منات کو جو ایک اور دیوی ہے۔
اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ﴿۲۱﴾	کیا تمہارے لیے لڑکے ہیں اور اُس کے لیے لڑکیاں۔
تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ﴿۲۲﴾	یہ تب تو بڑی ناانصافی کی تقسیم ہے۔

اِن آیات میں مشرکین عرب کو اُن کی تین دیویوں، لات، عزّیٰ اور منات کی اوقات پر غور کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ نہ اِن دیویوں کا کائنات بنانے میں کوئی حصہ ہے اور نہ کائنات کا نظام چلانے میں۔ ایسی بے اختیار دیویوں کی پوجا کرنے کا آخر کیا جواز ہے؟ مشرکین مکہ نے فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دے کر اُن کی مورتیاں بنالی تھیں۔ اُن کا معاملہ یہ تھا کہ وہ اپنے ہاں تو بیٹیوں کی پیدائش ناپسند کرتے تھے لیکن فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ بلاشبہ یہ ظلم اور ناانصافی کی عجیب صورت تھی۔

آیات ۲۳ تا ۲۵

مشرکانہ تصورات کی بنیاد محض گمان ہے

اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ	نہیں ہیں یہ (دیویاں) مگر چند نام
سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ	رکھ لیے ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے
مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ	نہیں اتاری اللہ نے اُن کے لیے کوئی سند
اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ	وہ پیروی نہیں کر رہے مگر گمان کی
وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ	اور اُس کی جو چاہتے ہیں اُن کے جی
وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ﴿۲۳﴾	اور یقیناً آ چکی ہے اُن کے پاس اُن کے ربّ کی طرف سے ہدایت۔
اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ﴿۲۴﴾	کیا انسان کے لیے ہوگا وہ جس کی اُس نے تمنا کی۔
ع ۱۵ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ ع	سو اللہ ہی کے اختیار میں ہے آخرت اور دنیا۔

مشرکین کے پاس اپنے مشرکانہ تصورات کے لیے کوئی ٹھوس دلیل نہیں ہوتی۔ اُن کے تمام تصورات کی بنیاد اُن کی خواہشاتِ نفس اور گمان ہوتے ہیں۔ بلاشبہ گمان، حق کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ مشرکین نے اپنے خود ساختہ معبودوں کو من گھڑت قسم کے نام دیے ہوئے ہیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ جیسے ہمارے جہلاء نے بعض بزرگانِ دین کو داتا، گنج بخش، غریب نواز، غوثِ اعظم وغیرہ کے نام دے رکھے ہیں حالانکہ یہ صفات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا دیگر ہستیوں کو پکار کر جو چاہے حاصل کر لیں۔ یہ اُن کی خام خیالی ہے۔ دنیا اور آخرت کی ہر نعمت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے۔

آیات ۲۶ تا ۲۸

اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی شفاعت نہ کر سکے گا

وَ كَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ	اور کتنے ہی فرشتے ہیں آسمانوں میں
لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا	کام نہیں آتی اُن کی سفارش کچھ بھی
اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَرْضٰى ﴿۲۶﴾	مگر اِس کے بعد کہ اجازت دے اللہ جس کے لیے چاہے اور پسند کرے۔
اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ	بے شک جو لوگ ایمان نہیں رکھتے آخرت پر
لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ﴿۲۷﴾	یقیناً وہ ایسے نام رکھتے ہیں فرشتوں کے جیسے عورتوں کے نام رکھنا۔
وَ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ	حالانکہ نہیں ہے اُن کے پاس اِس کے لیے کوئی علم
اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ	وہ پیروی نہیں کرتے مگر گمان کی
وَ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ﴿۲۸﴾	بلاشبہ گمان فائدہ نہیں دیتا حق کے مقابلے میں کچھ بھی۔

مشرکین مکہ نے فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیا، اُن کے زنانہ نام رکھے اور اُن کی مورتیاں بنا کر پوجا شروع کر دی۔ در اصل وہ نہیں چاہتے تھے کہ آخرت میں اُن کے جرائم کی باز پرس ہو۔ لہٰذا یہ عقیدہ گھڑ لیا کہ فرشتوں کی پوجا کرو، وہ اپنی شفاعت کے ذریعہ ہمیں آخرت میں بخشوا لیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ فرشتوں میں سے کسی کو اختیار نہیں کہ وہ کسی کے لیے شفاعت کر سکیں۔ ہاں سفارش کی جا سکے گی مگر اُس کی طرف سے جسے اللہ اجازت دے اور اُسی کے حق میں جس کے لیے اللہ

پسند فرمائے۔ مشرکین مکہ کے عقائد کسی واضح دلیل کی بنیاد پر نہیں بلکہ محض اُن کے گمان کی بنیاد پر ہیں۔ گمان ہر گز حق کے لئے بنیاد نہیں بن سکتا۔

آیات ۲۹ تا ۳۰

دنیاداروں کی محرومی

فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى عَنْ ذِكْرِنَا	تو اے نبیؐ! توجہ ہٹا لیجئے اُس سے کہ جس نے رُخ پھیرا ہماری یاد سے
فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ﴿۱۳﴾	تو بے شک ہم نے تیار کر رکھی ہے کافروں کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ۔
وَ لَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۲۹﴾	اور نہ چاہی مگر دنیا کی زندگی۔
ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ	یہ اُن کی انتہا ہے علم میں
اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ	بے شک آپؐ کا ربّ ہی زیادہ جاننے والا ہے اُسے جو بھٹک گیا اُس کی راہ سے
وَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ﴿۳۰﴾	اور وہ زیادہ جاننے والا ہے اُسے جس نے ہدایت پائی۔

نبی اکرم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ ایسے لوگوں کے پیچھے پڑ کر اپنا وقت ضائع نہ کریں جو آخرت میں جوابدہی کا یقین نہیں رکھتے۔ ہماری یاد سے غافل ہیں اور صرف اور صرف دنیا ہی کے طلب گار ہیں۔ وہ کسی ایسی دعوت کو قبول کرنے کے لیے تیار نہ ہوں گے جو دنیا کے مادی فائدوں سے بلند تر مقاصد کی طرف بلاتی ہو اور جس میں اصل مطلوب آخرت کی ابدی فلاح و کامرانی ہو۔ وہ خود کو بڑا عقلمند سمجھتے ہیں لیکن اُس سے زیادہ احمق کوئی نہیں جس کی سوچ اور علم اِس فانی دنیا تک محدود ہو اور وہ موت کے بعد کی دائمی زندگی کے لیے تیاری سے غافل ہو۔ ایسے لوگ گمراہ ہیں اور اللہ تعالیٰ اِن گمراہوں سے خوب واقف ہے۔ اِس کے برعکس

آخرت کے طلب گاروں پر تبلیغ کے لیے وقت لگانا مفید ثابت ہو گا۔ اُن پر اللہ تعالیٰ کی نظر کرم ہو گی اور وہ ہدایت کی نعمت سے سرفراز ہوں گے۔ سوچنے کی بات ہے کہ آج ہم مسلمانوں کی اکثریت بھی دنیادار ہے۔ کیا اِن دنیاداروں کو نبی اکرم ﷺ کی شفاعت نصیب ہو گی جبکہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو دنیاداروں سے رخ پھیرنے کی تلقین فرمارہا ہے؟

آیات ۳۱ تا ۳۲

کبیرہ گناہوں سے بچنے والوں کے لیے بشارت

وَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ	اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے
لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا	تاکہ وہ بدلہ دے اُنہیں جنہوں نے برائی کی اُس کا جو اُنہوں نے کیا
وَ يَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ﴿۳۱﴾	اور بدلہ دے اُنہیں جنہوں نے بھلائی کی بڑی بھلائی کے ساتھ۔
اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ	وہ لوگ جو بچتے ہیں بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے سوائے کچھ آلودگی کے
اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ	بے شک اے نبیؐ! آپؐ کا ربّ وسیع بخشش والا ہے
هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ	وہ زیادہ جاننے والا ہے تمہیں جبکہ اُس نے پیدا کیا تمہیں زمین سے
وَ اِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ	اور جب تم تھے بچے اپنی ماؤں کے پیٹوں میں
فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ	سو مت پاکیزہ بتاؤ اپنے آپ کو

هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ﴿۳۲﴾	وہ زیادہ جاننے والا ہے کہ کس نے پرہیز گاری اختیار کی۔

آسمانوں اور زمین کی ہر شے اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ بندوں کے انجام کا فیصلہ بھی اُسی نے کرنا ہے۔ برائی کرنے والوں کو وہ سزا دے گا اور نیکی کرنے والوں کو عمدہ اجر۔ خاص طور پر جو لوگ کبیرہ گناہوں اور بے حیائی کی ہر صورت سے بچتے ہیں اُن کے تمام گناہ معاف فرمادے گا۔ وہ ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو اپنی نیکیاں ظاہر کرتے ہیں، اپنی تعریفیں کرتے ہیں اور خود کو بڑا پاکیزہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں

اتنی نہ بڑھا، پاکیٔ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ، ذرا بند قبا دیکھ

نیکیوں کا ڈھنڈورا پیٹنے کی ضرورت نہیں، اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کون واقعی پرہیز گار ہے۔

آیات ۳۳ تا ۳۵

کیا دولت مندوں سے اللہ تعالیٰ راضی ہے؟

اَفَرَءَيْتَ الَّذِىْ تَوَلّٰى ﴿۳۳﴾	تو کیا تم نے دیکھا اُسے جس نے رخ پھیر لیا۔
وَ اَعْطٰى قَلِيْلًا وَّ اَكْدٰى ﴿۳۴﴾	اُس نے دیا تھوڑا سا اور ہاتھ روک لیا۔
اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى ﴿۳۵﴾	کیا اُس کے پاس غیب کا علم ہے کہ وہ دیکھ رہا ہے۔

اِن آیات میں مشرکین مکہ کے ایک سردار ولید بن مغیرہ کی مذمت ہے۔ وہ بدنصیب اللہ کے رسول ﷺ سے آیاتِ قرآنی سن کر ایمان لانے کے قریب پہنچ گیا تھا لیکن ساتھی سرداروں کی ناراضگی دیکھ کر محروم ہو گیا۔ خود کو جھوٹی تسلی دینے کے لیے کہا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہے۔ اُس نے دنیا میں مجھے خوب سازوسامان دیا ہے۔ وہ آخرت میں بھی مجھے اِسی طرح سے نوازے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کے اِس تصور کی نفی کرتے ہوئے پوچھا کہ کیا اُس کے پاس غیب کا علم ہے جس کی بنیاد پر وہ آخرت

کی نعمتوں کی توقع کر رہا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی رضا کی علامت بندے کے کردار میں اخلاص اور پرہیز گاری سے ظاہر ہوتی ہے نہ کہ اُس کے پاس مال واسباب کی کثرت سے۔

آیات ۳۶ تا ۴۲

انسان کا عمل اُس کے کام آئے گا

اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى ﴿۳۶﴾	کیا خبر نہیں دی گئی اُسے اُس کی جو موسیٰؑ کے صحیفوں میں ہے۔
وَ اِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰۤى ﴿۳۷﴾	اور ابراہیمؑ (کے صحیفوں میں) جنہوں نے پورا کیا (اللہ کے ہر حکم کو)
اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿۳۸﴾	کہ نہ اُٹھائے گی کوئی بوجھ اُٹھانے والی جان کسی دوسری جان کا بوجھ۔
وَ اَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿۳۹﴾	اور یہ کہ نہیں ہے انسان کے لیے مگر وہی جس کی اُس نے کوشش کی۔
وَ اَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ﴿۴۰﴾	اور بے شک اُس کی کوشش جلد ہی اُسے دکھائی جائے گی۔
ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ﴿۴۱﴾	پھر بدلہ دیا جائے گا اُسے پورا بدلہ۔
وَ اَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ﴿۴۲﴾	اور بے شک تمہارے ربّ تک ہی آخرکار پہنچنا ہے (سب کو)۔

اللہ تعالیٰ نے ایک اہم حقیقت سے ہر دور میں انسان کو آگاہ فرمایا۔ اِس حقیقت کا ذکر سیدنا ابراہیمؑ کے صحیفوں میں بھی تھا اور سیدنا موسیٰؑ کو عطا کی جانے والی تورات میں بھی۔ وہ حقیقت یہ ہے کہ کوئی انسان کسی دوسرے انسان کے گناہوں کا بوجھ نہ اٹھائے

گا۔ ہر انسان کو اپنے اعمال کا بدلہ مل کر رہے گا۔ عنقریب تمام انسانوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہوں گے اور وہ ہر انسان کو اُس کی اچھی یا بری کوشش کا پورا پورا بدلہ چکا دے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں روزِ قیامت کی رسوائی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۳ تا ۴۹

متضاد احوال... اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظاہر

وَ اَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَ اَبْكٰى ﴿۴۳﴾	اور بے شک اُسی (اللہ) نے ہنسایا اور اُسی نے رُلایا۔
وَ اَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَ اَحْيَا ﴿۴۴﴾	اور بے شک اُسی نے موت دی اور زندگی بخشی۔
وَ اَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَ الْاُنْثٰى ﴿۴۵﴾	اور بے شک اُسی نے پیدا کیے دو جوڑے مذکر اور مونث۔
مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ﴿۴۶﴾	ایک قطرے سے جب وہ ٹپکایا جاتا ہے۔
وَ اَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ﴿۴۷﴾	اور بے شک اُسی کے ذمہ ہے دوسری بار پیدا فرمانا۔
وَ اَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَ اَقْنٰى ﴿۴۸﴾	اور بے شک اُسی نے غنی کیا اور مفلس بنایا۔
وَ اَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ﴿۴۹﴾	اور بے شک وہی شعریٰ (ستارے) کا ربّ ہے۔

اِن آیات میں حسب ذیل متضاد احوال کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظاہر ہیں:

i۔ خوشی یا غمی کے اسباب اور اُن میں تاثیر اللہ تعالیٰ ہی پیدا کرتا ہے۔

ii۔ ہر جاندار کی زندگی اور موت اُسی کے اختیار میں ہے۔

iii۔ نطفہ کو مذکر یا مؤنث وہی بناتا ہے۔

iv۔ جس نے پہلی بار پیدا کیا اور زندگی دی، وہ دوبارہ بھی زندہ فرمائے گا۔

v۔ خوشحالی یا تنگدستی وہی دیتا ہے۔

vi۔ شعریٰ نامی ستارے کا رب بھی اللہ تعالیٰ ہے جسے گمراہ لوگ قسمتوں اور احوالِ عالم میں تبدیلی پیدا کرنے والا سمجھتے ہیں۔

آیات ۵۰ تا ۵۵

قوموں کی ہلاکت... اللہ تعالیٰ کے جلال کے مظاہر

وَ اَنَّهٗۤ اَهْلَكَ عَادَا الْاُوْلٰى ﴿۵۰﴾	اور بے شک اُسی (اللہ) نے ہلاک کیا پہلی قومِ عاد کو۔
وَ ثَمُوْدَا فَمَاۤ اَبْقٰى ﴿۵۱﴾	اور ثمود کو، پھر باقی نہ چھوڑا کسی کو۔
وَ قَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ	اور قومِ نوح کو اُن سے پہلے
اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَ اَطْغٰى ﴿۵۲﴾	بے شک وہی تھے زیادہ ظالم اور زیادہ حد سے گزرنے والے۔
وَ الْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ﴿۵۳﴾	اور الٹ جانے والی بستی کو گرا مارا۔
فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ﴿۵۴﴾	پھر چھا گیا اُس پر وہ جو چھا گیا۔
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ﴿۵۵﴾	پس اپنے ربّ کی کن کن نعمتوں پر تم شک کرو گے؟

یہ آیات اللہ تعالیٰ کے غیظ و غضب اور جلال کے مظاہر بیان کر رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قومِ عاد کو ہلاک کیا۔ ثمود کو ایسے تباہ کیا کہ نام و نشان نہ چھوڑا۔ قومِ نوح کو جو ظلم و سرکشی کی آخری حد کو پہنچ رہی تھی ملیامیٹ کر دیا۔ قومِ لوط کی بستیوں کو الٹ کر پٹخ دیا اور اُن پر پتھروں کی بارش برسا دی۔ ظالم قوموں کی تباہی نوعِ انسانی کے لیے نعمت ہے تاکہ دوسرے لوگ اُن کے ظلم و ستم سے نجات پا سکیں۔ انسان ذرا غور کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کن کن نعمتوں کو جھٹلائے گا؟

آیات ۵۶ تا ۶۲

گناہوں سے باز آجاؤ!

هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿۵۶﴾	یہ (نبیؐ) بھی ایک خبردار کرنے والے ہیں پہلے خبردار کرنے والوں کی طرح۔
اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾	قریب آگئی وہ قریب آنے والی۔
لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾	نہیں ہے اُسے اللہ کے سوا کوئی ظاہر کرنے والا۔
اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿۵۹﴾	تو کیا اِس بات سے تم تعجب کرتے ہو۔
وَ تَضْحَكُوْنَ وَ لَا تَبْكُوْنَ ﴿۶۰﴾	اور تم ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو۔
وَ اَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿۶۱﴾	اور تم غفلت میں پڑنے والے ہو
ع ۲ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَ اعْبُدُوْا ﴿۶۲﴾ ع ۲	تو سجدہ کرو اللہ کو اور بندگی کرو اُس کی۔

اِن آیات میں مشرکین مکہ سے کہا گیا کہ نبی اکرم ﷺ سابقہ انبیاء کی طرح تمہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرا رہے ہیں۔ قیامت قریب آچکی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی اُسے اچانک ظاہر کرے گا۔ قیامت کی خبر پر تم اظہارِ تعجب کر رہے ہو۔ اُس کو مذاق سمجھ کر ہنستے ہو حالانکہ تمہیں خوف سے رونا چاہیے۔ تمہاری خیر اِسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جھک جاؤ اور پوری زندگی میں اُس کے احکامات پر عمل کر کے قیامت کی تیاری کرو۔

سورۂ قمر

اللہ کے غیظ و غضب کا پُر جلال مظہر

اِس سورۂ مبارکہ میں بڑے جلالی اسلوب میں سرکش اور باغی اقوام پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کا ذکر کیا گیا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۸ — مشرکین مکہ پر اللہ تعالیٰ کا غیظ و غضب
- آیات ۹ تا ۴۲ — سابقہ اقوام پر اللہ تعالیٰ کا عذاب
- آیات ۴۳ تا ۴۸ — مشرکین مکہ پر اللہ تعالیٰ کا غیظ و غضب
- آیات ۴۹ تا ۵۵ — تقدیر کا بیان

آیات ۱ تا ۵

مشرکین مکہ کی ہٹ دھرمی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ①	قریب آ گئی قیامت اور پھٹ گیا چاند۔
وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً	اور اگر وہ دیکھتے ہیں کوئی بھی نشانی
يُّعْرِضُوْا	رُخ پھیر لیتے ہیں
وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ②	اور کہتے ہیں (یہ) زبردست جادو ہے۔
وَكَذَّبُوْا	اور اُنہوں نے جھٹلا دیا

وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ	اور پیروی کی اپنی خواہشات کی
وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ۝۳	اور ہر کام انجام کو پہنچنے والا ہے۔
وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ۝۴	اور یقیناً آچکی ہیں اُن کے پاس کئی خبریں جن میں باز آنے کے لیے ڈانٹ ہے۔
حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ	کامل دانائی کی بات ہے
فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۝۵	لیکن کار گر نہیں ہوتیں خبر دار کرنے والی چیزیں۔

قیامت کی تباہی اب قریب آچکی ہے لیکن مشرکین مکہ اِس کی تیاری سے غافل ہیں۔ اُنہوں نے اپنے سامنے نبی اکرم ﷺ کے ایک اشارے سے چاند کو دو ٹکڑے ہوتا دیکھا ہے لیکن پھر بھی اُن کی رسالت پر ایمان لانے کو تیار نہیں ہیں۔ اِس معجزہ کو جادو قرار دے رہے ہیں اور حق قبول کرنے کے بجائے اُسے جھٹلا کر خواہشات کی پیروی کر رہے ہیں۔ سابقہ قوموں کے حالات اور اُن کی تباہی کی خبروں کے ذریعہ اُنہیں عذاب کی دھمکیاں دی جا چکی ہیں۔ اللہ نے تو انتہائی پر حکمت مضامین سے اُن پر حجت پوری کر دی ہے لیکن افسوس ہے کہ وہ مسلسل ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ اللہ ایسی روش سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین!

آیات ۶ تا ۸

روزِ قیامت کافروں کی بری حالت

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ	تو اے نبیؐ! آپ رخ پھیر لیجئے اِن (کافروں) سے
يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ۝۶	جس دن بلائے گا پکارنے والا ایک ناگوار چیز کی طرف۔
خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ	جھکی ہوں گی اُن کی نگاہیں

يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ۝	وہ نکلیں گے قبروں سے جیسے وہ پھیلی ہوئی ٹڈیاں ہوں۔
مُهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ	گردن اُٹھا کر دوڑنے والے ہوں گے پکارنے والے کی طرف
يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ۝	کہیں گے کافر یہ بڑا مشکل دن ہے۔

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ آپ ﷺ نے مشرکین مکہ کے سامنے حق واضح فرمادیا ہے۔ اب جو ہٹ دھرم آپ ﷺ کی دعوت نہیں قبول کررہے اُن پر تبلیغ کے لیے وقت ضائع نہ کیجئے۔ وہ انتظار کررہے ہیں قیامت کے دن کا۔ اُس دن ایک فرشتہ تمام کافروں کو پکارے گا تاکہ وہ ایک انتہائی ناگوار انجام کا سامنا کرنے کے لیے حاضر ہوں۔ وہ قبروں سے نکلیں گے اور پکارنے والے کی طرف اِس طرح دوڑیں گے جیسے فضا میں بکھری ہوئی ٹڈیاں ہوتی ہیں۔ اُن کی آنکھیں شرم کے مارے جھکی ہوئی ہوں گی اور وہ فریاد کریں گے کہ ہائے! آج کا دن تو بڑی مشکلات کا دن ہے۔

آیات ۹ تا ۱۶

قومِ نوحؑ کا برا انجام

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ	اور جھٹلایا اِن سے پہلے قومِ نوحؑ
فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا	تو اُنھوں نے جھٹلایا ہمارے بندے کو
وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ	اور اُنھوں نے کہا (معاذاللہ) یہ مجنون ہیں
وَازْدُجِرَ ۝	اور وہ جھڑک دیے گئے۔
فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۝	تو اُنھوں نے پکارا اپنے ربّ کو کہ میں مغلوب ہوں سو تو بدلہ لے۔

فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ⑪	تو ہم نے کھول دیے آسمان کے دروازے ایسے پانی کے ساتھ جو زور سے برسنے والا تھا۔
وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا	اور ہم نے پھاڑ دیا زمین کو چشموں کے ساتھ
فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ⑫	تو مل گیا پانی ایک ایسے کام کے لیے جو طے ہو چکا تھا۔
وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ⑬	اور ہم نے سوار کر دیا اُنہیں تختوں اور میخوں والی (کشتی) پر۔
تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا	وہ چل رہی تھی ہماری نگاہوں کے سامنے
جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ⑭	بدلہ تھا اُس رسول کی خاطر جن کا انکار کیا گیا تھا۔
وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً	اور یقیناً ہم نے چھوڑ دیا اُسے ایک نشانی بنا کر
فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ⑮	تو کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟
فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ⑯	پھر کیسا تھا میرا عذاب اور میرا خبردار کرنا؟

سیدنا نوحؑ کی قوم نے اُن کی دعوت کو نہ صرف جھٹلایا بلکہ اُن کی توہین کی۔ جب یہ قوم سرکشی میں حد سے تجاوز کرنے لگی تو سیدنا نوح نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی کہ میں مغلوب ہوا چاہتا ہوں اے میرے ربّ! تو اُن سے بدلہ لے۔ اللہ نے آسمان سے خوب پانی برسایا اور زمین سے بھی پانی کے کئی چشمے جاری کر دیے۔ پانی کی کثرت ایک زبردست طوفان لے آئی جس میں سرکش قوم غرق ہو کر برباد ہوئی۔ اہل ایمان کو ایک کشتی کے ذریعہ محفوظ رکھا گیا۔ قومِ نوح کی بربادی کو رہتی دنیا تک کے لیے عبرت بنا دیا گیا۔ غور تو کرو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبردار کرنے کا کیا نتیجہ نکلا اور سرکش قوم پر کیسا عذاب آیا؟ عقلمند ہیں وہ لوگ جو اِس واقعہ سے عبرت حاصل کریں۔

آیت ۱۷

قرآن سمجھنے کے لیے آسان کر دیا گیا ہے

وَ لَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ	اور یقینا ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن کو نصیحت کے لیے
فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۷﴾	تو کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟

اِس سورۂ مبارکہ میں چار مرتبہ یہ مضمون بیان گیا کہ ہم نے قرآنِ حکیم کو سمجھنے کے لیے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے جو اِس سے نصیحت حاصل کرے؟ قرآنِ حکیم کے حوالے سے یہ بات درست نہیں کہ یہ ایک مشکل کتاب ہے جسے صرف علماء کرام ہی سمجھ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اِس قرآن کے ذریعہ ایسے لوگوں کو ہدایت دی جن کے بارے میں خود قرآن کا تبصرہ ہے وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔(وہ لوگ اِس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ آلِ عمران:١٦٤)۔ قرآن ھدًی للناس یعنی تمام لوگوں کے لئے ہدایت ہے۔ قرآن بڑے سادہ اور عام فہم اسلوب میں ایک انسان کو آگاہ کر رہا ہے کہ اُسے اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کی فلاح کے حصول کے لیے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا۔ البتہ قرآنِ حکیم کی تفسیر کرنے یا اُس سے احکامات اخذ کرنے کے لیے چند بنیادی علوم سیکھنا ضروری ہیں اور یہ سعادت علماء کرام ہی حاصل کر سکتے ہیں۔ اِس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں:

"قرآنِ کریم نے اپنے مضامین عبرت و نصیحت کو ایسا آسان کر کے بیان کیا ہے کہ جس طرح بڑے سے بڑا عالم و ماہر، فلسفی اور حکیم اِس سے فائدہ اٹھاتا ہے، اِسی طرح ہر عالم جاہل جس کو علوم سے کوئی مناسبت نہ ہو وہ بھی عبرت و نصیحت کے مضامین قرآنی کو سمجھ کر اِس سے متاثر ہوتا ہے"۔

مزید تحریر فرماتے ہیں:

"اِس آیت میں یسر نا کے ساتھ للذکر کی قید لگا کر یہ بھی بتلا دیا گیا ہے کہ قرآن کو حفظ کرنے اور اس کے مضامین سے عبرت و نصیحت حاصل کرنے کی حد تک اس کو آسان کر دیا گیا ہے، جس سے ہر عالم و جاہل، چھوٹا اور بڑا یکساں فائدہ اٹھا سکتا ہے، اِس سے یہ لازم نہیں آتا کہ قرآنِ کریم سے مسائل اور احکام کا استنباط بھی ایسا ہی آسان ہو، وہ اپنی جگہ ایک مستقل اور مشکل فن ہے جس میں عمریں صرف کرنے والے علمائے راسخین کو ہی حصہ ملتا ہے ہر ایک کا وہ میدان نہیں۔

اِس سے اُن لوگوں کی غلطی واضح ہو گئی جو قرآنِ کریم کے اِس جملے کا سہارا لے کر قرآن کی مکمل تعلیم، اِس کے اصول و قواعد سے حاصل کئے بغیر مجتہد بننا اور اپنی رائے سے احکام و مسائل کا استخراج کرنا چاہتے ہیں کہ وہ کھلی گمراہی کا راستہ ہے"۔

آیات ۱۸ تا ۲۲

قومِ عاد کی بربادی

كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۱۸﴾	جھٹلایا عاد نے تو کیسا تھا میرا عذاب اور میرا خبردار کرنا؟
اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا	بے شک ہم نے بھیج دی اُن پر تیز آندھی
فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ﴿۱۹﴾	ایک ایسے دن میں جو مسلسل نحوست والا تھا۔
تَنْزِعُ النَّاسَ	اکھاڑ پھینکتی تھی لوگوں کو
كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ﴿۲۰﴾	جیسے وہ کھجور کے اکھڑے ہوئے تنے ہوں۔
فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۲۱﴾	پھر کیسا تھا میرا عذب اور میرا خبردار کرنا؟
وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ	اور یقیناً ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن کو نصیحت کے لیے
فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۲۲﴾ ع	تو کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟

قومِ عاد نے سیدنا ہودؑ کی دعوت کا انکار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن پر نحوست والے دنوں میں ایک تیز ہوا چھوڑ دی۔ اُس ہوا نے سامنے آنے والی ہر شے کو اٹھا کر پٹخ دیا۔ سرکشوں کی مکمل تباہی تک وہ ہوا چلتی رہی۔ غور کرو کہ اللہ تعالیٰ کا خبردار کرنا اور پھر عذاب دینا کیسا رہا؟ بلاشبہ قرآنِ حکیم انسان کو حقائق سے آگاہی دینے کے لیے آسان کر دیا گیا ہے۔ اب کوئی ہے جو حقائق جان کر اپنے کردار کی اصلاح کرے؟

آیات ۲۳ تا ۳۲

قومِ ثمود کی تباہی

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ﴿۲۳﴾	جھٹلایا ثمود نے خبردار کرنے والوں کو۔
فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا	پس اُنھوں نے کہا کیا، ایک آدمی جو ہم میں سے ہے، اکیلا
نَّتَّبِعُهٗٓ ع ۸	ہم پیچھے لگ جائیں اُس کے؟
اِنَّآ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿۲۴﴾	بے شک ہم تب تو یقیناً گمراہی اور دیوانگی میں ہوں گے۔
ءَاُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْۢ بَيْنِنَا	کیا نازل کی گئی ہے نصیحت اُسی پر ہمارے درمیان میں سے؟
بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ ﴿۲۵﴾	بلکہ وہ بہت جھوٹا، بڑائی کرنے والا ہے۔
سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ ﴿۲۶﴾	عنقریب وہ جان لیں گے کل کون بہت جھوٹا، بڑائی کرنے والا ہے؟

اِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ	بے شک ہم بھیجنے والے ہیں اونٹنی جو آزمائش ہو گی اُن کے لیے
فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ﴿۲۷﴾	پس اے صالحؑ! اُن (کے انجام) کا انتظار کیجئے اور صبر کیجئے۔
وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَيْنَهُمْ	اور بتا دیجئے اُنہیں کہ پانی تقسیم ہو گا اُن کے درمیان
كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ﴿۲۸﴾	ہر پینے کی باری پر ہی حاضر ہوا جائے گا۔
فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ	تو اُنہوں نے پکارا اپنے ساتھی کو
فَتَعَاطٰى	تو اُس نے ہاتھ چلایا
فَعَقَرَ ﴿۲۹﴾	پھر کاٹ ڈالا اونٹنی کی ٹانگوں کو۔
فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۳۰﴾	بے شک ہم نے بھیجی اُن پر ایک ہی چیخ۔
كَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿۳۱﴾	تو وہ ہو گئے باڑ لگانے والے کی روندی ہوئی باڑ کی طرح۔
وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ	اور یقیناً ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن کو نصیحت کے لیے
فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۳۲﴾	تو کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟

قومِ ثمود نے سیدنا صالحؑ کی شان میں گستاخی کی اور تکبر سے اُن کی دعوت کو ٹھکرا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی آزمائش کے لئے ایک اونٹنی پہاڑ سے بر آمد کی۔ سیدنا صالحؑ نے قوم کو آگاہ کیا کہ یہ اللہ کی اونٹنی ہے کیونکہ یہ اُس کی قدرتِ خاص سے معجزانہ طور پر پیدا ہوئی ہے۔ تمہیں اِس اونٹنی کو کھانے اور پینے کے لیے خاص رعایت دینی ہے اور اِسے بری نیت سے ہاتھ نہ لگانا۔ اُس

بدنصیب قوم کے ایک بدبخت فرد نے اونٹنی کو ہلاک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے زلزلہ سے اُس قوم کو تباہ و برباد کر دیا۔ بلاشبہ قرآن سبق آموزی اور حصولِ ہدایت کے لیے مضامین کو آسان اسلوب میں بیان کر رہا ہے۔ کوئی ہے سعادت مند جو اِس قرآن سے نصیحت حاصل کرے؟

آیات ۳۳ تا ۴۰

قوم لوط پر بدترین عذاب

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍۭ بِالنُّذُرِ ﴿۳۳﴾	جھٹلایا قومِ لوط نے خبردار کرنے والوں کو۔
اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا	بے شک ہم نے بھیجی اُن پر پتھر برسانے والی ہوا
اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ	سوائے لوطؑ کے گھر والوں کے
نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ﴿۳۴﴾	ہم نے بچالیا اُنہیں سحر کے وقت۔
نِعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا	نعمت تھی ہماری طرف سے
كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ شَكَرَ ﴿۳۵﴾	اِسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں اُسے جو شکر کرے۔
وَلَقَدْ اَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا	اور یقیناً لوطؑ نے خبردار کیا تھا اُنہیں ہماری پکڑ سے
فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ﴿۳۶﴾	تو اُنہوں نے شک کیا خبردار کرنے والی باتوں میں۔
وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَيْفِهٖ	اور یقیناً اُنہوں نے بہکانے کی کوشش کی لوطؑ کو اُن کے مہمانوں کے بارے میں
فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ	تو ہم نے بے نور کر دیں اُن کی آنکھیں

فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۳۷﴾	پس چکھو میرے عذاب اور میرے خبر دار کرنے کا مزہ۔
وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ﴿۳۸﴾	اور یقیناً صبح آ گیا اُن پر سویرے ہی نہ ٹلنے والا عذاب
فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۳۹﴾	سو چکھو میرے عذاب اور میرے خبر دار کرنے کا مزہ۔
وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ ع ۲ ۱۸ ۹	اور یقیناً ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن کو نصیحت کے لیے
فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۴۰﴾ ع	تو کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟

قومِ لوط ہم جنس پرستی کے مکروہ جرم میں مبتلا تھی۔ سیدنا لوطؑ نے اُنہیں اِس جرم سے باز رہنے اور اِس جرم کی بدترین سزا سے خبر دار کیا۔ قوم نے سیدنا لوطؑ کی دعوت کو جھٹلا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن پر عذاب کے نزول کے لیے فرشتوں کو خوبصورت لڑکوں کی صورت میں بھیجا۔ بدبخت قوم نے اُن لڑکوں کو اپنی ہوس کا نشانہ بنانے کی کوشش کی۔ عذاب کی پہلی قسط کے طور پر قوم کو اندھا کر دیا گیا۔ اِس کے بعد ایک زلزلہ کے ذریعہ اُن کی بستیوں کو اٹھا کر اور پلٹ کر زمین پر دے مارا گیا۔ پھر اُن پر تیز ہواؤں کے ذریعہ کنکریوں کی بارش برسائی گئی۔ قرآن دو اور دو چار کی طرح بالکل سادہ اسلوب میں برائی کی راہ سے بچنے اور نیکی کی راہ اختیار کرنے کی ہدایت دے رہا ہے۔ کوئی ہے جو قرآن سے ہدایت حاصل کرے؟

آیات ۴۱ تا ۴۲

آلِ فرعون کی بدبختی

وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿۴۱﴾	اور یقیناً آئے آلِ فرعون کے پاس خبر دار کرنے والے۔
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا	اُنہوں نے جھٹلائیں ہماری نشانیاں سب کی سب
فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۴۲﴾	تو ہم نے پکڑ اُنہیں جیسے پکڑنا ہوتا ہے ایک

	زبردست، پوری قدرت رکھنے والے کا۔

اللہ تعالیٰ نے آلِ فرعون کو اُن کے جرائم سے روکنے اور جرائم کے برے انجام سے خبردار کرنے کے لیے رسول بھیجے۔ رسول واضح معجزات اور دلائل کے ساتھ آئے لیکن اُن بدبختوں نے تمام معجزات اور دلائل کو جھٹلا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے شدید عذاب کے ذریعہ اُس قوم کی زبردست پکڑ کی اور اُنہیں دریا میں غرق کر کے نیست ونابود کر دیا۔

آیات ۴۳ تا ۴۸

کیا مشرکین مکہ پر عذاب نہیں آئے گا؟

اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ	کیا تمہارے کافر بہتر ہیں اُن لوگوں سے
اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِي الزُّبُرِ ﴿۴۳﴾	یا تمہارے لیے کوئی چھٹکارا ہے پہلی کتابوں میں؟
اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ﴿۴۴﴾	کیا وہ کہتے ہیں ہم بدلہ لینے والی جماعت ہیں؟
سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ	عنقریب شکست کھائے گی یہ جماعت
وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿۴۵﴾	اور وہ بھاگیں گے پیٹھ پھیر کر۔
بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ	بلکہ قیامت اُن کے وعدے کا وقت ہے
وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ﴿۴۶﴾	اور قیامت زیادہ بڑی مصیبت اور زیادہ کڑوی ہے۔
اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿۴۷﴾	بے شک مجرم لوگ گمراہی اور دیوانگی میں ہیں۔
يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ	جس دن وہ گھسیٹے جائیں گے آگ میں اپنے چہروں پر
ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿۴۸﴾	(کہا جائے گا) چکھو آگ لگنے کا مزہ۔

اللہ تعالیٰ کی کسی قوم سے دشمنی نہیں۔ جو قوم اُس کی نافرمانی کرے گی، اپنے کیے کا وبال پا کر رہے گی۔ کیا مشرکین مکہ کے لیے اللہ تعالیٰ کا یہ دستور حرکت میں نہیں آئے گا؟ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم ایسی مضبوط جمعیت ہیں جو دشمنوں سے بدلہ لے سکتی ہے۔ عنقریب یہ مضبوط جمعیت ہزیمت سے دوچار ہو گی، جیسا کہ بدر کے معرکہ میں ہوا۔ پھر یہ جمعیت آخرت کے زیادہ سخت اور بھیانک عذاب کا سامنا کرے گی۔ اُنہیں منہ کے بل جہنم کی آگ میں گھسیٹا جائے گا اور کہا جائے گا کہ چکھو اپنی سرکشی اور آگ کی تپش کا مزہ۔

آیات ۴۹ تا ۵۵

تقدیر میں سب کچھ لکھا جا چکا ہے

اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾	بے شک ہر چیز کہ ہم نے پیدا کیا ہے اُسے ایک اندازے کے ساتھ۔
وَ مَاۤ اَمْرُنَاۤ اِلَّا وَاحِدَةٌ	اور نہیں ہوتا ہمارا حکم مگر ایک ہی بار
كَلَمْحٍۭ بِالْبَصَرِ ﴿۵۰﴾	جیسے آنکھ کی ایک جھپک۔
وَ لَقَدْ اَهْلَكْنَاۤ اَشْیَاعَكُمْ	اور یقیناً ہم نے ہلاک کیا تمہاری جیسی کئی جماعتوں کو
فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۵۱﴾	تو کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟
وَ كُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْهُ فِی الزُّبُرِ ﴿۵۲﴾	اور ہر چیز، اُنہوں نے کیا جسے، اعمال ناموں میں درج ہے۔
وَ كُلُّ صَغِیْرٍ وَّ كَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿۵۳﴾	اور ہر چھوٹی اور بڑی بات لکھی ہوئی ہے۔
اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ نَهَرٍ ﴿۵۴﴾	بے شک پرہیزگار باغات اور نہروں میں ہوں گے۔

فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ	سچائی کی مجلس میں
ع ۱۵ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۵۵﴾ ع	عظیم بادشاہ کے پاس جو پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے جس شے کو بھی تخلیق کیا ہے اُس کی تقدیر طے کر دی ہے۔ اُس کے طے شدہ فیصلے کو واقع ہونے میں بس اتنی دیر لگتی ہے جیسے نظر کا ایک طرف سے دوسری طرف پھر جانا۔ اُس نے ماضی میں کئی سرکش قوموں کو اچانک ہلاکت سے دوچار کیا۔ کیا مشرکین مکہ اُن کے انجام سے عبرت حاصل کریں گے؟ پھر اُن سرکش قوموں کا ایک ایک جرم لکھا ہوا ہے اور اُنہیں روزِ قیامت اُس کی سزا مل کر رہے گی۔ کائنات کی ہر چھوٹی یا بڑی شے کا اندراج کتاب تقدیر میں موجود ہے۔ متقیوں کو بشارت ہو کہ وہ اپنی پرہیز گاری کا انعام پائیں گے۔ اُنہیں بادشاہِ حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کی قربت میں ایک ایسا مقام دیا جائے گا جہاں کثرت سے باغات اور نہریں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ یہ انعام ہم سب کو بھی عطا فرمائے۔ آمین!

سورۂ رحمان

قرآنِ حکیم کی زینت

سورۃُ الرَّحْمٰن کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

لِكُلِّ شَيْءٍ عَرُوْسٌ وَّعَرُوْسُ الْقُرْاٰنِ الرَّحْمٰنُ (بیہقی)

"ہر شے کی ایک زینت ہوتی ہے اور قرآن کی زینت سورۃ الرحمن ہے"۔

جس طرح دلہن کو سجایا اور سنوارا جاتا ہے، اِسی طرح سے اللہ تعالیٰ نے سورۃ الرحمن کو بھی بڑے خوبصورت الفاظ اور اسلوب کے ساتھ سنوارا اور سجایا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۴ — عظمت قرآن
- آیات ۵ تا ۳۶ — اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظاہر
- آیات ۳۷ تا ۴۵ — اہل جہنم پر عذاب
- آیات ۴۶ تا ۷۸ — اہل جنت پر انعامات

آیات ۱ تا ۴

عظمت قرآن حکیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلرَّحْمٰنُ ①	(اللہ) بے حد رحم فرمانے والا ہے۔
عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ②	اُس نے سکھایا قرآن۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝۳	اُس نے پیدا فرمایا انسان۔
عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝۴	اُس نے سکھایا انسان کو بات کرنا۔

اِن آیات میں چار چوٹی کی چیزوں کا ذکر ہے۔ صفاتِ باری تعالیٰ میں سے چوٹی کی صفت ہے الرحمان یعنی وہ ہستی جس کی رحمت میں جوش ہے۔ ہم سب اُس کی اِسی شان کے محتاج ہیں۔ پھر سب سے زیادہ چوٹی کا علم جو اُس نے سکھایا وہ ہے علمِ قرآن۔ مخلوقات میں سب سے چوٹی کی مخلوق ہے انسان۔ انسان کی صلاحیتوں میں سب سے اعلیٰ صفت ہے صفت بیان۔ اِن چار چوٹی کی چیزوں کے بیان کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اعلیٰ شے کا استعمال بھی اعلیٰ درجہ پر ہونا چاہیے۔ لہٰذا انسان کے لیے اللہ تعالیٰ کی شانِ رحمت میں سے وافر حصہ لینے کا ذریعہ یہ ہے کہ وہ صفت بیان کو قرآن حکیم کے سیکھنے اور سکھانے کے لیے استعمال کرے۔ نبی اکرم ﷺ نے اِسی حقیقت کو یوں واضح فرمایا: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَه (بخاری)

"تم میں سے بہترین وہ ہے جس نے سیکھا قرآن اور سکھایا اُسے"۔

آیات ۵ تا ۹

پوری کائنات میں عدل ہے، تم بھی عدل کرو

اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۝۵	سورج اور چاند ایک حساب سے (چل رہے) ہیں۔
وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ۝۶	اور ستارے اور درخت سجدہ کر رہے ہیں۔
وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا	اور آسمان، اللہ نے بلند کیا اُسے
وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ۝۷	اور رکھ دی ترازو۔
اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ۝۸	تاکہ تم زیادتی نہ کرو ترازو میں۔

وَ اَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ	اور قائم کرو تول کو عدل کے ساتھ
وَ لَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ۝۹	اور کمی نہ کرو ترازو میں۔

اللہ تعالیٰ نے سورج اور چاند کی حرکت بڑے توازن کے ساتھ اُن کے خاص مدار میں طے کر دی ہے۔ ستارے اور درخت اُسی کے مقرر کردہ ضابطے کے مطابق کام کرتے ہیں۔ گویا کائنات کا سارا نظام اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں چل رہا ہے۔ اب اگر کوئی شخص شرک، کفر یا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر رہا ہے تو وہ دراصل کائنات کے پورے نظام سے بر سرِ پیکار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہی آسمان کو بلند کیا ہے اور اِس میں موجود تمام مخلوقات ایک کامل توازن کے ساتھ حرکت کر رہی ہیں

لو سانس بھی آہستہ کہ نازک ہے بہت کام
آفاق کی اِس کارگہہ شیشہ گری کا

کائنات میں قائم کیا گیا توازن اور عدل ہمیں اِس بات کا پیغام دے رہا ہے کہ ہم بھی اپنے جملہ معاملات میں عدل اور توازن کا پہلو قائم رکھیں اور عدم توازن یا انتہا پسندی سے اجتناب کریں۔ مولانا مودودی اِن آیات کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"تم ایک متوازن کائنات میں رہتے ہو جس کا سارا نظام عدل پر قائم کیا گیا ہے، اِس لیے تمہیں بھی عدل پر قائم ہونا چاہیے۔ جس دائرے میں تمہیں اختیار دیا گیا ہے اُس میں اگر تم بے انصافی کرو گے، اور جن حق داروں کے حقوق تمہارے ہاتھ میں دیے گئے ہیں اگر تم اُن کے حق مارو گے تو یہ فطرتِ کائنات سے تمہاری بغاوت ہو گی۔ اِس کائنات کی فطرت ظلم و بے انصافی اور حق ماری کو قبول نہیں کرتی۔ یہاں ایک بڑا ظلم تو درکنار، ترازو میں ڈنڈی مار کر اگر کوئی شخص خریدار کے حصہ کی ایک تولہ بھر چیز بھی مار لیتا ہے تو میزانِ عالم میں خلل برپا کر دیتا ہے"۔

آیات ۱۰ تا ۱۲

زمین پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں

وَ الْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ۝۱۰	اور زمین کہ اللہ نے بچھا دیا ہے اُسے مخلوق کے لیے۔

فِيْهَا فَاكِهَةٌ	اُس میں میوے ہیں
وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ﴿۱۱﴾	اور غلافوں والی کھجوریں ہیں۔
وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ	اور بھوسے والا اناج ہے
وَالرَّيْحَانُ ﴿۱۲﴾	اور خوشبو والے پھول ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے زمین پر ایسے اسباب اور وسائل پیدا فرمائے جو اِس پر بسنے والی تمام مخلوقات کے لیے زندگی اور تسکین کا ذریعہ ہیں۔ خاص طور پر زمین سے میوے اور کھجوریں پیدا ہوتی ہیں جو نہ صرف لذیذ ہیں بلکہ انسانوں کو تقویت پہنچانے والی نعمتیں ہیں۔ پھر زمین ہی سے اناج کی وہ فصلیں پیدا ہوتی ہیں جس میں چارہ بھی ہے اور خوشبو دار پھول بھی۔ اناج انسان استعمال کرتے ہیں، چارہ جانور کھاتے ہیں اور خوشبو دار پھول انسان کی حس بصارت و شامہ کے لیے باعث تسکین ہیں۔

آیت ۱۳

تم اپنے ربّ کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ؟

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۳﴾	تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے ربّ کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ؟

یہ آیۂ مبارکہ اِس سورۃ میں ۳۱ بار آئی ہے ۔ اِس آیت میں انسانوں اور جنات دونوں کو مخاطب کر کے پوچھا گیا کہ تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں اور قدرتوں کو جھٹلاؤ گے ۔ ایک حدیث مبارکہ کی روشنی میں اِس آیۂ مبارکہ کا جواب دینا چاہیے کہ: لَا بِشَيْءٍ مِّنْ نِّعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ (ترمذی)

"تیری نعمتوں میں سے کسی کو بھی اے ہمارے ربّ! ہم نہیں جھٹلاتے۔ پھر تیرے ہی لیے ہے کل شکر"۔

نعمتوں کو نہ جھٹلانے کی صورت یہ ہے ہم دل کی گہرائیوں سے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر کریں، زبان سے اُن کا اعتراف کریں اور اُنہیں استعمال کرنے کے بعد پورے وجود سے اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۴ تا ۲۵

قدرتِ باری تعالیٰ کے مظاہر

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴿۱۴﴾	اللہ نے پیدا کیا انسان کو بجنے والی مٹی سے جو ٹھیکری کی طرح تھی۔
وَ خَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ﴿۱۵﴾	اور اُس نے پیدا کیا جن کو آگ کے شعلہ سے۔
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۶﴾	تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے ربّ کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے؟
رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَ رَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿۱۷﴾	وہ دونوں مشرقوں کا ربّ ہے اور دونوں مغربوں کا ربّ ہے۔
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۸﴾	تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے ربّ کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے؟
مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿۱۹﴾	اُس نے بہا دیے دو سمندر جو باہم ملتے ہیں۔
بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿۲۰﴾	اُن دونوں کے درمیان ایک آڑ ہے، وہ (اپنی اپنی) حد سے تجاوز نہیں کر سکتے۔
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۱﴾	تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے ربّ کی کن کن

	قدرتوں کو جھٹلاؤ گے ؟
يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾	نکلتے ہیں اُن دونوں سے موتی اور مونگے۔
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۳﴾	تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے ربّ کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ؟
وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَـَٔاتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۲۴﴾	اور اُسی کے ہیں اونچے کھڑے جہاز سمندر میں جیسے ہوں پہاڑ۔
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۵﴾ ع ۱۱	تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے ربّ کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ؟

اِن آیات میں قدرتِ باری تعالیٰ کے حسب ذیل مظاہر بیان ہوئے ہیں:

i. اللہ تعالیٰ نے انسانی وجود کو ایسے گارے سے پیدا کیا جو سوکھ کر کھنک رہا تھا۔

ii. اُس نے جنات کو آگ کے شعلہ کی لپک سے وجود بخشا۔

iii. وہ دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا پروردگار ہے۔ انسان کے لیے ہر روز دو مشرقیں اور دو مغربیں وجود میں آتی ہیں۔ صبح کے وقت جو اُس کی مشرق (سورج طلوع ہونے کی جگہ) ہے وہ کسی اور کے لیے مغرب (سورج غروب ہونے کا مقام) ہے۔ اِسی طرح شام کے وقت اُس کی مغرب کسی اور کے لیے مشرق ہے۔ انسان زمین پر جس طویل ترین فاصلے کا تصور کر سکتا ہے وہ مشرق اور مغرب کے درمیان کا فاصلہ ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ اِس طویل ترین خطۂ زمین کا مالک و پروردگار ہے۔

iv. اُس نے دو دریا بہا دیئے ہیں۔ ایک کا ذائقہ میٹھا اور خوشگوار جبکہ دوسرے کا ذائقہ نمکین اور کڑوا ہے۔ دونوں دریا ایک ساتھ بہنے کے باوجود باہم ملتے نہیں۔ اُن کے درمیان نظر نہ آنے والا پردہ ہے جو اُنہیں باہم آمیزش سے روکتا ہے۔

v. وہ انسان کے لیے سمندروں سے کیسے کیسے موتی اور مونگے برآمد فرماتا ہے جو قیمتی بھی ہیں اور انتہائی حسین و دلکش بھی۔

vi.اُس نے انسان کو پانی میں چلانے کے لیے ایسے بڑے بڑے جہاز بنانے کی صلاحیت دی جو پہاڑوں کی مانند دیو ہیکل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں و قدرتیں ایسی ہیں کہ اُن کا شمار نا ممکن ہے۔ انسان اور جنات اُس کی کن کن نعمتوں اور قدرتوں کو جھٹلائیں گے ؟

آیات ۲۶ تا ۲۸

دنیا کی رعنائیوں کا انجام

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾	ہر ایک جو اِس زمین پر ہے فنا ہونے والا ہے۔
وَ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ ﴿۲۷﴾	اور باقی رہے گی تمہارے ربّ کی وہ ذات جو بڑی عظمت اور عزت والی ہے۔
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۸﴾	تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے ربّ کے کن کن کمالات کو جھٹلاؤ گے ؟

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ قدت کے مظاہر نے دنیا میں بڑا حسن اور رعنائیاں پیدا کر دی ہیں۔ البتہ یہ سارا حسن اور رعنائی عارضی ہے۔ عنقریب زمین پر موجود ہر شے فنا ہو جائے گی۔ لہٰذا فانی اشیاء کو مطلوب و مقصود نہ بنالینا۔ مطلوب و مقصود صرف اللہ تعالیٰ ہی کو بنانا چاہیئے کیونکہ اُسی کا رخِ انور اپنی پوری آب و تاب اور جمال و جلال کے ساتھ ہمیشہ باقی رہے گا۔ بقول شاعر

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ جُزْوَجْهِ اُوْ

گر نہیں در وَجہِ اُو ہستی مجو

"ہر شے ہلاک ہونے والی ہے سوائے اللہ کے رخِ انور کے۔ اگر تمہارا رخ اُس کی طرف نہیں تو تمہاری زندگی بھی نہ ہونے کے مساوی ہے"۔

آیات ۲۹ تا ۳۰

ہر شے اللہ تعالیٰ کے در کی فقیر ہے

يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ	مانگتا ہے اُسی سے جو آسمانوں اور زمین میں ہے
كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ﴿۲۹﴾	ہر دن وہ ایک (نئی) شان میں ہے۔
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۰﴾	تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے ربّ کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے؟

کائنات کی ہر شے اللہ تعالیٰ کے در کی فقیر اور اپنی ضروریات کے لیے اُس کے سامنے سوالی ہے۔ اِس کے برعکس اللہ تعالیٰ غنی ہے، وہ کسی کا محتاج نہیں اور ہر روز اپنی قدرت کا کوئی نیا ظہور سامنے لا رہا ہے۔ اُس کی دنیا کبھی ایک حال پر نہیں رہتی بلکہ مسلسل بدلتی رہتی ہے۔ وہ بے حد و حساب مخلوقات نئی سے نئی وضع اور شکل اور اوصاف کے ساتھ پیدا کر رہا ہے۔ اپنی بے شمار مخلوقات کو طرح طرح سے رزق دے رہا ہے۔ کسی کو عزت دے رہا ہے اور کسی کو ذلیل کر رہا ہے۔ کسی کو شفا دے رہا ہے اور کسی کو بیماری میں مبتلا کر رہا ہے۔ کسی ڈوبتے کو بچا رہا ہے اور کسی تیرتے کو ڈبو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی عظمت و رفعت کو تسلیم اور اپنی عاجزی و درماندگی کا اعتراف کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین!

آیات ۳۱ تا ۳۶

انسانوں اور جنات کی بے بسی

سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ﴿۳۱﴾	ہم جلد ہی فارغ ہوں گے تمہارے لیے اے دو بھاری گروہو!۔

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۴﴾	تو (اے جن وانس!) تم دونوں اپنے ربّ کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے؟
يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ	اے جنوں اور انسانوں کے گروہ!
اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا	اگر تم طاقت رکھتے ہو کہ نکل جاؤ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے تو نکل جاؤ
لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿۳۳﴾	تم نہیں نکل سکو گے مگر بڑی قوت کے ساتھ۔
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۴﴾	تو (اے جن وانس!) تم دونوں اپنے ربّ کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے؟
يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ	چھوڑا جائے گا تم پر شعلہ آگ کا اور دھواں
وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ﴿۳۵﴾	پھر تم مقابلہ نہ کر سکو گے۔
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۶﴾	تو (اے جن وانس!) تم دونوں اپنے ربّ کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے؟

اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنات کو عمل کا اختیار دیا ہے۔ پوری کائنات اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتی ہے جبکہ اِن دونوں مخلوقات کی اکثریت اختیار کا غلط استعمال کر کے نافرمانی کرتی ہے۔ ایسے نافرمان، کائنات سے ہم آہنگ نہ ہونے کی وجہ سے کائنات پر بوجھ ہیں۔ اِن نافرمانوں کو چیلنج دیا گیا کہ اگر وہ خود کو بڑا ہی بااختیار سمجھتے ہیں تو پھر آسمانوں اور زمین کی حدود سے گویا اللہ تعالیٰ کی گرفت سے باہر نکل کر دکھائیں۔ جو ایسا کرنے کی کوشش کرے گا اُس پر آگ اور دھوئیں سے ملے ہوئے شعلے چھوڑ دیے جائیں گے۔ وہ ہلاک ہو جائے گا لیکن نہ اپنا دفاع کر سکے گا اور نہ ہی بدلہ لے سکے گا۔

آیات ۳۷ تا ۴۵

روزِ قیامت مجرموں کا انجام

فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ	پھر جب پھٹ جائے گا آسمان
فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿۳۷﴾	تو وہ ہو جائے گا گلابی جیسے تیل کی تلچھٹ۔
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۸﴾	تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے ربّ کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے؟
فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ﴿۳۹﴾	پھر اُس دن پوچھا نہ جائے گا اُس کے گناہ کے بارے میں کسی انسان سے اور نہ کسی جن سے۔
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۰﴾	تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے؟
يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ	پہچان لیے جائیں گے مجرم اپنے چہروں کی سیاہی سے
فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ ﴿۴۱﴾	پھر پکڑ لیے جائیں گے پیشانی کے بالوں اور قدموں سے۔
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۲﴾	تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے ربّ کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے؟
هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۴۳﴾	یہ جہنم وہی ہے جھٹلاتے تھے جسے مجرم لوگ۔
يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ﴿۴۴﴾	وہ چکر لگاتے ہوں گے اِس کے درمیان اور کھولتے

	ہوئے پانی کے درمیان۔
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۵﴾ ع ۲ ۱۲	تو(اے جن و انس!) تم دونوں اپنے ربّ کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے؟

روزِ قیامت آسمان پھٹ جائے گا اور اُس کی رنگت تیل کی تلچھٹ کی طرح گلابی ہو گی۔ اُس روز مجرموں کے خوف سے بگڑے ہوئے چہرے اُن کے جرائم کا راز فاش کر دیں گے۔ اب اُن سے گناہوں کے بارے میں پوچھنے کی ضرورت ہی نہ ہو گی۔ اُن بد نصیبوں کو سر کے بالوں اور ٹانگوں سے پکڑ کر گھسیٹا جائے گا اور جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔ جہنم میں پیاس بجھانے کے لیے وہ کھولتے ہوئے پانی کی طرف آئیں گے۔ اُس سے گھبرائیں گے تو بھڑکتی ہوئی آگ کی طرف بھاگیں گے۔ اُس سے جب تنگ ہوں گے تو پھر کھولتے ہوئے پانی کی طرف لوٹیں گے۔ اُن کی یہی گردش جاری رہے گی۔ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ... اے اللہ ہمیں محفوظ فرما جہنم کی آگ سے۔ آمین!

آیات ۴۶ تا ۵۵

اصحابُ الیمین کی جنت

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾	اور اُس کے لیے جو ڈرا اپنے ربّ کے سامنے کھڑے ہونے سے دو باغ ہیں۔
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۷﴾	تو(اے جن وانس!) تم دونوں اپنے ربّ کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟
ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ ﴿۴۸﴾	وہ دونوں بہت شاخوں والے ہیں۔
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۹﴾	تو(اے جن و انس!) تم دونوں اپنے ربّ کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

فِيْهِمَا عَيْنٰنِ تَجْرِيٰنِ ﴿۵۰﴾	ان دونوں میں دو چشمے بہہ رہے ہیں۔
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۱﴾	تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟
فِيْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ﴿۵۲﴾	اُن دونوں میں ہر میوے کی دو قسمیں ہیں۔
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۳﴾	تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے ربّ کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟
مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى فُرُشٍۭ بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ	ٹیک لگا کر بیٹھنے والے ہیں ایسے بچھونوں پر جن کے استر موٹے ریشم کے ہیں
وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ﴿۵۴﴾	اور دونوں باغوں کا پھل قریب ہے۔
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۵﴾	تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے ربّ کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

اِن آیات میں ایسے انسانوں اور جنات کو علیحدہ علیحدہ باغات کی خوشخبری دی گئی جو اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری کے احساس سے ڈرتے رہتے ہیں۔ اُن کے لیے ایسے باغات ہوں گے جن کے درختوں کی کئی شاخیں ہوں گی۔ گویا اُن کے سائے بھی گھنے ہوں گے اور اُن پر پھل بھی کثرت سے آئے گا۔ یہ پھل اتنے جھکے ہوئے ہوں گے کہ وہ آسانی سے توڑ لیں گے۔ اِن باغات میں چشمے بہہ رہے ہوں گے جن سے وہ خوب لطف اندوز ہوں گے۔ اُن کے لیے ایسے بچھونوں پر ٹیک لگا کر بیٹھنے کی مسندیں ہوں گی جن کے استر دبیز ریشم کے ہوں گے۔ سورۂ واقعہ کی ہم مضمون آیات کے ساتھ تقابلی مطالعہ سے محسوس ہوتا ہے کہ یہ نعمتیں اصحاب الیمین کے لیے ہیں۔

آیات ۵۶ تا ۶۱

اصحابُ الیمین کی بیویاں

فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ	اُن میں نیچی نگاہوں والی عورتیں ہیں
لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿۵۶﴾	نہیں ہاتھ لگایا جنہیں اِن سے پہلے کسی انسان نے اور نہ کسی جن نے۔
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۷﴾	تو(اے جن و انس!) تم دونوں اپنے ربّ کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟
كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۵۸﴾	گویا کہ وہ ہوں یاقوت اور مونگے۔
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۹﴾	تو(اے جن و انس!) تم دونوں اپنے ربّ کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟
هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿۶۰﴾	کیا ہے نیکی کا بدلہ سوائے نیکی کے۔
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۱﴾	تو(اے جن و انس!) تم دونوں اپنے ربّ کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ اصحاب الیمین کی بیویاں شرم وحیا کی ایسی پیکر ہوں گی کہ ہر وقت نظریں جھکا کر رکھیں گی۔ یہ عورت کی اصل خوبی ہے کہ وہ بے شرم اور بیباک نہ ہو بلکہ حیادار ہو۔ اِسی لیے اللہ تعالی نے جنت میں عطا کی جانے والی عورتوں کا ذکر کرتے ہوئے سب سے پہلے اُن کے حسن و جمال کی نہیں بلکہ اُن کے کردار کی پاکیزگی کی تعریف فرمائی ہے۔ اِس کے بعد فرمایا

کہ وہ یاقوت اور مرجان کی طرح حسین ہوں گی۔ آخر میں ارشاد ہوا کہ بلاشبہ جس نے دنیا میں بھلائیاں کی ہیں اُس کا بدلہ اُس کے حق میں بھلائی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

آیات ۶۲ تا ۶۹

مقربین کی جنت

وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ﴿۶۲﴾	اور اِن دو کے علاوہ اور دو باغ ہیں۔
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۳﴾	تو (اے جن وانس!) تم دونوں اپنے ربّ کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟
مُدْهَآمَّتٰنِ ﴿۶۴﴾	دونوں سیاہی مائل گہرے سبز ہیں۔
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۵﴾	تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے ربّ کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟
فِيْهِمَا عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ﴿۶۶﴾	اُن دونوں میں دو ابلتے ہوئے چشمے ہیں۔
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۷﴾	تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے ربّ کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟
فِيْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ﴿۶۸﴾	اُن دونوں میں میوے اور کھجوریں اور انار ہیں۔
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۹﴾	تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے ربّ کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

وہ خوش نصیب انسان اور جن جو اللہ تعالیٰ کے مقربین میں شمار ہوں گے اُن کے لیے علیحدہ علیحدہ ایسے باغات ہوں گے جن میں درختوں کے پتے اتنے گہرے سبز رنگ کے ہوں گے جیسے سیاہ ہو رہے ہوں۔ اُن میں چشمے جوش مارتے ہوئے پھوٹ رہے ہوں گے اور شاید یہی چشمے بہتے ہوئے اصحاب الیمین کے باغات سے گزریں گے۔ پھر وہاں کثرت سے میوے، کھجوریں اور انار یعنی عرب میں پائے جانے والے پھل زیادہ لذیذ صورت میں موجود ہوں گے۔ مقربین کی اکثریت صحابہ کرام میں سے ہو گی۔ وہ عرب تھے اور اِن باغات میں عربی ذوق کی تسکین کا سامان زیادہ محسوس ہوتا ہے۔

آیات ۷۰ تا ۷۸

مقربین کی بیویاں

فِيْهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ ﴿۷۰﴾	اُن باغات میں کئی خوب سیرت، خوبصورت عورتیں ہیں۔
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۱﴾	تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے ربّ کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟
حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ ﴿۷۲﴾	وہ حوریں ہیں جو روکی ہوئی ہیں خیموں میں۔
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۳﴾	تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے ربّ کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟
لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿۷۴﴾	نہیں ہاتھ لگایا جنہیں اِن سے پہلے کسی انسان نے اور نہ کسی جن نے۔
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۵﴾	تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے ربّ کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ	ٹیک لگا کر بیٹھنے والے ہیں سبز قالینوں پر
خُضْرٍ وَّ عَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ﴿۷۶﴾	اور نادر و نفیس بچھونوں پر۔
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۷﴾ ع ۳ ۳۳ ۱۳	تو (اے جن و انس!) تم دونوں اپنے ربّ کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟
تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۷۸﴾ ع	بہت برکت والا ہے تمہارے اُس ربّ کا نام جو بڑی عظمت اور عزت والا ہے۔

مقربین کی بیویاں نیک سیرت اور بڑی حسین و جمیل ہوں گی۔ سیرت کی خوبی کا ذکر خوبصورتی سے پہلے کر کے کردار کی پاکیزگی کی اہمیت واضح کی گئی ہے۔ پھر ارشاد ہوا کہ مقربین کی بیویاں حوریں ہوں گی جو خیموں میں مکین ہوں گی تاکہ پردے اور شرم وحیا کی اقدار ملحوظ رہیں۔ سورۂ واقعہ میں حوروں کا ذکر مقربین کی جنت کے لیے کیا گیا ہے۔ گویا یہاں بھی جن جنتوں کا ذکر ہے وہ مقربین کی ہیں۔ اُن کے لیے ٹیک لگا کر بیٹھنے کے لیے سبز رنگ کے دلکش قالین اور انتہائی نادر و نفیس بچھونے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مقربین میں شامل فرمائے۔ آمین! تمام نعمتیں اور راحتیں اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہیں۔ اِسی لیے سورۂ مبارکہ کے آخر میں اعلان کیا گیا کہ بہت ہی بابرکت ہے اُس ربِّ کریم کا نام جو بڑی عظمت کا حامل اور عزت و شرف والا ہے۔

سورۂ واقعہ

آخرت میں انسانوں کے احوال کا بیان

اِس سورۂ مبارکہ میں انسانوں کی تین گروہوں میں تقسیم اور روزِ قیامت ہر گروہ کے احوال کا تفصیلی بیان وارد ہوا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۱۰ قیامت کا نقشہ
- آیات ۱۱ تا ۲۶ مقربین کی جنت
- آیات ۲۷ تا ۴۰ اصحابُ الیمین کی جنت
- آیات ۴۱ تا ۵۶ اہل جہنم کا برا انجام
- آیات ۵۷ تا ۷۴ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظاہر
- آیات ۷۵ تا ۸۲ عظمت قرآن
- آیات ۸۳ تا ۹۶ موت کی کیفیت

آیات ۱ تا ۶

قیامت کا منظر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝۱	جب واقعہ ہو جائے واقعہ ہونے والی۔
لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۝۲	اور نہیں ہے اُس کے واقعہ ہونے میں کوئی جھوٹ۔
خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۝۳	وہ پست کرنے والی، بلند کرنے والی۔
اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ۝۴	جب ہلائی جائے گی زمین بڑے زور سے۔

وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۝۵	اور جب ریزہ ریزہ کیے جائیں گے پہاڑ توڑ پھوڑ کر۔
فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ۝۶	تو وہ ہو جائیں گے بکھرا ہوا غبار۔

قیامت کا واقعہ ہونا ایک یقینی حقیقت ہے۔ اُس روز کئی لوگ جو دنیا میں بڑے سمجھے جاتے تھے، اپنے جرائم کی پاداش میں ذلیل ہو کر پست ہو جائیں گے اور بہت سے لوگ جو دنیا میں نمایاں نہ تھے، اپنے اعلیٰ کردار کی وجہ سے بلند مقامات پر فائز ہوں گے۔ اُس روز پوری کی پوری زمین ایک زور دار زلزلے کی وجہ سے کانپے گی۔ پہاڑوں کو توڑ پھوڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا اور آخر کار وہ اڑتے ہوئے غبار کی طرح بکھر جائیں گے۔

آیات ۷ تا ۱۱

انسانوں کی تین گروہوں میں تقسیم

وَكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ۝۷	اور تم ہو جاؤ گے تین گروہ۔
فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ	پھر داہنے ہاتھ والے
مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝۸	کیا ہی خوب ہیں داہنے ہاتھ والے!
وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ	اور بائیں ہاتھ والے
مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۝۹	کیسے ہی برے ہیں بائیں ہاتھ والے!
وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝۱۰	اور جو پہل کرنے والے ہیں وہی آگے بڑھنے والے ہیں۔
اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝۱۱	یہی لوگ ہیں جو (اللہ کے) قریب کیے گئے ہیں۔

روزِ قیامت تمام انسان تین گروہوں میں تقسیم کر دیے جائیں گے۔ وہ جواں مرد جنہوں نے ہر بھلائی میں پہل کی، حق کا آگے بڑھ کر ساتھ دیا اور مال و جان کی بازی لگا دی۔ یہ لوگ آخرت میں بھی سب سے آگے ہی رکھے جائیں گے اور سابقون کے گروہ میں شامل ہوں گے۔ مسند احمد میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے:

أَنَّهُ قَالَ أَتَدْرُوْنَ مَنِ السَّابِقُوْنَ اِلَى ظِلِّ اللهِ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالُوْا اللهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ الَّذِيْنَ اِذَا أُعْطُوْا الْحَقَّ قَبِلُوْهُ وَاِذَا سُئِلُوْهُ بَذَلُوْهُ وَحَكَمُوْا لِلنَّاسِ كَحُكْمِهِمْ لِأَنْفُسِهِمْ

"آپ ﷺ نے لوگوں سے پوچھا" جانتے ہو قیامت کے روز کون لوگ سب سے پہلے پہنچ کر اللہ کے سایہ میں جگہ پائیں گے ؟" لوگوں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ ہی زیادہ جانتے ہے۔ فرمایا" وہ جن کا حال یہ تھا کہ جب اُن کے آگے حق پیش کیا گیا اُنہوں نے قبول کر لیا، جب اُن سے حق مانگا گیا اُنہوں نے ادا کر دیا، اور دوسروں کے معاملہ میں اُن کا فیصلہ وہی کچھ تھا جو خود اپنی ذات کے معاملہ میں تھا"۔

ایسے سعادت مند جنہوں نے سابقون کی پیروی کرتے ہوئے دیوانہ وار حق کا ساتھ دیا اُنہیں نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور وہ اصحاب الیمین کے گروہ میں شامل ہوں گے۔ وہ بدنصیب جنہوں نے حق کے مقابلہ میں دنیا اور خواہشاتِ نفس کو ترجیح دی، اُنہیں نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ اصحاب الشمال کے گروہ میں شامل ہوں گے۔

آیات ۱۲ تا ۲۶

سابقون کی جنت

فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۱۲﴾	سابقون ہوں گے نعمت کے باغوں میں۔
ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾	بہت سے ہوں گے پہلوں میں سے۔
وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۴﴾	اور تھوڑے سے ہوں گے آخری لوگوں میں سے۔

عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ﴿۱۵﴾	وہ ہوں گے سونے کے تاروں سے بنے ہوئے تختوں پر۔
مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ﴿۱۶﴾	ٹیک لگائے ہوئے اُن پر آمنے سامنے بیٹھنے والے ہوں گے۔
يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ﴿۱۷﴾	آس پاس پھریں گے اُن کے وہ جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے۔
بِاَكْوَابٍ وَّ اَبَارِيْقَ وَ كَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۱۸﴾	پیالوں اور کیتلیوں اور بہتی ہوئی شراب سے لبالب بھرے ہوئے جام کے ساتھ۔
لَا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا	نہ ہی چکرایا جائے گا اُن کا سر اُس سے
وَ لَا يُنْزِفُوْنَ ﴿۱۹﴾	اور نہ ہی وہ بہکیں گے۔
وَ فَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ﴿۲۰﴾	اور میوہ اُس میں سے جو وہ پسند کریں گے۔
وَ لَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۲۱﴾	اور پرندوں کا گوشت اُن میں سے جو وہ چاہیں گے
وَ حُوْرٌ عِيْنٌ ﴿۲۲﴾	اور بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی (اُن کے لیے)۔
كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ﴿۲۳﴾	چھپا کر رکھے ہوئے موتیوں کی طرح۔
جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾	بدلہ ہے اُس کا جو وہ کیا کرتے تھے۔
لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّ لَا تَاْثِيْمًا ﴿۲۵﴾	نہیں سنیں گے اُن باغات میں کوئی بے مقصد اور گناہ میں ڈالنے والی بات۔
اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ﴿۲۶﴾	مگر یہ کہنا کہ سلام ہے، سلام ہے۔

سابقون کی بڑی تعداد ہر امت کے پہلے طبقہ میں سے ہو گی البتہ چند آخری طبقہ میں سے بھی ہوں گے۔ وہ جنت میں ٹیک لگائے ہوئے انتہائی قیمتی اور نادر تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔ خوبصورت لڑکے اُن کے سامنے پاکیزہ شراب کے جام پیش کریں گے۔ ایسی شراب جس میں نہ سر چکرانے کا اندیشہ ہے، نہ نشہ ہے اور نہ ہی پی کر بہکنے کا امکان۔ اُنہیں مرغوب میوے اور پرندوں کا گوشت فراہم کیا جائے گا۔ اُن کی بیویاں خوبصورت حوریں ہوں گی، اُن موتیوں کی مانند جنہیں چھپا کر رکھا جاتا ہے۔ وہاں کی مجلسیں پاکیزہ ہوں گی جن میں کوئی جھوٹ، غیبت، بہتان اور بیہودہ باتیں نہیں ہوں گی۔ فرشتے اور دیگر جنتی اُن کے لیے سلامتی کی دعائیں کریں گے اور اللہ تعالیٰ اُن پر سلامتی نازل فرمائے گا۔ یہ بدلہ ہو گا اُن کے عمل اور دین کے لیے قربانیوں کا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۷ تا ۴۰

اصحابُ الیمین کی جنت

وَ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ	اور داہنے ہاتھ والے
مَاۤ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ﴿۲۷﴾	کیا ہی خوب ہیں داہنے ہاتھ والے۔
فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ﴿۲۸﴾	وہ ہوں گے ایسی بیریوں میں جن کے کانٹے صاف کر دیے گئے ہیں۔
وَّ طَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ﴿۲۹﴾	اور ایسے کیلوں میں جو تہ بہ تہ لگے ہوں گے۔
وَّ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ﴿۳۰﴾	اور ایسے سائے میں جو خوب پھیلا ہوا ہے۔
وَّ مَآءٍ مَّسْكُوْبٍ ﴿۳۱﴾	اور ایسے پانی میں جو برسایا جا رہا ہے۔
وَّ فَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ ﴿۳۲﴾	اور بہت سے میووں میں۔

لَا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ ﴿۳۳﴾	وہ نہ کبھی ختم ہوں گے اور نہ کبھی اُن کی فراہمی روکی جائے گی۔
وَفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ﴿۳۴﴾	اور اونچے بچھونوں میں۔
اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ﴿۳۵﴾	بے شک ہم نے اٹھایا ہے اُن کی بیویوں کو ایک خاص اٹھان پر۔
فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ﴿۳۶﴾	پھر ہم نے بنایا ہے اُنہیں کنواریاں۔
عُرُبًا اَتْرَابًا ﴿۳۷﴾	شوہر کو مائل کرنے والیاں، اُن کی ہم عمر ہیں۔
ع ۱۴ لِاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۳۸﴾	یہ سب داہنے ہاتھ والوں کے لیے ہے۔
ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۹﴾	بہت سے ہوں گے پہلوں میں سے۔
وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۴۰﴾	اور بہت سے ہوں گے آخری لوگوں میں سے۔

اصحابُ الیمین کی جنت میں ایسے بیری کے درخت ہوں گے جن میں کانٹا نہ ہو گا۔ اُنہیں کیلوں کے گچھے پیش کیے جائیں گے ۔وہاں لمبے لمبے سائے ہوں گے۔ بہتے ہوئے پانی کے چشمے اور آبشاریں ہوں گی۔ کثرت سے میوے ہوں گے جن کی فراہمی مسلسل جاری رہے گی۔ اُن کے بیٹھنے اور آرام کرنے کے لیے اونچے اونچے بچھونے ہوں گے۔ اُن کی بیویاں منفرد حسن کی حامل ہوں گی، اُن کی ہم عمر اور پر کشش ہوں گی۔ جنت میں جانے والی ہر خاتون کو پھر سے جوان، کنواری، حسین اور اپنے شوہروں کے لیے محبوب کر دیا جائے گا۔ اصحاب الیمین کی بڑی تعداد ہر امت کے پہلے طبقہ میں سے ہو گی اور ایک بڑی تعداد امت کے آخری طبقہ میں سے بھی ہو گی۔

آیات ۴۱ تا ۵۶

اصحابُ الشمال کا برا انجام

وَ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ	اور بائیں ہاتھ والے
مَاۤ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ﴿۴۱﴾	کیسے ہی برے ہیں بائیں ہاتھ والے !
فِیْ سَمُوْمٍ وَّ حَمِیْمٍ ﴿۴۲﴾	وہ تیز بھاپ اور کھولتے ہوئے پانی میں ہوں گے۔
وَ ظِلٍّ مِّنْ یَّحْمُوْمٍ ﴿۴۳﴾	اور سائے میں ہوں گے سیاہ دھوئیں کے۔
لَّا بَارِدٍ وَّ لَا كَرِیْمٍ ﴿۴۴﴾	جو نہ ٹھنڈا ہے اور نہ سکون دینے والا۔
اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِیْنَ ﴿۴۵﴾	بے شک وہ تھے اِس سے پہلے خوشحال۔
وَ كَانُوْا یُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِیْمِ ﴿۴۶﴾	اور وہ اڑے رہتے تھے بہت بڑے گناہ پر۔
وَ كَانُوْا یَقُوْلُوْنَ	اور وہ کہا کرتے تھے
اَىِٕذَا مِتْنَا	کیا جب ہم مر جائیں گے
وَ كُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا	اور ہو جائیں گے مٹی اور ہڈیاں
ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۴۷﴾	کیا واقعی ہم ضرور اٹھائے جانے والے ہیں؟
اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۴۸﴾	کیا ہمارے پہلے باپ دادا بھی۔
قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِیْنَ وَ الْاٰخِرِیْنَ ﴿۴۹﴾	اے نبیؐ ! فرمایئے بے شک جو پہلے ہیں اور جو آخری ہیں۔

لَمَجْمُوْعُوْنَ	یقیناً جمع کیے جانے والے ہیں
اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۵۰﴾	ایک مقررہ وقت پر طے شدہ دن میں۔
ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ﴿۵۱﴾	پھر بے شک تم اے گمراہو! جھٹلانے والو!۔
لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ﴿۵۲﴾	یقیناً کھانے والے ہو زقوم کے درخت میں سے۔
فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۵۳﴾	پھر بھرنے والے ہو اس سے پیٹ۔
فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ﴿۵۴﴾	پھر پینے والے ہو اِس پر کھولتا ہوا پانی۔
فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ﴿۵۵﴾	پھر پینے والے ہو پیاسے اونٹوں کا سا پینا۔
هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۵۶﴾	یہ اُن کی مہمانی ہے بدلے کے دن۔

اصحابُ الشمال کو جہنم میں تیز بھاپ سے جھلسنا اور کھولتے ہوئے پانی سے تڑپنا ہو گا۔ اُن پر دھوئیں کا سایہ ہو گا۔ نہ اِس سے ٹھنڈک ملے گی اور نہ ہی سکون نصیب ہو گا۔ یہ بدنصیب دنیا میں بڑے آسودہ حال تھے لیکن عیش میں یادِ خدا سے غافل ہو کر بڑے بڑے گناہ کیا کرتے تھے۔ بڑے تکبر سے مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے کا انکار کرتے تھے۔ اُن کو دنیا میں آگاہ کر دیا گیا تھا کہ تم اور تمہارے گمراہ باپ دادا سب مقررہ وقت پر زندہ کیے جائیں گے اور اُنہیں جہنم میں جمع کر دیا جائے گا۔ وہاں وہ زقوم کے درخت سے پیٹ بھریں گے اور پھر اُس پر کھولتے ہوئے پانی سے شدید پیاس کو ختم کرنے کی ناکام کوشش کریں گے۔ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ... اے اللہ ہمیں محفوظ فرما جہنم کی آگ سے۔ آمین!

آیات ۵۷ تا ۶۲

رحم مادر میں انسانوں کی تخلیق کون کرتا ہے؟

نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ	ہم نے پیدا کیا ہے تمہیں
فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ﴿۵۷﴾	پھر کیوں تم تصدیق نہیں کرتے (دوبارہ جی اٹھنے کی)؟
اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ﴿۵۸﴾	تو کیا تم نے دیکھا وہ جو تم ٹپکاتے ہو؟
ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗٓ	کیا تم پیدا کرتے ہو اُسے
اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿۵۹﴾	یا ہم ہی پیدا کرنے والے ہیں؟
نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ	ہم نے طے کر دی ہے تمہارے درمیان موت
وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿۶۰﴾	اور ہم عاجز نہیں ہیں۔
عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ	اِس پر کہ ہم بدل کر لے آئیں تمہارے جیسے
وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾	اور ہم اٹھائیں تمہیں ایک ایسی صورت میں جو تم نہیں جانتے۔
وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى	اور یقیناً تم جانتے ہو پہلی پیدائش کو
فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾	پھر کیوں تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟

شوہر بیوی کے ساتھ تعلق کی لذت لے کر علیحدہ ہو جاتا ہے۔ اب رحم مادر میں بچے کو کون تخلیق کرتا ہے؟ یہ کاری گری اور تخلیق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت کا شاہکار ہے کہ وہ ایک قطرہ کو درجہ بدرجہ ایک مکمل انسان کی صورت تک لے

جاتا ہے۔ پھر اُسی نے ہر انسان کی موت کی جگہ اور وقت طے کر دیا ہے۔ بلاشبہ وہ اِس پر بھی قادر ہے کہ انسان کو موت کے بعد دوبارہ زندہ کر دے۔ پہلی تخلیق انسان دیکھ رہا ہے۔ اُسے چاہیے کہ دوسری تخلیق کی بھی تصدیق کر دے۔ اِسی میں انسان کی خیر ہے۔

آیات ۶۳ تا ۶۷

بیج سے فصل کون اگاتا ہے؟

اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ﴿۶۳﴾	پھر کیا تم نے دیکھا جو کچھ تم بوتے ہو۔
ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ	کیا تم اگاتے ہو اُسے
اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴿۶۴﴾	یا ہم ہی اُگانے والے ہیں۔
لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا	اگر ہم چاہیں یقیناً کر دیں اُسے چورا چورا
فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ﴿۶۵﴾	پھر تم رہ جاؤ حسرت سے باتیں بناتے۔
اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ﴿۶۶﴾	بے شک ہم پر واقعی تاوان پڑ گیا۔
بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۶۷﴾	بلکہ ہم تو بے نصیب ہو گئے۔

انسان تو زمین میں صرف بیج ڈالتا ہے۔ اُس بیج کو پھاڑ کر اُس میں سے فصل کون پیدا کرتا ہے؟ پھر فصل کی نشوونما کون کرتا ہے؟ مختلف آفات سے اُس فصل کی حفاظت کون کرتا ہے؟ بلاشبہ یہ اللہ تعالیٰ ہی کی شانِ خلاقیت اور ربوبیت ہے۔ بقول اقبال ؎

پالتا ہے بیج کو مٹی کی تاریکی میں کون؟
کون دریاؤں کی موجوں سے اٹھاتا ہے سحاب؟
کس نے بھر دی موتیوں سے خوشۂ گندم کی جیب؟

خاک یہ کس کی ہے؟ کس کا ہے یہ نورِ آفتاب؟
کون لایا کھینچ کر پچھم سے بادِ ساز گار؟
موسموں کو کس نے سکھلائی ہے خوئے انقلاب؟

جو اللہ تعالیٰ فصلیں اگاتا ہے، وہ اِس پر بھی قادر ہے کہ کسی آفت کے ذریعہ اِن فصلوں کو تباہ کر دے۔ پھر تم شکوہ کرنے لگو کہ ہمارا سرمایہ ڈوب گیا اور ہم محروم ہو گئے۔

آیات ۶۸ تا ۷۰

بارش کون نازل کرتا ہے؟

اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ﴿۶۸﴾	پھر کیا تم نے دیکھا وہ پانی جو تم پیتے ہو؟
ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ	کیا تم نے نازل کیا ہے اُسے بادل سے
اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿۶۹﴾	یا ہم ہی نازل کرنے والے ہیں؟
لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا	اگر ہم چاہیں تو کر دیں اُسے سخت نمکین
فَلَوْ لَا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾	پھر کیوں تم شکر ادا نہیں کرتے؟

پانی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے جو انسان کی کئی ضروریات پوری کرتا ہے۔ غور کرنا چاہیے کہ کون اِسے بارش کے ذریعہ برساتا ہے؟ بلاشبہ یہ احسانِ عظیم اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔ ڈرتے رہنا چاہیے کہ ہماری نافرمانیوں اور ناشکری کی وجہ سے کہیں اللہ تعالیٰ اِس پانی کی مٹھاس کو ختم نہ کر دے اور اسے کھارا بنا کر پینے یا کھانا بنانے یا فصلوں کی آب یاری یا تعمیراتی کاموں یا دیگر ضروریات میں استعمال کے قابل نہ رہنے دے۔ ہمیں ہر دم اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے ڈرنا چاہیئے اور اُس کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

آیات ۴۱ تا ۴۷

آگ، اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی

اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ﴿۷۱﴾	پھر کیا تم نے دیکھی وہ آگ جو تم سلگاتے ہو؟
ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ	کیا تم نے پیدا کیا ہے اُس کے درخت کو
اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ﴿۷۲﴾	یا ہم ہی پیدا کرنے والے ہیں؟
نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً	ہم ہی نے بنا دیا ہے اُسے نصیحت
وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ﴿۷۳﴾	اور فائدہ کی چیز مسافروں کے لیے۔
فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۷۴﴾ ع ۲ ۱۵	سو تسبیح کرو اپنے اُس ربّ کے نام کی جو بڑی عظمت والا ہے۔

آگ اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت بھی ہے اور ڈرانے والی نشانی بھی۔ دنیا کی آگ کی شدت سے جہنم کا خوف بھی پیدا ہوتا ہے جس کی آگ کئی گنا زیادہ شدت والی ہو گی۔ دنیا میں ہم آگ سے روشنی اور حرارت حاصل کرتے ہیں اور اپنے لیے غذا اور کئی استعمال کی اشیاء بناتے ہیں۔ آگ کس نے پیدا کی ہے اور اِس میں تاثیر کس نے رکھی ہے؟ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی قدرتیں اور نعمتیں بے شمار ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی تسبیح و تحمید اور ہر وقت اپنا ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آیات ۷۵ تا ۷۶

عظمت قرآن کے لیے عظیم گواہی

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿۷۵﴾	پس نہیں! میں قسم کھاتا ہوں ستاروں کے ڈوبنے کی

	جگہوں کی۔
وَ اِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ﴿۷۶﴾	اور بے شک وہ یقیناً ایسی قسم ہے اگر تم جان لو تو بہت بڑی ہے۔

اِن آیات میں ستاروں کے ڈوبنے کی جگہ اور وقت کی قسم کھا کر قرآنِ کریم کی عظمت بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بے شمار ستارے بنائے، اُن کی گردش کا ایک مربوط اور منظم نظام بنایا اور پھر اُن کے غروب ہونے یا غائب ہونے کا ایک ضابطہ بنایا۔ بلاشبہ یہ ایک بہت بڑی قدرت ہے جسے عظمت قرآن کے لیے گواہ کے طور پر پیش کیا جارہا ہے۔ جدید مفسرین نے اِس سے مراد Black Holes لیے ہیں۔ بڑی بڑی کہکشائیں ڈوب کر یعنی سمٹ کر ایک سیاہ نقطہ کی صورت اختیار کر لیتی ہیں اور قریب آنے والی ہر شے کو جذب کر لیتی ہیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی یہ حیرت انگیز قدرت اِس پر شاہد ہے کہ قرآنِ کریم ایک عظیم کلام ہے

۔

آیات ۷۷ تا ۸۲

عظمت قرآنِ کریم

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۷﴾	بے شک یہ یقیناً بڑی عزت والا قرآن ہے۔
فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿۷۸﴾	ایک پوشیدہ کتاب میں ہے۔
لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿۷۹﴾	نہیں چھوتے اُسے مگر وہی جو پاکیزہ ہیں۔
تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۰﴾	نازل کیا گیا ہے تمام جہانوں کے ربّ کی طرف سے
اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ﴿۸۱﴾	پھر کیا اِس کلام سے تم بے توجہی کرنے والے ہو؟
وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۸۲﴾	اور بناتے ہو اپنا حصہ یہ کہ تم جھٹلاتے ہو۔

قرآنِ کریم ایک ایسی کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ کے کرم کا بہت بڑا مظہر ہے۔ اصل میں یہ لوحِ محفوظ میں ہے یعنی ایک ایسا مقام جو انسانوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہے۔ اِس قرآن کو لکھنے اور چھونے والے فرشتے بڑے پاکیزہ ہیں۔ اُسی قرآن کو اللہ تعالیٰ نے زبانِ عربی میں نازل کیا ہے تاکہ ہم اُسے سمجھ سکیں۔ افسوس کا مقام ہے کہ اِس عظیم کتاب کے حقوق کی ادائیگی سے اکثر انسان غفلت برتتے ہیں۔ اکثر اُس کی قولی یا عملی تکذیب کا جرم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس محرومی سے محفوظ فرمائے۔ قرآنِ کریم سے محبت کرنے اور اِس کے مندرجہ ذیل حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے:

- ایمان و تعظیم یعنی دل کی گہرائیوں سے ماننا کہ قرآنِ حکیم اللہ کا کلام ہے۔
- تلاوت یعنی آداب کے ساتھ روزانہ قرآنِ حکیم پڑھنا۔
- تفہیم یعنی قرآنِ حکیم کو سمجھنا اور اِس پر غور و فکر کرنا۔
- عمل یعنی قرآنِ حکیم کے احکامات پر انفرادی زندگی میں عمل کرنا اور اجتماعی زندگی میں ان کے نفاذ کے لئے کوشش کرنا۔
- تبلیغ یعنی قرآنِ حکیم کی تعلیمات دوسروں تک پہنچانا۔

آیات ۸۳ تا ۸۷

موت کا منظر

فَلَوْ لَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ﴿۸۳﴾	پھر کیوں نہیں جب پہنچ جاتی ہے (جان) حلق کو۔
وَ اَنْتُمْ حِيْنَىِٕذٍ تَنْظُرُوْنَ ﴿۸۴﴾	اور تم اُس وقت دیکھ رہے ہوتے ہو۔
وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ	اور ہم زیادہ قریب ہوتے ہیں اُس کے تم سے
وَ لٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ﴿۸۵﴾	اور لیکن تم نہیں دیکھتے۔
فَلَوْ لَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ﴿۸۶﴾	پھر کیوں نہیں (ایسا ہوتا) کہ اگر تم کسی کے اختیار میں

	نہیں ہو۔
تَرْجِعُوْنَهَآ	تم لوٹالاتے اُسے
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۸۷﴾	اگر تم سچے ہو۔

جب ایک انسان پر موت کا وقت آتا ہے تو اُس کی جان حلق کے قریب آکر پھنس جاتی ہے۔ مرنے والا تڑپ رہا ہوتا ہے اور عزیز واقارب قریب کھڑے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن سے بھی زیادہ مرنے والے کے قریب ہوتا ہے۔ اب ذرا غور کریں کہ اگر ہم بڑے ہی بااختیار ہیں تو مرنے والے کی جان کو اُس کے جسم میں دوبارہ لوٹا دیا کریں۔ لیکن ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ ہم مجبور ہیں اور ہماری زندگی اور موت کا کل اختیار اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اِسی طرح مرنے کے بعد بھی ہم اللہ تعالیٰ کی گرفت سے آزاد نہیں ہو سکتے۔ وہ جب چاہے گا ہمیں زندہ کرے گا اور جیسا چاہے گا ہمارے بارے میں بخشش یا پکڑ کا فیصلہ فرمائے گا۔ اے اللہ! ہم پر رحم فرما اور ہمیں بخشش و جنت عطا فرما۔ آمین!

آیات ۸۸ تا ۹۱

نیک لوگوں کی موت

فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۸۸﴾	پھر اگر وہ ہوا اُن میں سے جو قریب کیے گئے ہیں۔
فَرَوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ وَّ جَنَّتُ نَعِيْمٍ ﴿۸۹﴾	تو (اُس کے لیے) راحت ہے اور خوشبو ہے اور نعمتوں والی جنت ہے۔
وَ اَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۰﴾	اور اگر وہ ہوا دائیں ہاتھ والوں میں سے۔
فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۱﴾	تو (کہا جائے گا) سلامتی ہے تمہارے لیے کہ تم دائیں ہاتھ والوں میں سے ہو

جب موت کا وقت مقربین پر آتا ہے تو فرشتے خوشبوؤں کے ساتھ جان نکالنے آتے ہیں اور اُنہیں نعمتوں والی جنت کی بشارت دیتے ہیں۔ اگر مرنے والا اصحاب الیمین میں سے ہوتا ہے تو فرشتے اُسے سلامتی کی خوشخبری سناتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم پر بھی موت کی سختیاں آسان فرمائے اور راحت کے ساتھ اِس مرحلہ سے گزرنے کی کیفیت عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۹۲ تا ۹۶

برے لوگوں کی موت

وَ اَمَّاۤ اِنۡ كَانَ مِنَ الۡمُكَذِّبِيۡنَ الضَّآلِّيۡنَ ﴿۹۲﴾	اور اگر مرنے والا ہوا جھٹلانے والے گمراہوں میں سے۔
فَنُزُلٌ مِّنۡ حَمِيۡمٍ ﴿۹۳﴾	تو اُس کی مہمانی کھولتے ہوئے پانی سے ہوگی۔
وَّ تَصۡلِيَةُ جَحِيۡمٍ ﴿۹۴﴾	اور داخل کیا جانا ہے جہنم میں۔
اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الۡيَقِيۡنِ ﴿۹۵﴾	بے شک یہی یقیناً یقینی حق ہے۔
ع ۱۲ فَسَبِّحۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الۡعَظِيۡمِ ﴿۹۶﴾ ع	سو تسبیح کرو اپنے اُس ربّ کے نام کی جو بڑی عظمت والا ہے۔

جب جانکنی کا وقت حق کو جھٹلانے والوں اور گمراہوں پر آتا ہے تو اُنہیں جہنم میں جانے کی وعید سنائی جاتی ہے۔ اُن کی قبر جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا بن جاتی ہے۔ پھر اُنہوں نے ایسی جہنم میں جانا ہے جہاں اُن کے لیے کھولتا ہوا پانی اور بھڑکتی ہوئی آگ ہوگی۔ یہ ساری خبریں بالکل سچی اور یقینی ہیں۔ بہت بڑا احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں پہلے ہی اِن شدید خطرات سے آگاہ کر دیا ہے۔ پس ہمیں ہر وقت اُس کی تسبیح اور حمد کرتے رہنا چاہیے۔

سورۃ حدید

دینی تقاضوں کا جامع بیان

اِس سورۂ مبارکہ میں ایک مسلمان پر عائد شدہ دینی تقاضوں کا بیان بڑی جامعیت کے ساتھ واضح کیا گیا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۶ ذات و صفات باری تعالیٰ
- آیات ۷ تا ۱۱ دین اسلام کے تقاضے
- آیات ۱۲ تا ۱۵ دین کے تقاضے اور انجامِ آخرت
- آیات ۱۶ تا ۱۹ قربِ الٰہی کے حصول کا راستہ
- آیات ۲۰ تا ۲۴ حیاتِ دنیا اور اِس کے حوادث
- آیت ۲۵ قیامِ نظام عدل تمام رسولوں کا مشن
- آیات ۲۶ تا ۲۹ رہبانیت دین کے تقاضوں سے فرار کی راہ

آیات ۱ تا ۲

کائنات اللہ تعالیٰ کی فرمانبردار ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ	تسبیح کی اللہ کی ہر اُس شے نے جو آسمانوں اور زمین میں ہے
وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۱	اور وہی زبردست، کمالِ حکمت والا ہے۔
لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ	اُسی کے لیے بادشاہی ہے آسمانوں اور زمین کی
يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ	وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝۲	اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

کائنات کی ہر شے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی رہتی ہے۔ وہ اپنے حال اور اپنے بیان دونوں سے پکار رہی ہے اُس کا خالق ہر عیب، کمی، کمزوری، محتاجی سے پاک ہے۔ ہر شے پر اُسی کی حکومت اور اختیار ہے۔ ہر جاندار کی زندگی اور موت اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جو چاہے سو کرتا ہے۔ زبردست قوت والا ہے لیکن اُس کے ہر فیصلہ میں حکمت ہوتی ہے۔

آیت ۳

کائنات میں اللہ ہی اللہ ہے

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ	وہی (اللہ) سب سے پہلے ہے اور سب سے آخر ہے
وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ	اور ظاہر ہے اور چھپا ہوا ہے
وَهُوَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ۝۳	اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

کائنات کا اوّل بھی اللہ تعالیٰ ہے اور آخر بھی وہی ہے۔ وہ کائنات میں ظاہر بھی ہے اور پوشیدہ بھی ہے۔ بظاہر یہ صفات ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ الاوّل ضد ہے الآخر کی اور الظاہر ضد ہے الباطن کی۔ اِس آیت میں بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ بیک وقت اِن متضاد صفات کا حامل ہے۔ اِسی لیے یہ آیت فہم قرآن کے اعتبار سے مشکلات القرآن میں سے ہے۔ البتہ نبی اکرم ﷺ نے اِس آیت کے فہم کو اپنی ایک مناجات میں اِن الفاظ کے ذریعہ آسان فرمادیا:

اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْئٌ، وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْئٌ، وَاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْئٌ، وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْئٌ (مسلم)

"اے اللہ! تو ہی پہلا ہے، کوئی تجھ سے پہلے نہیں، تو ہی آخر ہے، کوئی تیرے بعد نہیں، تو ہی ظاہر ہے کوئی تجھ سے اوپر نہیں اور تو ہی باطن ہے، کوئی تجھ سے مخفی تر نہیں"۔

یعنی جب کچھ نہ تھا تو اللہ تعالیٰ ہی تھا۔ جب کچھ نہیں ہو گا تب بھی وہی ہو گا۔ وہ سب ظاہروں سے بڑھ کر ظاہر ہے کیونکہ دنیا میں جو کچھ بھی ظہور ہے اُسی کی صفات اور افعال کا ظہور ہے۔ وہ ہر مخفی سے بڑھ کر مخفی ہے کیونکہ حواس سے تو درکنار عقل و فکر سے بھی اُس کی ذات کا ادراک نہیں ہو سکتا۔

آیات ۴ تا ۶

اللہ تعالیٰ کا کائنات سے تعلق

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ	وہی (اللہ) ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں
ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ	پھر قائم ہوا عرش پر
یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ	وہ جانتا ہے جو کچھ داخل ہوتا ہے زمین میں
وَ مَا یَخْرُجُ مِنْهَا	اور جو کچھ نکلتا ہے اُس سے
وَ مَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ	اور جو کچھ نازل ہوتا ہے آسمان سے
وَ مَا یَعْرُجُ فِیْهَا	اور جو کچھ چڑھتا ہے اُس میں
وَ هُوَ مَعَكُمْ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ	اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو
وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝۴	اور اللہ اُسے جو تم کرتے ہو خوب دیکھنے والا ہے۔
لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ	اُسی کے لیے بادشاہی ہے آسمانوں اور زمین کی
وَ اِلَی اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝۵	اور اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں تمام معاملات۔
یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ	وہ داخل کرتا ہے رات کو دن میں

وَ یُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ	اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں
وَ هُوَ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۶	اور وہ خوب جاننے والا ہے سینوں کی بات کو۔

اللہ تعالیٰ ہی اِس کائنات کا خالق ہے اور وہی کائنات کا پورا نظام چلا رہا ہے۔ زمین میں داخل ہونے والی ہر شے اور اُس سے نکلنے والی ہر شے اُس کے علم میں ہوتی ہے۔ اِسی طرح آسمان پر چڑھنے والی ہر شے اور آسمان سے نازل ہونے والی ہر شے کو بھی وہ جانتا ہے ۔ ہم جہاں کہیں ہوتے ہیں وہ ہمارے ساتھ ہوتا ہے ۔ وہ ہمارے ہر عمل کو ہر وقت دیکھ رہا ہے۔ کائنات کی ہر شے پر اُسی کی حکومت ہے۔ رات اور دن کا نظام خود بخود نہیں چل رہا بلکہ اُسے وہی چلا رہا ہے۔ دنیا میں انجام دیے جانے والے تمام اعمال فیصلہ کے لیے اُس کی عدالت میں پیش کیے جائیں گے۔ وہ روزِ قیامت حق کے ساتھ فیصلہ فرمائے گا کیونکہ وہ اعمال کے پیچھے کارفرما نیتوں سے بھی واقف ہے۔ اے اللہ! روزِ قیامت ہمیں ناکامی اور رسوائی سے محفوظ فرما۔ آمین!

سورۂ حدید کی ابتدائی چھ آیات میں یہ حقیقت دو بار بیان کی گئی کہ کائنات کا بادشاہ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اِس حقیقت پر زور دینے کی وجہ یہ ہے کہ انسانوں کی اکثریت اللہ تعالیٰ کو خالق اور رازق مانتی ہے لیکن بادشاہ مان کر اُس کے احکامات نافذ کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔

آیت ۷

دین اسلام کے دو تقاضے ... ایمان اور انفاق

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ	ایمان لاؤ اللہ اور اُس کے رسولؐ پر
وَ اَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِیْنَ فِیْهِ	اور خرچ کرو اُس میں سے اُس نے بنایا ہے تمہیں نائب جس میں
فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ اَنْفَقُوْا	پھر وہ لوگ جو ایمان لائے تم میں سے اور خرچ کیا
لَهُمْ اَجْرٌ كَبِیْرٌ ۝۷	اُن کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔

اِس آیۂ مبارکہ میں مسلمانوں کو دین کے دو تقاضے ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔ پہلا تقاضا یہ ہے کہ ایمانِ حقیقی اپنے دلوں میں پیدا کرو۔ ایسا ایمان جو تمہارے کردار میں نظر آئے اور تمہارا حال بن جائے۔ دوسرا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دنیا میں جس شے پر عارضی اختیار عطا کر رکھا ہے اُسے اُس کی راہ میں لگاؤ۔ جان، مال، اولاد، گھر غرض ہر شے کو اُس کی خوشنودی اور اُس کے دین کی خدمت میں صرف کر دو۔ یہاں خطاب غیر مسلموں سے نہیں بلکہ مسلمانوں سے ہے۔ اگر غیر مسلموں سے خطاب ہوتا تو ایمان کی دعوت کے بعد اُن کے سامنے ایمان کے ابتدائی تقاضے رکھے جاتے۔ یہاں تو ایمان کے انتہائی تقاضے یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں سب کچھ لگا دینے کی تلقین کی جا رہی ہے۔ آخر میں خوشخبری دی گئی کہ جو لوگ ایمان لائیں گے اور انفاق کے تقاضے کو پورا کریں گے، اُن کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔

آیات ۸ تا ۹

تم دل سے ایمان کیوں نہیں لاتے؟

وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ	اور کیا ہے تمہیں! تم ایمان نہیں لاتے اللہ پر
وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ	جبکہ رسولؐ دعوت دے رہے ہیں تمہیں کہ ایمان لاؤ اپنے ربّ پر
وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ	اور یقیناً وہ لے چکے ہیں تم سے عہد
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۸	اگر تم مومن ہو۔
هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ	وہی (اللہ) ہے جو نازل فرماتا ہے اپنے بندےؐ پر واضح آیات
لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ	تاکہ وہ نکالیں تمہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف
وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝۹	اور بے شک اللہ تم پر یقیناً بہت نرمی کرنے والا، ہمیشہ

	رحم فرمانے والا ہے۔

یہ آیات مسلمانوں کو جھنجھوڑ رہی ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ پر دل سے ایمان کیوں نہیں لاتے؟ تمہارے ایمان کی جھلک تمہارے سیرت و کردار میں نظر کیوں نہیں آتی؟ اللہ کے رسول ﷺ نے تمہیں کسی غیر نہیں ایسی ہستی پر ایمان لانے کی دعوت دی ہے جو تمہارا رب اور محسن حقیقی ہے۔ کلمہ پڑھ کر تم اُس سے عہد کر چکے ہو کہ تمہارا مال اور تمہاری جان اب اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے۔ تم اِن دونوں کو اب اللہ کی راہ میں لگا دو گے، کھپا دو گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا ہے کہ تمہارے دل میں ایمان پیدا کرنے کے لیے اپنی واضح آیات نازل کر دی ہیں۔ اِن آیات پر غور و فکر تمہارے دل پر سے تاریکی کے پردے ہٹا دے گا اور اُسے ایمان کے نور سے منور کر دے گا، بقول مولانا ظفر علی خان

ایمان نہیں وہ جنس جسے لے آئیں دکانِ فلسفہ سے
ڈھونڈے سے ملے گی عاقل کو یہ قرآں کے سی پاروں میں

آیت ۱۰

تم اللہ کی راہ میں خرچ کیوں نہیں کرتے؟

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	اور کیا ہے تمہیں! تم خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں
وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	جبکہ اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی میراث
لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ	برابر نہیں ہے تم میں سے وہ جس نے خرچ کیا فتح سے پہلے اور جنگ کی
اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا	یہ لوگ بہت بڑے ہیں درجہ میں اُن سے جنہوں نے خرچ کیا بعد میں اور جنگ کی

وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى	اور ہر ایک سے وعدہ کیا اللہ نے بہت اچھا
وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۰﴾ ع	اور اللہ اُس سے جو تم کر رہے ہو خوب باخبر ہے۔

اِس آیۂ مبارکہ میں جھنجھوڑا گیا کہ تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال کیوں نہیں خرچ کرتے ؟اگر مال جمع کر کے ڈھیر لگاتے رہو گے تو یہیں چھوڑ جاؤ گے۔ بہتر ہے کہ اِسے اللہ کی راہ میں لگا کر توشۂ آخرت بنالو۔مال کا اصل مالک اور وارث اللہ تعالیٰ ہے۔ تم امین ہو ۔امانت کو اصل مالک کے حوالے کر دو یعنی اُس کی راہ میں لگا دو۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے :

يَقُوْلُ ابْنُ اٰدَمَ مَالِیْ مَالِیْ وَهَلْ لَّكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ مِنْ مَّالِكَ اِلَّا مَا اَكَلْتَ فَاَفْنَيْتَ اَوْ لَبِسْتَ فَاَبْلَيْتَ اَوْ تَصَدَّقْتَ فَاَمْضَيْتَ (مسلم)

"انسان کہتا ہے میرا مال، میرا مال حالانکہ اے انسان! تیرا مال (ایک تو وہ ہے) جو تو نے کھا کر ختم کر دیا، یا (دوسرا) پہن کر بوسیدہ کر دیا، یا (تیسرا) صدقہ کر کے (آخرت کے لیے) آگے بھیج دیا"۔

آگاہ کیا گیا کہ جو لوگ دین کی مغلوبیت کے دور میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال لگاتے اور محنت کرتے ہیں اُن کے درجے بلند ہیں اُن سے جو فتح کے بعد یہ سعادت حاصل کرتے ہیں۔ آج بھی دین اسلام مغلوب ہے بقول الطاف حسین حالی

پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے
اسلام کا گر کر نہ ابھرنا دیکھے
مانے نہ کبھی کہ مد ہے ہر جذر کے بعد
دریا کا ہمارے جو اترنا دیکھے

اور

اے خاصۂ خاصانِ رُسل وقت دعا ہے
اُمت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے
جو دیں کہ بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغرباء ہے

اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی مغلوبیت کے اِس دور میں زیادہ سے زیادہ مال اور توانائیاں اپنی راہ میں لگانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۱

کون اللہ تعالیٰ کو قرض دے گا؟

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا	کون ہے جو قرض دے اللہ کو بہترین قرض
فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ	تو بڑھا دے اللہ اِس قرض کو اُس کے لیے
وَ لَهٗۤ اَجْرٌ كَرِیْمٌ ⑪	اور اُس کے لیے عزت والا بدلہ ہو۔

حلال کمائی میں سے جو مال خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دین کی تبلیغ اور غلبہ کے لیے خرچ کیا جائے، اُسے وہ اپنے ذمہ قرض قرار دیتا ہے۔ اِس آیت میں للکارنے کے انداز میں پوچھا گیا کہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرضِ حسنہ دے؟ جس نے ایسا کیا، اللہ تعالیٰ اُس کے انفاق کو کئی گنا بڑھا کر لوٹائے گا اور اُسے اپنی طرف سے عزت افزائی والا اَجر بھی عطا فرمائے گا۔ ابن ابی حاتم میں سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی گئی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو سیدنا ابو الدحداح انصاریؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا اللہ تعالیٰ ہم سے قرض چاہتا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا ہاں۔ اُنہوں نے کہا ذرا اپنا ہاتھ مجھے دکھایئے۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اُن کی طرف بڑھا دیا۔ اُنہوں نے آپ ﷺ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا میں نے اپنے ربّ کو اپنا باغ قرض میں دے دیا۔ سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اِس باغ میں کھجور کے چھ سو درخت تھے۔ اُسی میں ان کا گھر تھا۔ رسول اللہ ﷺ سے یہ بات کر کے وہ سیدھے گھر پہنچے اور بیوی کو پکار کر کہا دحداح کی ماں، نکل آ، میں نے یہ باغ اپنے ربّ کو قرض دے دیا ہے۔ وہ بولیں تم نے نفع کا سودا کیا ہے دحداح کے باپ۔ پھر اُسی وقت اپنا سامان اور اپنے بچے لے کر باغ سے نکل گئیں۔

آیت ۱۲

دین کے تقاضے ادا کرنے والوں کے لیے انعام

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ	جس دن تم دیکھو گے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو
يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ بِاَيْمَانِهِمْ	دوڑتا ہوگا اُن کا نور اُن کے سامنے اور اُن کی دائیں طرف
بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ	(کہا جائے گا) بشارت ہے تمہیں آج کے دن اُن باغات کی بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا	ہمیشہ رہنے والے ہو اُن میں
ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ⑫	یہی ہے شاندار کامیابی۔

اِس آیت میں روزِ قیامت پل صراط پر سے گزرنے کے مرحلہ کا ذکر ہے۔ یہ پل جہنم کے اوپر سے گزر کر جنت میں جانے کے لیے ایک تاریک راستہ ہے۔ اِس راستہ سے بحفاظت گزرنے کے لیے نور یعنی روشنی درکار ہے۔ جن اہل ایمان مردوں اور عورتوں نے دین کے تقاضے ادا کیے وہ ایسا نور رکھتے ہوں گے جو اُن کے لیے پل صراط سے گزرنے میں معاون ہو گا۔ ایمانِ حقیقی کا نور اُن کے سامنے اور انفاقِ مال و جان کا نور اُن کے دائیں طرف ہو گا۔ اُنہیں بشارت دی جائے گی کہ اب ہمیشہ ہمیش کے لیے جنت میں داخل ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ نعمت عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۳

دین کے تقاضے ادا نہ کرنے والوں کا انجام

يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ	جس دن کہیں گے منافق مرد اور منافق عورتیں
لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا	اُن لوگوں سے جو ایمان لائے
اُنْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ	انتظار کرو ہمارا تاکہ ہم کچھ حصہ حاصل کریں تمہارے نور سے
قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ	کہا جائے گا لوٹ جاؤ اپنے پیچھے
فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا	پس تلاش کرو نور
فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ	پھر کھڑی کر دی جائے گی اُن کے درمیان ایک دیوار جس میں ہو گا دروازہ
بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ	جو اُس کی اندرونی جانب ہے، اُس میں ہو گی رحمت
وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ⑬	اور جو اُس کی بیرونی جانب ہے، اُس کی طرف سے ہو گا عذاب۔

دین کے تقاضے ادا نہ کرنے والے روزِ قیامت منافقین قرار پائیں گے۔ وہ پل صراط کے تاریک مرحلہ پر نور سے محروم ہوں گے ۔ وہ چیخ چیخ کر اہل ایمان سے التجا کریں گے کہ ٹھہرو تاکہ ہم بھی تمہارے نور کی روشنی میں پل صراط سے گزر سکیں۔ اللہ تعالیٰ کا منادی اُنہیں جواب دے گا کہ جاؤ اور دنیا میں جا کر دین کے تقاضے ادا کر کے نور حاصل کر لو۔ ظاہر بات ہے کہ اب ایسا ممکن نہ ہو گا۔ اب وہ جہنم میں ٹھوکریں کھا کر گر جائیں گے ۔ البتہ جہنم سے نکلنے کے لیے ایک دروازہ ہو گا۔ اِس دروازے سے ایسے لوگ جہنم سے نکال لیے جائیں گے جن کے دل میں ایمان کی کوئی رمق تھی لیکن اُنہوں نے گناہوں کی انتہا کر دی تھی۔ وہ گناہوں کا وبال پا کر آخر کار جہنم سے نکال دیئے جائیں گے۔ البتہ جہنم کے بارے میں سورۂ فرقان آیت ٦٦ میں ارشاد ہوا اِنَّهَا

سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا (بے شک جہنم بری جگہ ہے مستقل رہنے کے اعتبار سے اور عارضی رہنے کے اعتبار سے بھی)۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جہنم کی ہوا سے بھی محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۴

مومن رفتہ رفتہ منافق کیسے بن جاتا ہے؟

يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ	منافقین پکاریں گے مومنوں کو کیا ہم نہیں تھے تمہارے ساتھ؟
قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ	مومن کہیں گے کیوں نہیں! اور لیکن تم نے فتنے میں ڈالا اپنے آپ کو
وَتَرَبَّصْتُمْ	اور تم انتظار کرتے رہے
وَارْتَبْتُمْ	اور تم نے شک کیا
وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ	اور دھوکہ میں ڈالا تمہیں باطل امیدوں نے
حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ	یہاں تک کہ آ گیا اللہ کا حکم
وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۱۴﴾	اور دھوکے میں ڈالا تمہیں اللہ کے بارے میں ایک بہت بڑے دغا باز نے۔

جہنم میں جانے کے بعد منافقین پکار کر مومنوں سے کہیں گے کہ کیا ہم دنیا میں تمہارے ساتھ نہ تھے۔ وہ کہیں گے کہ ہاں لیکن تم نے ایمان کی دولت کو لٹا کر منافقت اختیار کر لی تھی۔ یہ محرومی اِس طرح آئی کہ:

i-تم نے اپنے آپ کو مال و اولاد کے فتنے میں مبتلا کیا۔

ii-دین کے تقاضے ادا کرنے کے حوالے سے گومگو کا شکار ہو گئے۔

iii-تمہارے ذہن میں شکوک و شبہات نے گھر کر لیا۔

iv-تم نے خود ساختہ خوش کن خواہشات اور جھوٹی امیدوں کے دھوکہ میں آکر دین کے تقاضوں سے غفلت برتی۔ پھر شیطان نے تمہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا آسرا دے کر اُس کے بارے میں دھوکہ میں ڈال دیا اور تم اُس کی رحمت کی امید پر گناہ پر گناہ کرتے چلے گئے، یہاں تک کہ تمہاری موت واقع ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو نفاق کی بیماری سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۵

روزِ قیامت منافقین کافروں کے ساتھ ہوں گے

فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ	سو (اے منافقو!) آج نہیں لیا جائے گا تم سے کوئی فدیہ
وَلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	اور نہ ہی اُن سے جنہوں نے کفر کیا
مَاْوٰىكُمُ النَّارُ	تمہارا ٹھکانہ آگ ہے
هِيَ مَوْلٰىكُمْ	وہی تمہاری دوست ہے
وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۵﴾	اور وہ بہت بری ہے لوٹنے کی جگہ۔

دنیا میں منافقین مسلمانوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔ اگر وہ موت سے پہلے منافقانہ روش سے باز نہ آئے تو روزِ قیامت اُن کا انجام کافروں کے ساتھ ہو گا۔ اُن سے گناہوں کی تلافی کے لیے کوئی فدیہ قبول نہ کیا جائے گا۔ اُن سے کہا جائے گا کہ جہنم میں اب آگ ہی تمہاری ساتھی اور رفیق ہے۔ جو بھی فریاد کرنی ہے اِسی سے کرو۔

آیت ۱۶

کیا اب بھی نادم ہونے کا وقت نہیں آیا؟

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا	کیا وقت نہیں آیا اُن لوگوں کے لیے جو ایمان لائے
اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ	کہ جھک جائیں اُن کے دل اللہ کی یاد کے لیے
وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ	اور اُس کے لیے جو نازل ہوا ہے حق
وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ	اور نہ ہو جائیں اہل ایمان اُن کی طرح جنہیں دی گئی تھی کتاب اِس سے پہلے
فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ	پھر طویل ہو گئی اُن پر مدت
فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ	تو سخت ہو گئے اُن کے دل
وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۱۶﴾	اور بہت سے اُن میں سے نافرمان ہیں۔

اِس آیۂ مبارکہ میں جھنجھوڑا گیا کہ تمہارے سامنے دین کے تقاضے بیان کر دیے گئے۔ اِن تقاضوں سے گریز کرنے والوں کا بھیانک انجام تمہارے سامنے آ گیا۔ کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ تمہارے دلوں پر رقت طاری ہو اور تم اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اُس کی فرمانبرداری کی طرف مائل ہو جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ اگر تم نے غفلت میں ایک مدت گزار دی تو تمہارے دل بھی اِسی طرح سخت ہو جائیں جیسے تم سے پہلے اہل کتاب کے دل سخت ہو گئے تھے۔ اُن کی بڑی تعداد اللہ تعالیٰ کی باغی اور نافرمان بن گئی تھی۔ ڈرو کہیں تم بھی بدبختی اور محرومی کی اِس سطح پر نہ پہنچ جاؤ۔

آیات ۱۷ تا ۱۹

دل کی سختی دور کرنے کا قرآنی راستہ

اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا	جان لو اللہ زندہ کرتا ہے زمین کو اُس کی موت کے بعد

قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷﴾	یقیناً ہم نے واضح کر دی ہیں تمہارے لیے آیات تاکہ تم سمجھو۔
اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَ الْمُصَّدِّقٰتِ	بے شک صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں
وَ اَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا	اور جنہوں نے قرض دیا اللہ کو اچھا قرض
يُّضٰعَفُ لَهُمْ	وہ بڑھایا جائے گا اُن کے لیے
وَ لَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۸﴾	اور اُن کے لیے عزت والا بدلہ ہے۔
وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ	اور وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ اور اُس کے رسولوں پر
اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَ الشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ	یہی لوگ ہیں صدیق اور شہید اپنے ربّ کے پاس
لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَ نُوْرُهُمْ	اِن ہی کے لیے اِن کا اجر اور اِن کا نور ہے
وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	اور جنہوں نے کفر کیا
وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ	اور جھٹلایا ہماری آیات کو
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۹﴾ ع	یہ لوگ جہنم والے ہیں۔

اِن آیات میں امید دلائی گئی کہ جس طرح مردہ زمین بارش سے زندہ ہو جاتی ہے اِسی طرح دل کی سختی بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے ختم ہو جاتی ہے۔ نفاق، مال کی محبت سے دل میں آتا ہے۔ اِس کا علاج انفاق ہے۔ جو مال مستحقین کی مدد کے لیے خرچ کرو گے وہ صدقہ ہے اور جو مال دین کی خدمت کے لیے لگاؤ گے وہ قرض حسنہ ہے۔ انفاقِ مال تمہارے دل سے مال کی محبت نکالے گا۔ اب تمہارا دل نورِ ایمان سے منور ہو گا

ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی

اب تو آ جا اب تو خلوت ہو گئی

اللہ تعالیٰ دل میں اُسی وقت آئے گا جب دل میں دنیا کی محبت باقی نہ رہے۔ اب ایسے لوگ دین کے لیے مال و جان کی مزید قربانیاں دے کر اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ بندوں میں سے صدیق اور شہید کے مراتب پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی قربت نصیب فرمائے۔ آمین!

آیت ۲۰

انسانی زندگی کے پانچ ادوار

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ	جان لو کہ دنیا کی زندگی تو بس کھیل ہے
وَّ لَهْوٌ	اور تماشہ ہے
وَّ زِيْنَةٌ	اور بناؤ سنگھار ہے
وَّ تَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ	اور آپس میں ایک دوسرے پر فخر کرنا ہے
وَ تَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِ	اور ایک دوسرے پر کثرت حاصل کرنا ہے مال اور اولاد میں
كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ	اُس بارش کی طرح خوش کر دیا کسان کو جس سے اگنے والی کھیتی نے
ثُمَّ يَهِيْجُ	پھر وہ پک کر تیار ہو جاتی ہے
فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا	پھر تم دیکھتے ہو اُسے زرد پڑی ہوئی

ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا	پھر وہ ہو جاتی ہے چورا
وَ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ	اور آخرت میں سخت عذاب ہے
وَ مَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانٌ	اور بخشش ہے اللہ کی طرف سے اور خوشنودی
وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝۲۰	اور نہیں ہے دنیا کی زندگی مگر دھوکے کا سامان۔

اِس آیۂ مبارکہ میں دنیا کی زندگی کو محض کھیل اور تماشا قرار دیا گیا اور اُس کی حقیقت واضح کرنے کے لیے اُس کے پانچ ادوار بیان کئے گئے۔ ہر دور کا ذکر اُس دلچسپی کے ذریعہ کیا گیا جو انسان کو اپنے اندر جذب کر کے اُسے دینی ذمہ داریوں سے غافل کر دیتی ہے۔ پانچ ادوارِ زندگی یہ ہیں:

i- زندگی کے بالکل ابتدائی دور بچپن کو یہاں لعب یعنی کھیل کہا گیا۔ بلاشبہ یہ دور صرف معصومانہ کھیل سے عبارت ہوتا ہے۔

ii- لڑکپن جسے لھو یعنی تماشے سے موسوم کیا گیا۔ یہ زندگی کا وہ دور ہے جس میں انسان کھیل میں ایک لذت محسوس کرتا ہے۔

iii- جوانی جس کے لیے زینت کے الفاظ آئے۔ اِس دور میں انسان کی توجہ زیب و زینت اور بناؤ سنگھار کی طرف ہوتی ہے۔

iv- ادھیڑ عمر جسے یہاں تَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ یعنی "باہم ایک دوسرے پر برتری لے جانے کی خواہش" سے تعبیر کیا گیا۔ مال، جائیداد، کاروبار، حیثیت، قابلیت، علم، عزت، وقار، شہرت وغیرہ کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مقابلہ اور آگے نکلنے کی کوشش۔

v- بڑھاپے کا دور جس میں تَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ یعنی "مال اور اولاد کی کثرت کی ہوس" بڑھ جاتی ہے۔ جب انسان کمانے کے قابل نہیں رہتا تو اب سمیٹ سمیٹ کر رکھنے کی خواہش زیادہ ہو جاتی ہے۔

دنیا کی یہ زندگی کھیتی کی طرح ہے۔ جس طرح کھیتی پیدا ہوتی ہے، عروج حاصل کرتی ہے، پھر سوکھ کر چوراچورا ہو جاتی ہے اور خاک میں مل جاتی ہے۔ یہی معاملہ ہماری زندگی کا بھی ہے۔ البتہ کھیتی ختم ہو گئی تو اب کوئی حساب کتاب نہیں۔ ہمیں آخرت میں جا کر دنیا کی زندگی میں کیے گئے اعمال کی جوابدہی کرنی ہے۔ اُس روز فرمانبرداروں کو بخشش اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو گی اور نافرمانوں کے لیے شدید عذاب ہو گا۔ یہ وہ بدنصیب ہوں گے جو دنیا کی زندگی کے دھوکہ میں آ گئے۔ بلاشبہ دنیا کی زندگی ہے ہی دھوکے کا سامان اگر انسان اِسی کو مطلوب و مقصود بنا لے۔

آیت ۲۱

مقابلہ کا اصل میدان

سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ	اور ایک دوسرے سے آگے بڑھو اپنے ربّ کی طرف سے بخشش کی طرف
وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ	اور اُس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کی چوڑائی کی طرح ہے
اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ	وہ تیار کی گئی ہے اُن کے لیے جو ایمان لائے اللہ اور اُس کے رسولوں پر
ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ	یہ اللہ کا فضل ہے
يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ	وہ دیتا ہے اِسے جسے چاہتا ہے
وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۱﴾	اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

یہ آیتِ مبارکہ ہمیں ترغیب دے رہی ہے کہ ہم دنیا کے عارضی مال واسباب کی خاطر ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے کی بجائے، آخرت کی ابدی نعمتوں کے حصول کے لیے مقابلہ کریں۔ زیادہ سے زیادہ اچھے اعمال کر کے اللہ تعالیٰ کی بخشش اور ایسی جنت کے حصول کے لیے کوشش کریں جس کی وسعت آسمانوں اور زمین جتنی ہے۔ یہ سعادتیں ملنا اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ فضل ہمیں بھی عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۲ تا ۲۴

حوادثِ دنیا کی حقیقت

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ	نہیں آپڑتی کوئی مصیبت زمین میں
وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ	اور نہ ہی تمہاری جانوں پر
اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ	مگر وہ ایک کتاب میں ہے
مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا	اِس سے پہلے کہ ہم ظاہر کریں اِسے
اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۲۲﴾	بے شک یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔
لِكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰي مَا فَاتَكُمْ	تاکہ تم افسوس نہ کرو اُس پر جو جاتا رہے تمہارے ہاتھ سے
وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ	اور نہ ہی اتراؤ اُس پر جو اللہ عطا کرے تمہیں
وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ﴿۲۳﴾	اور اللہ پسند نہیں کرتا ہر خود پسند، بڑائی کرنے والے کو۔
اَلَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ	وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں
وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ	اور تلقین کرتے ہیں لوگوں کو بھی بخل کی
وَمَنْ يَّتَوَلَّ	اور جس نے رخ پھیر لیا
فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۴﴾	تو بے شک اللہ ہی بے نیاز، ہر تعریف کے لائق ہے۔

انسان پر کوئی تکلیف یا زمین پر کوئی آفت اللہ تعالیٰ ہی کے اذن سے آتی ہے۔ یہ اُس کی طرف سے ایک آزمائش ہوتی ہے۔ آزمائش میں کامیاب وہ ہوتا ہے جو اُس کے ہر فیصلہ پر راضی ہو۔ مصائب آئیں تو واویلا یا شور شرابہ کرنے کی بجائے صبر کرے۔ اگر کوئی نعمت ملے تو اترانے کی بجائے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔ اللہ تعالیٰ اترانے والوں اور بڑائیاں کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کی راہ میں مال و جان لگانے سے گریز کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی اِسی کا مشورہ دیتے ہیں۔ حق سامنے

آنے کے بعد بھی اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی خاطر خلوص، فرمانبرداری اور ایثار و قربانی کی روش اختیار نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ اُس کی کوئی حاجت بندوں کی اطاعت سے اٹکی ہوئی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر ناپسندیدہ طرزِ عمل سے محفوظ فرمائے اور حوادث کا زیادہ اثر لینے کے بجائے ہر حال میں اپنے دین کے تقاضے ادا کرنے کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین!

آیت ۲۵

تمام رسولوں کا مشن... قیام نظام عدل

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ	یقیناً ہم نے بھیجا اپنے رسولوں کو واضح نشانیوں کے ساتھ
وَ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْمِيْزَانَ	اور ہم نے نازل کی اُن کے ساتھ کتاب اور ترازو
لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ	تاکہ قائم ہوں لوگ عدل پر
وَ اَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ	اور ہم نے نازل کیا لوہا
فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ	اُس میں ہے سخت لڑائی (کا سامان) اور بہت سے فائدے لوگوں کے لیے
وَ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَ رُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ	اور تاکہ ظاہر کر دے اللہ کہ کون مدد کرتا ہے اُس کی اور اُس کے رسولوں کی بن دیکھے
ع ۱۹ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۲۵﴾	بے شک اللہ بڑی قوت والا، زبردست ہے۔

اِس آیۂ مبارکہ میں آگاہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو کتابیں، معجزات اور عادلانہ شریعت دی تاکہ وہ دنیا میں شریعت نافذ کر کے عدل کا نظام قائم کریں۔ البتہ یہ حقیقت ہے کہ معاشرہ کے مفاد پرست عناصر اپنی لوٹ کھسوٹ جاری رکھنا چاہیں گے اور عدل کے قیام میں ہر ممکن رکاوٹ ڈالیں گے۔ ایسے لوگوں کے علاج کے لیے اللہ تعالیٰ نے لوہا عطا فرمایا ہے جس میں عسکری

خوبیاں ہیں۔ ہر دور میں ہتھیار بنانے میں لوہے کو بنیادی اہمیت حاصل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ کون سے سر فروش بندے لوہے کی طاقت ہاتھ میں لے کر انبیاء کے مشن میں شریک ہوتے ہیں اور ظالموں کو نیست ونابود کر کے عادلانہ نظام قائم کرنے میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولوں کی مدد کرتے ہیں۔

اِس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ دنیا میں عادلانہ نظام کا قیام کبھی بھی محض وعظ ونصیحت یا کسی پُر امن طریقہ سے عمل میں نہ آئے گا۔ تصادم کا مرحلہ آکر رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس مرحلہ کے لیے تیاری کرنے اور اِس میں ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۶ تا ۲۷

رہبانیت ... دین کے تقاضوں سے فرار کی راہ

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّ اِبْرٰهِيْمَ	اور یقیناً ہم نے بھیجا نوحؑ اور ابراہیمؑ کو
وَ جَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَ الْكِتٰبَ	اور ہم نے رکھ دی اُن دونوں کی اولاد میں نبوت اور کتاب
فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ	پھر اُن میں سے کچھ ہدایت پانے والے تھے
وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۶﴾	اور بہت سے اُن میں سے نافرمان تھے۔
ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا	اور ہم نے پیچھے بھیجا اُنہی کے نقوشِ قدم پر اپنے رسولوں کو
وَ قَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ	اور پیچھے بھیجا عیسیٰؑ ابن مریمؑ کو
وَ اٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ	اور دی اُنہیں انجیل
وَ جَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّ رَحْمَةً	اور ہم نے رکھ دی اُن لوگوں کے دلوں میں جنہوں نے

	اُن کی پیروی کی نرمی اور رحمت
وَ رَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوْهَا	اور رہبانیت، اُن لوگوں نے خود ہی ایجاد کر لیا اُسے
مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ	ہم نے نہیں فرض کیا تھا اُسے اُن پر
اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ	مگر (اُنہوں نے یہ کیا) حاصل کرنے کے لیے اللہ کی رضا
فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا	پھر وہ نباہ نہ سکے اُسے جیسے اُس کے نباہنے کا حق تھا
فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ	تو ہم نے دے دیا اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اُن میں سے اُن کا اجر
وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۷﴾	اور بہت سے اُن میں سے نافرمان ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے سیدنا نوحؑ، سیدنا ابراہیمؑ اور کئی رسولوں کو دنیا میں قیام عدل کے مشن کے ساتھ بھیجا۔ پھر بنی اسرائیل میں آخری آنے والے رسول تھے سیدنا عیسیٰؑ۔ اُن کے پیروکاروں نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ترکِ دنیا کی بدعت شروع کر دی۔ آبادیوں سے دور جا کر اللہ سے لو لگانے لگے اور آبادیوں کو شیطانی قوتوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا۔ گویا ظلم و استحصال کا خاتمہ کر کے عادلانہ نظام کے قیام کے مشن سے راہِ فرار اختیار کر لی۔ بعد ازاں اِن میں سے اکثر نے رہبانیت کے پردے میں نذرانوں کی وصولی سے دنیاداری کی انتہا کر دی اور نہ صرف بدکاریاں کیں بلکہ ناجائز بچوں کو قتل کر دینے کا جرم بھی کرتے رہے۔ فطرت کے تقاضوں کو حدود میں ادا کرنے کی بجائے اُنہیں کچلنے کی کوشش کی اور بری طرح شکست کھا گئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیاداری کے فتنہ سے محفوظ فرمائے اور ترک دنیا کی بدعت سے بھی بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم دنیا میں رہیں اور باطل قوتوں کے خلاف جہاد کر کے امن و امان اور عدل و انصاف کا بول بالا کرنے کی کوشش کریں۔ آمین!

آیات ۲۸ تا ۲۹

عیسائیوں کے لیے حصولِ سعادت کا موقع

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا	تو اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو !
اِتَّقُوا اللّٰهَ	بچو اللہ کی نافرمانی سے
وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ	اور ایمان لاؤ اُس کے رسولؐ پر
يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ	اللہ دے گا تمہیں دو حصے اپنی رحمت میں سے
وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ	اور پیدا کر دے گا تمہارے لیے وہ نور تم چلتے رہو گے جس کے ساتھ
وَيَغْفِرْ لَكُمْ	اور بخش دے گا تمہیں
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۸﴾	اور اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔
لِئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ	تاکہ نہ جانیں اہل کتاب
اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ	کہ وہ اختیار نہیں رکھتے کچھ بھی اللہ کے فضل پر
وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ	اور بے شک فضل تو اللہ کے ہاتھ میں ہے
يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ع	وہ دیتا ہے اِسے جسے چاہتا ہے
وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾	اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

اِن آیات میں عیسائیوں کو دعوت دی گئی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آخری رسول ﷺ آچکے ہیں، اُن کی دعوت پر لبیک کہو، اللہ کی نافرمانی سے بچو اور اِن آخری رسول ﷺ پر ایمان لے آؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہاری بخشش فرما دے گا، تمہیں پل صراط کے تاریک مرحلہ سے گزرنے کے لیے نور عطا فرمائے گا اور دہرا اجر عطا فرمائے گا۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ اٰمَنَ بِنَبِيِّهٖ وَاَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ فَاٰمَنَ بِهٖ وَاتَّبَعَهٗ وَصَدَّقَهٗ، فَلَهٗ أَجْرَانِ (مسلم)

"اہل کتاب میں سے جو شخص اپنے نبی پر ایمان رکھتا تھا اور اُس نے پایا نبی اکرم ﷺ کا زمانہ (جو اب قیامت تک کے لیے ہے) تو وہ آپ ﷺ پر ایمان لے آیا اور آپ ﷺ کی پیروی کی اور آپ ﷺ کی تصدیق کی تو اُس کے لیے دوہرا اجر ہے"۔

آخری آیت میں اہل کتاب کو خوشخبری دی گئی کہ وہ اب بھی اللہ تعالیٰ کا فضل حاصل کر سکتے ہیں بشرطیکہ آخری نبی ﷺ پر ایمان لے آئیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل پر کسی کی اجارہ داری نہیں۔ اُس کا فضل اُس کے اپنے ہاتھ میں ہے۔ وہ اپنا فضل جسے چاہے گا عطا فرمائے گا۔ اُس کی فرمانبرداری کرو وہ تمہیں بھی اپنے فضل سے مالا مال کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فضل سے سرفراز فرمائے۔ آمین!

سورۃ مجادلہ

حزب اللہ اور حزب الشیطان کے کردار کی وضاحت

اِس سورۂ مبارکہ میں حزب اللہ اور حزب الشیطان کے کردار کو بڑی وضاحت کے ساتھ نمایاں کیا گیا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیت ۱ حزب اللہ کا کردار
- آیات ۲ تا ۴ ظہار کرنے کا کفارہ
- آیات ۵ تا ۶ ظاہری حزب الشیطان کا انجام
- آیات ۷ تا ۱۹ مخفی حزب الشیطان کا کردار اور انجام
- آیات ۲۰ تا ۲۱ ظاہری حزب الشیطان کا انجام
- آیت ۲۲ حزب اللہ کا کردار

آیت ۱

حزب اللہ کا کردار

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا	اے نبیؐ ! یقیناً سن لی اللہ نے بات اُس عورت کی جو تکرار کر رہی ہے آپؐ سے اپنے شوہر کے بارے میں
وَ تَشْتَكِیْۤ اِلَی اللّٰہِ	اور فریاد کر رہی ہے اللہ سے
وَ اللّٰہُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا	اور اللہ سن رہا ہے آپ دونوں کی باہم گفتگو

اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝	بے شک اللہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

اِس آیت میں حزب اللہ کا یہ وصف بیان کیا گیا کہ اِس میں شامل ہر فرد اختلافِ رائے کا اظہار درست فورم پر کرتا ہے یعنی وہ فورم جسے اختلافات حل کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔ کسی دوسری سطح پر اختلاف کا بیان اجتماعیت میں انتشار پیدا کرتا ہے۔ ایک خاتون حضرت خولہ بنت ثعلبہ کے شوہر سیدنا اوس بن صامتؓ نے اُن سے ظہار کر لیا۔ ظہار کا مفہوم یہ ہے کہ قسم کھا کر کہا تم میرے لیے ماں کی طرح محترم ہو۔ دورِ جاہلیت میں اظہار کرنے سے ایک شخص کی بیوی اُس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی تھی۔ حضرت خولہ نے نبی اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ میرے شوہر بوڑھے اور بچے ابھی چھوٹے ہیں۔ پورا خاندان مصیبت میں مبتلا ہو جائے گا۔ آپ اِس مسئلہ میں کوئی رعایت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابھی شریعت میں اِس مسئلے کے بارے میں ہدایت نہیں آئی۔ فی الحال اپنے شوہر سے علیحدگی اختیار کر لو۔ اُس خاتون نے آپ ﷺ کے ادب و احترام کا پورا لحاظ کرتے ہوئے آپ ﷺ سے بحث کی۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ گفتگو کے دوران اُن کی آواز اتنی دھیمی تھی کہ میں نہ سن سکی لیکن اللہ تعالیٰ نے اُن کی فریاد سن لی۔ بے شک اللہ سب سننے والا اور سب دیکھنے والا ہے۔ اُس نے اُسی وقت آپ ﷺ پر وحی نازل فرمائی اور ظہار کے حوالے سے شریعت کی ہدایات عطا فرمائیں۔

آیات ۲ تا ۴

اظہار کی حقیقت اور کفارہ

اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ	وہ لوگ جو ظہار کرتے ہیں تم میں سے اپنی بیویوں سے
مَا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ	وہ اُن کی مائیں نہیں ہیں
اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ	ان کی مائیں نہیں ہیں مگر وہی جنہوں نے جنم دیا ہے اُنہیں
وَ اِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَ زُوْرًا	اور بے شک وہ یقیناً کہتے ہیں بری بات اور جھوٹ

وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝۲	اور بے شک اللہ یقیناً بہت معاف کرنے والا، بہت بخشنے والا ہے۔
وَ الَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ	وہ لوگ جو ظہار کرتے ہیں اپنی بیویوں سے
ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا	پھر رجوع کر لیتے ہیں اُس سے جو اُنہوں نے کہا ہے
فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا	تو آزاد کرنا ہے ایک غلام اِس سے پہلے کہ وہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں
ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ	یہ ہے وہ (کفارہ) تمہیں نصیحت کی جاتی ہے جس کی
وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۳	اور اللہ اُس سے جو تم کر رہے ہو خوب باخبر ہے۔
فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ	پھر جو نہ پائے (آزاد کرنے کے لیے غلام) تو روزہ رکھنا ہے دو مہینے لگاتار
مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا	اِس سے پہلے کہ وہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں
فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ	پھر جو اِس کی طاقت نہ رکھے
فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا	تو پھر کھانا کھلانا ہے ساٹھ مسکینوں کو
ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ	یہ اِس لیے تاکہ تم ایمان رکھو اللہ اور اُس کے رسولؐ پر
وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ	یہ اللہ کی حدیں ہیں
وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۴	اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

ظہار کرنے سے کوئی عورت کسی کی ماں نہیں بن جاتی۔ ایسی بات جھوٹ ہے اور ظہار کرنے والے گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔ البتہ سچے دل سے توبہ کرلیں تو اللہ تعالیٰ معاف فرمادے گا۔ ظہار کرنے کے بعد بیوی سے رجوع کیا جاسکتا ہے۔ البتہ رجوع کرنے سے پہلے کفارہ ادا کرنا ہو گا۔ ظہار کا کفارہ یہ ہے کہ :

i-ایک غلام یا کنیز کو خرید کر آزاد کیا جائے۔

ii-جو غلام یا کنیز کو آزاد کرنے کی مالی استطاعت نہیں رکھتا وہ دو مہینے مسلسل روزے رکھے۔

iii-جو دو مہینے مسلسل روزے رکھنے کی قوت نہیں رکھتا وہ ساٹھ مساکین کو دو وقت کا کھانا کھلائے۔

آیات ۵ تا ۶

ظاہری حزب الشیطان کا انجام

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحَآدُّوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ	بے شک وہ لوگ جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اُس کے رسولؐ کی
کُبِتُوۡا	وہ ذلیل کیے جائیں گے
کَمَا کُبِتَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ	جیسے ذلیل کیے گئے تھے وہ لوگ جو اِن سے پہلے تھے
وَ قَدۡ اَنۡزَلۡنَاۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ	اور یقیناً ہم نے نازل کر دی ہیں واضح آیات
وَ لِلۡکٰفِرِیۡنَ عَذَابٌ مُّہِیۡنٌ ۵	اور کافروں کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔
یَوۡمَ یَبۡعَثُہُمُ اللّٰہُ جَمِیۡعًا	جس دن اُٹھائے گا اُنہیں اللہ سب کے سب کو
فَیُنَبِّئُہُمۡ بِمَا عَمِلُوۡا	پھر بتائے گا اُنہیں جو اُنہوں نے کیا
اَحۡصٰىہُ اللّٰہُ وَ نَسُوۡہُ	محفوظ رکھا تھا اُسے اللہ نے اور وہ بھول گئے تھے اُسے

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ ع	اور اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔

اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی کھلم کھلا مخالفت کرنے والے یا شرعی قوانین و حدود کو جان بوجھ کر پس پشت ڈالنے والے کھلم کھلا شیطان کی جماعت ہیں اور وہ دنیا میں رسوائی اور ناکامی سے دوچار ہوں گے۔ اس کے علاوہ روزِ قیامت اُن کے لیے ذلت آمیز عذاب ہے۔ وہ جرائم کر کے بھول جاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کا ایک ایک جرم محفوظ کر رکھا ہے۔ اُس نے لکھ رکھا ہے کہ کس شخص نے، کب، کہاں، کیا حرکت کی؟ اِس حرکت کے بعد اُس کا اپنا ردعمل کیا تھا؟ اِس حرکت کے کیا نتائج، کہاں کہاں کس کس شکل میں برآمد ہوئے۔ جلد ہی مجرموں کو اُن کے تمام جرائم کی بدترین سزا مل کر رہے گی۔

آیات ۷ تا ۸

مخفی حزب الشیطان کی گھٹیا حرکتیں

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ	کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے
مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ	نہیں ہوتی تین کی سرگوشی مگر وہ اُن کا چوتھا ہوتا ہے
وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ	اور نہ ہی پانچ کی مگر وہ اُن کا چھٹا ہوتا ہے
وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ	اور نہ اِس سے کم ہوتے ہیں اور نہ زیادہ
اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ	مگر وہ اُن کے ساتھ ہوتا ہے
اَيْنَ مَا كَانُوْا	جہاں کہیں وہ ہوتے ہیں
ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	پھر وہ بتائے گا اُنہیں جو اُنہوں نے کیا قیامت کے دن

اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝۷	بے شک اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔
اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى	کیا تم نے نہیں دیکھا اُن لوگوں کو جنہیں روکا گیا تھا سرگوشی سے
ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ	پھر وہ وہی کر رہے ہیں اُنہیں روکا گیا تھا جس سے
وَ یَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ مَعْصِیَتِ الرَّسُوْلِ	اور وہ باہم سرگوشی کرتے ہیں گناہ اور زیادتی اور رسولؐ کی نافرمانی کے لیے
وَ اِذَا جَآءُوْكَ	اور اے نبیؐ! جب وہ آتے ہیں آپؐ کے پاس
حَیَّوْكَ بِمَا لَمْ یُحَیِّكَ بِهِ اللّٰهُ	سلام کہتے ہی آپؐ کو اُن الفاظ سے نہیں سلام کہا آپؐ کو جن سے اللہ نے
وَ یَقُوْلُوْنَ فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ	اور کہتے ہیں اپنے جیوں میں
لَوْ لَا یُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ	کیوں نہیں سزا دیتا ہمیں اللہ اُس پر جو ہم کہتے ہیں
حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ	کافی ہے اُن کے لیے جہنم
یَصْلَوْنَهَا	وہ داخل ہوں گے اُس میں
فَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ۝۸	پس وہ بہت بری ہے لوٹنے کی جگہ۔

مخفی حزب الشیطان یعنی منافقین اپنے اختلافات کو با اختیار فورم پر بیان کرنے کے بجائے دیگر لوگوں میں بیان کرتے ہیں۔ نجویٰ یعنی خفیہ سرگوشیوں کے ذریعہ اُن کا مقصد جماعت میں بے چینی اور انتشار پیدا کرنا ہوتا ہے۔ اِن سرگوشیوں کے ذریعہ وہ دوسروں کو گناہ، زیادتی اور قیادت کے احکامات کی خلاف ورزی کا مشورہ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اِس حرکت سے منع کیا

ہے لیکن وہ باز نہیں آتے۔ کیا وہ جانتے نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کی ہر سرگوشی سے واقف ہے۔ اُن کی خباثت کا یہ عالم ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو السلام علیک (آپ پر سلامتی ہو) کہنے کے بجائے السامُ علیک (آپ پر تباہی آئے، معاذ اللہ) کہنے کی گستاخی کرتے ہیں۔ جی ہی جی میں خوش ہوتے ہیں کہ ہمیں گستاخی کی سزا نہیں ملی جو اِس بات کی دلیل ہے کہ حضرت محمد ﷺ سچے نبی نہیں ہیں۔ گویا اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی مہلت کا وہ غلط نتیجہ نکال رہے ہیں۔ ایسے بد بختوں کے لیے جہنم میں بدترین عذاب ہے۔

آیات ۹ تا ۱۰

اچھے اور برے نجویٰ کا فرق

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو !
اِذَا تَنَاجَيْتُمْ	جب تم باہم سرگوشی کرو
فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ	تو سرگوشی نہ کرو گناہ اور زیادتی اور رسولؐ کی نافرمانی کے لیے
وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى	اور سرگوشی کرو نیکی اور تقویٰ کے لیے
وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝۹	اور بچو اُس اللہ کی نافرمانی سے جس کی طرف تم جمع کیے جاؤ گے۔
اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ	بے شک سرگوشی تو شیطان ہی کی طرف سے ہے
لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	تاکہ وہ غمگیں کرے اُنہیں جو ایمان لائے
وَلَيْسَ بِضَاۗرِّهِمْ شَيْـــًٔا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ	اور وہ نہیں ہے نقصان پہنچانے والا اُنہیں کچھ بھی مگر اللہ کے حکم سے

وَ عَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰﴾	اور اللہ ہی پر پھر بھروسہ کرنا چاہیے مومنوں کو۔

اگر تنہائی میں جا کر کسی کو نیکی اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچنے کی تلقین کی جائے تو ایسا نجویٰ پسندیدہ ہے۔ اِس کے برعکس اگر تنہائی میں کسی کو گناہ، زیادتی اور قیادت کی نافرمانی پر اکسایا جائے تو ایسا نجویٰ برا اور شیطان کا سکھایا ہوا ہے۔ شیطان اِس کے ذریعہ حزب اللہ کو کمزور کرنا چاہتا ہے اور جماعت کے مخلص ساتھیوں کو دکھ دینا چاہتا ہے۔ البتہ اصل نتائج اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں اور اُس کے اذن کے بغیر کوئی کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ لہٰذا جماعت کے مخلص ساتھیوں کو جتھا بنا کر سازشیں کرنے والوں کی حرکتوں کا دلوں پر اثر نہیں لینا چاہیے اور نہ ہی ردّ عمل میں کوئی زیادتی کرنی چاہیے۔ اُنہیں ہر صورت اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنی چاہیے اور اُسی کی ذات پر مکمل بھروسہ اور توکل کرنا چاہیے۔

آیت ۱۱

حزب الشیطان کا اجتماعات میں طرزِ عمل

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
اِذَا قِیْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِی الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا	جب کہا جائے تم سے کھل جاؤ مجلسوں میں تو کھل جایا کرو
یَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ	کشادگی دے گا تمہیں اللہ
وَ اِذَا قِیْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا	اور جب کہا جائے کھڑے ہو جاؤ تو کھڑے ہو جایا کرو
یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ	بلند کر دے گا اللہ اُن کو جو ایمان لائے تم میں سے
وَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ	اور اُن کو جنہیں علم دیا گیا ہے درجوں میں
وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ﴿۱۱﴾	اور اللہ اُس سے جو تم کرتے ہو خوب باخبر ہے۔

حزب الشیطان میں شامل افراد جتھا بنا کر دینی اجتماع کے دوران ساتھ ساتھ بیٹھتے ہیں۔ اشاروں سے اور ایک دوسرے کو کہنیاں مار کر اجتماع کی کارروائی پر طنز کرتے ہیں۔ دبے الفاظ میں نازیبا کلمات ادا کر کے کارروائی کے اثرات کو زائل کرنا چاہتے ہیں۔ اجتماع ختم ہونے کے بعد بیٹھے رہتے ہیں تاکہ اگر کسی ساتھی پر اجتماع کی کارروائی کا اثر ہوا ہے تو اُسے زائل کر کے جائیں۔ اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کے مخلص ساتھیوں کو ہدایت دی کہ جب حکم دیا جائے کہ مجلس میں کھل کر بیٹھو تو ایسا کر لیا کرو، اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کشادگی پیدا کرے گا۔ جب مجلس برخاست ہو تو فوراً اٹھ جایا کرو، اللہ تعالیٰ تمہارے درجات بلند فرمادے گا۔ عمومی طور پر اِس آیت سے مجلس کے آداب کے حوالے سے بھی رہنمائی ملتی ہے۔ میر مجلس اگر ہدایت دے کہ بعد میں آنے والے ساتھیوں کے لیے گنجائش پیدا کرو تو ایسا کرنا چاہیے۔ اِسی طرح مجلس برخواست ہونے کے اعلان کے ساتھ ہی اٹھ جایا جائے اور غیر ضروری طور پر رک کر میر مجلس کے وقت کو ضائع نہ کیا جائے۔

آیات ۱۲ تا ۱۳

منافقین کی ایک شرارت کا سدِباب

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو
اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ	جب تم سرگوشی کرو رسولؐ سے
فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً	تو پیش کرو اپنی سرگوشی سے پہلے صدقہ
ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ اَطْهَرُ	یہ تمہارے لیے زیادہ اچھا اور زیادہ پاکیزہ ہے
فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾	پھر اگر تم نہ پاؤ (صدقے کے لیے کچھ) تو بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔
ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ	کیا تم ڈر گئے کہ پیش کرو اپنی سرگوشی سے پہلے کچھ صدقے

فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا	سو جب تم نے ایسا نہیں کیا
وَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ	اور نظرِ کرم کی اللہ نے تم پر
فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ	تو قائم کرو نماز اور دو زکوٰۃ
وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ	اور اطاعت کرو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی
وَ اللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳﴾ ع	اور اللہ خوب باخبر ہے اُس سے جو تم کر رہے ہو۔

منافقین علیحدگی میں یا مجلس میں آپ ﷺ کے قریب آکر سرگوشی کرتے۔ اُن کا مقصد اپنی ذات کو نمایاں کرنا، اپنی بڑائی ظاہر کرنا اور لوگوں پر یہ تاثر دینا ہوتا تھا کہ اُن کے آپ ﷺ سے قریبی روابط ہیں۔ اُن کی اِس حرکت سے آپ ﷺ کا وقت ضائع ہوتا تھا اور آپ ﷺ کو ذہنی کوفت ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی شرارت کے سدِباب کے لیے حکم دیا کہ جو شخص بھی آپ ﷺ سے تنہائی میں مشورہ یا خفیہ سرگوشی کرنا چاہے وہ پہلے اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ دے۔ یہ صدقہ دینا منافقین کے لیے بھاری ثابت ہوا اور وہ اپنی مذموم حرکت سے باز آگئے۔ اِس کے بعد اللہ تعالیٰ نے صدقہ دینے کا یہ حکم منسوخ فرما دیا۔

آیات ۱۴ تا ۱۷

حق کے دشمنوں سے دوستی... منافقانہ طرزِ عمل

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ	کیا تم نے نہیں دیکھا اُن کو جو دوستی کرتے ہیں ایسے لوگوں سے غضب نازل کیا اللہ نے جن پر
مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَ لَا مِنْهُمْ	نہیں ہیں وہ تم میں سے اور نہ ہی اُن میں سے
وَ يَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴﴾	وہ قسمیں کھاتے ہیں جھوٹ پر جبکہ وہ جانتے ہیں۔
اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا	تیار کیا ہے اللہ نے اُن کے لیے بہت سخت عذاب

اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾	بے شک وہ لوگ، برا ہے جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں۔
اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً	اُنہوں نے بنالیا ہے اپنی قسموں کو ڈھال
فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	پس اُنہوں نے روکا اللہ کی راہ سے
فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۶﴾	سو اُن کے لیے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔
لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا	ہر گز کام نہ آئیں گے اُن کے اُن کے مال اور اُن کی اولاد اللہ کے سامنے کچھ بھی
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ	یہ لوگ آگ والے ہیں
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾	وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

منافقین شامل تو مسلمانوں کی صفوں میں ہوتے ہیں لیکن حق کے مخالفین سے بھی دوستی رکھتے ہیں تاکہ اگر مسلمانوں پر کوئی آزمائش آئے تو یہ اُن سے رعایت یا مسلمانوں سے بے وفائی کا انعام حاصل کر سکیں۔ البتہ یہ منافقین، نہ اہل حق سے مخلص ہوتے ہیں اور نہ ہی دشمنانِ حق سے۔ اُن کی اوّلین ترجیح اپنے مال، جان اور اولاد کی حفاظت ہوتی ہے۔ جب اُن سے باز پرس کی جاتی ہے کہ مخالفین حق سے کیوں دوستی رکھتے ہو تو قسم کھا کر کوئی عذر پیش کر دیتے ہیں۔ گویا قسم کو ڈھال بنا کر غلط کام کی سزا سے خود کو بچاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اِن بد بختوں کے لیے سخت عذاب کی سزا طے کر دی ہے۔ روزِ قیامت اُن کے مال اور اُن کی اولاد اُنہیں عذاب سے بچا نہ سکیں گے۔ وہ جہنم کی آگ میں ذلت والے دائمی عذاب سے یقیناً دوچار ہوں گے۔

آیات ۱۸ تا ۱۹

شیطان نے منافقین کو گھیر لیا ہے

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا	جس دن اُٹھائے گا اُنہیں اللہ سب کے سب کو
فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ	تو وہ قسمیں کھائیں گے اُس کے سامنے جیسے وہ قسمیں کھاتے ہیں تمہارے سامنے
وَ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ	اور وہ گمان کریں گے کہ وہ ہیں کسی بنیاد پر
اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۸﴾	سن لو! بے شک وہی جھوٹے ہیں۔
اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ	غالب آ گیا ہے اُن پر شیطان
فَاَنْسٰىهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ	سو اُس نے بھلا دی ہے اُنہیں اللہ کی یاد
اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ	یہ ہے شیطان کی جماعت
اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾	سن لو! بے شک شیطان کی جماعت ہی وہ لوگ ہیں جو خسارے میں جانے والے ہیں۔

منافقین اِس معنی میں حزب الشیطان ہیں کہ شیطان نے پوری طرح سے اُنہیں گھیر لیا ہے۔ اُس نے اُنہیں اللہ تعالیٰ کی یاد اور اُس کی اطاعت سے غافل کر دیا ہے۔ وہ اپنی بے عملی کے لیے من گھڑت جواز پیش کرنے کے اِس قدر عادی ہو چکے ہیں کہ روزِ قیامت بھی جھوٹے بہانے پیش کرنے کی روش جاری رکھیں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دینے کی ناکام کوشش کریں گے اور آخر کار ہمیشہ ہمیش کے خسارے سے دوچار ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ شیطان کے حملوں اور حزب الشیطان کے شر سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۰ تا ۲۱

اللہ اور اُس کے رسول ہی غالب ہوں گے

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗٓ	بے شک وہ لوگ جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اُس کے رسولؐ کی
اُولٰٓئِکَ فِی الْاَذَلِّیْنَ ﴿۲۰﴾	وہی سب سے زیادہ ذلیل ہونے والوں میں سے ہیں۔
کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ	لکھ دیا ہے اللہ نے کہ ضرور غالب ہو کر رہوں گا میں اور میرے رسول
اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ ﴿۲۱﴾	بے شک اللہ بڑی قوت والا، زبردست ہے۔

اِن آیات میں ایک بار پھر ظاہری حزب الشیطان کا کردار رکھنے والوں کو وعید سنائی گئی ہے کہ وہ ذلیل ہو کر رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے طے فرمادیا ہے کہ آخر کار غلبہ اُس کا اور اُس کے رسولوں کا ہو گا۔ تاریخ شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر رسول کو اُن کے اہل ایمان ساتھیوں کے ساتھ محفوظ رکھا اور اُن کے دشمنوں کو مختلف عذابوں کے ذریعہ ہلاکت و بربادی سے دوچار کیا۔

آیت ۲۲

حزب اللہ کا کردار

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ	اے نبیؐ! آپ نہیں پائیں گے ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں اللہ اور آخرت کے دن پر
یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ	کہ وہ دوستی کریں اُن لوگوں سے جنہوں نے مخالفت کی اللہ اور اُس کے رسولؐ کی
وَ لَوْ کَانُوْٓا اٰبَآءَھُمْ	خواہ وہ ہوں اُن کے باپ
اَوْ اَبْنَآءَھُمْ	یا اُن کے بیٹے

اَوْ اِخْوَانَهُمْ	یا اُن کے بھائی
اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ	یا اُن کے رشتہ دار
اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ	یہ لوگ ہیں کہ اللہ نے نقش کر دیا ہے اُن کے دلوں میں ایمان
وَ اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ	اور تقویت بخشی ہے اُنہیں ایک روح کے ساتھ اپنی طرف سے
وَ يُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ	اور وہ داخل کرے گا اُنہیں ایسے باغات میں بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا	ہمیشہ رہنے والے ہیں اُن میں
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ	راضی ہو گیا اللہ اُن سے
وَ رَضُوْا عَنْهُ	اور وہ راضی ہو گئے اُس سے
اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ	یہ لوگ اللہ کی جماعت ہیں
اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۲۲﴾ ع	سن لو! اللہ کی جماعت ہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

سورۂ مجادلہ کی اِس آخری آیت میں حزب اللہ میں شامل سعادت مندوں کا طرزِ عمل یہ بتایا گیا کہ وہ ایسے لوگوں کے بارے میں کوئی نرم گوشہ نہیں رکھتے جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے دشمن ہیں، خواہ وہ اُن کے باپ، بیٹے، بھائی یا کوئی اور رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ حق کے دشمنوں کے بارے میں یہ سختی اِس حقیقت کا مظہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان کی حقانیت اُن کے دلوں میں ثبت کر دی ہے اور قرآن کے فیض سے اِس ایمان کو اور تقویت دی ہے۔ اُن کے لیے سدا قائم و دائم رہنے والے

جنت کے باغات ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی عنایات پر راضی ہیں۔ بلاشبہ اصل کامیابی حزب اللہ ہی کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حزب اللہ کے اوصاف اور انعامات سے سرفراز فرمائے۔ آمین !

سورۂ حشر

باطل کی ذلت اور حق کی عظمت کا بیان

اِس سورۂ مبارکہ میں یہود اور منافقین کی ذلت و رسوائی اور ذاتِ حق یعنی اللہ تعالیٰ اور اہل حق یعنی مومنین کی عظمت جلالی اسلوب میں بیان کی گئی ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۵ — غزوۂ بنو نضیر کا بیان
- آیات ۶ تا ۷ — مالِ فے کا حکم
- آیات ۸ تا ۱۰ — مومنین کی عظمت
- آیات ۱۱ تا ۱۷ — منافقین و یہود کی ذلت
- آیات ۱۸ تا ۲۰ — عظمت انسان
- آیت ۲۱ — عظمت قرآن
- آیات ۲۲ تا ۲۴ — عظمت رحمان

آیات ۱ تا ۲

غزوۂ بنو نضیر میں یہود کی عبرتناک شکست

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ	تسبیح کی اللہ کی ہر اُس شے نے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے
وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝	اور وہی زبردست، کمالِ حکمت والا ہے۔

هُوَ الَّذِیْۤ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ	وہی ہے جس نے نکالا اُن لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا اہل کتاب میں سے
مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ	اُن کے گھروں سے پہلے ہی ہلے میں
مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ یَّخْرُجُوْا	اے مسلمانو! تم نے گمان نہیں کیا تھا کہ وہ نکلیں گے
وَ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ	اور اُنہوں نے گمان کیا تھا کہ وہ ہیں جن کو بچانے والے ہیں
حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ	اُن کے قلعے اللہ سے
فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَیْثُ لَمْ یَحْتَسِبُوْا	تو آ یا اُن پر اللہ وہاں سے جہاں سے اُنہوں نے گمان تک نہ کیا تھا
وَ قَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ	اور اُس نے ڈال دیا اُن کے دلوں میں رعب
یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَهُمْ بِاَیْدِیْهِمْ وَ اَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَ	وہ اجاڑ رہے تھے اپنے گھر اپنے ہاتھوں سے اور مومنوں کے ہاتھوں سے
فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ ۝۲	تو عبرت حاصل کرو اے آنکھیں رکھنے والو۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کے بیان کے بعد اُس کے اُس جلال و رعب کا ذکر ہے جس نے بنو نضیر کے یہود کو خوفزدہ کر دیا۔ اُنہوں نے بغیر کسی جنگ کے ہتھیار ڈال دیے۔ اُن کا قصور یہ تھا کہ اُنہوں نے غزوۂ احد کے موقع پر میثاقِ مدینہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مشرکین مکہ کو تعاون کا پیغام بھیجا۔ نبی اکرم ﷺ نے عہد کی خلاف ورزی اور اُن کے بعض دیگر جرائم پر اُنہیں سزا دینے کے لیے اُن کے قلعوں کا گھراؤ کر لیا۔ بظاہر محسوس ہوتا تھا کہ وہ اپنے مضبوط قلعوں میں محصور ہو کر دیر تک مقابلہ کریں گے لیکن اُنہوں نے فوراً ہی ہتھیار ڈال دیے اور اللہ کے رسول ﷺ کو اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا اختیار دے

دیا۔ آپ ﷺ نے اُنہیں مدینہ سے نکل جانے کا حکم دیا۔ وہ اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں سے اجاڑ کر قیمتی اشیاء نکال رہے تھے۔ صحابہ کرام اجاڑنے کے اِس عمل میں اُن کا ساتھ دے رہے تھے تاکہ وہ جلد مدینہ سے نکل جائیں۔ بلاشبہ یہ صورتِ حال انتہائی عبرتناک تھی۔

آیات ۳ تا ۴

اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے دشمنی کا انجام

وَ لَوْ لَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ	اور اگر یہ نہ ہوتا کہ لکھ دیا ہوتا اللہ نے اُن پر جلاوطن ہونا
لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا	تو یقیناً وہ سزا دیتا اُنہیں دنیا میں
وَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝۳	اور اُن کے لیے آخرت میں آگ کا عذاب ہے۔
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ	یہ اِس وجہ سے ہے کہ اُنہوں نے مخالفت کی اللہ اور اُس کے رسولؐ کی
وَ مَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ	اور جو مخالفت کرے گا اللہ کی
فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۴	تو بے شک اللہ بہت سخت عذاب دینے والا ہے۔

بنو نضیر کے یہودیوں کو دنیا میں ذلت کے ساتھ جلاوطن ہونا پڑا۔ اگر اُن کے لیے جلاوطنی مقدر نہ ہوتی تو اُن کو دنیا میں وہ سزا ملتی جو بعد میں یہودی قبیلے بنو قریظہ کو وعدہ خلافی پر ملی۔ اُن کے مرد قتل کر دیے گئے اور اُن کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنالیا گیا۔ بنو نضیر دنیا میں سزا سے بچ گئے لیکن آخرت میں وہ جہنم کے شدید عذاب سے دوچار ہوں گے۔ یہ سزا ہے اُن کے اِس جرم کی کہ اُنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ سے دشمنی اور محاذ آرائی کی۔ جو بھی اِس مجرمانہ روش پر چلے گا وہ کان کھول کر سن لے کہ اللہ تعالیٰ اُسے شدید عذاب دینے والا ہے اور اُس کا وہی حشر ہو گا جو بنو نضیر کے یہودیوں کا ہوا۔

آیت ۵

قرآن کے علاوہ وحی کا نزول

مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ	جو بھی تم نے کاٹا کھجور کا درخت
اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا	یا چھوڑ دیا اُسے کھڑا اُس کی جڑوں پر
فَبِاِذْنِ اللّٰهِ	تو وہ اللہ کے حکم سے تھا
وَ لِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۵	تاکہ وہ رسوا کرے فاسقوں کو۔

نبی اکرم ﷺ پر قرآن کے علاوہ بھی وحی نازل ہوتی تھی جسے وحیٔ خفی کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بنو نضیر کے دوران وحیٔ خفی کے ذریعہ آپ ﷺ کو حکم دیا کہ بنو نضیر کے باغات کے چند درخت کاٹ دیے جائیں تاکہ اُن پر رعب طاری ہو اور ایسا کرنا اُن کی رسوائی کا سبب بنے۔ اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ درختوں کو کاٹنے کا حکم ہم نے دیا تھا۔ قرآن میں یہ حکم موجود نہیں لیکن اِس حکم کی توثیق قرآن میں نازل کر دی گئی۔ اِس سے اُس گمراہی کا ازالہ ہو گیا کہ ہدایت کے لیے صرف قرآن ہی کافی ہے۔ نہیں! قرآن کے ساتھ ساتھ وحیٔ خفی کے ذریعے ملنے والے احکامات بھی ہدایت کا ذریعہ ہیں۔ وحیٔ خفی کے ذریعے ملنے والے احکامات ارشاداتِ نبوی ﷺ کے ذریعہ ہم تک پہنچتے ہیں۔ گویا ہدایت کی تکمیل قرآن کے ساتھ ساتھ احادیثِ مبارکہ کے ذریعے ملنے والی رہنمائی سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں انکارِ حدیث کے فتنہ سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۶ تا ۷

مالِ فے کا حکم

وَ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ	اور جو بھی دلوایا اللہ نے اپنے رسولؐ کو اُن (بنو نضیر)

	سے
فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ	تو تم نے نہیں دوڑائے اُس پر گھوڑے اور نہ ہی اونٹ
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ	لیکن اللہ غالب کر دیتا ہے اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے
وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝۶	اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔
مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى	اور جو بھی دلوایا اللہ نے اپنے رسولؐ کو بستیوں والوں سے
فَلِلّٰهِ	تو وہ اللہ کے لیے ہے
وَلِلرَّسُوْلِ	اور رسولؐ کے لیے ہے
وَلِذِى الْقُرْبٰى	اور رسولؐ کے قرابت داروں کے لیے ہے
وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ	اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کے لیے ہے
كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ	تاکہ مال نہ ہو گردش کرنے والا تمہارے مال داروں ہی کے درمیان
وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ	اور جو کچھ دیں تمہیں رسول
فَخُذُوْهُ	تو لے لو اُسے
وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا	اور وہ کہ منع کریں تمہیں جس سے تو رک جاؤ (اُس سے)
وَاتَّقُوا اللّٰهَ	اور بچو اللہ کی نافرمانی سے

اِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝	بے شک اللہ سزا دینے میں بہت سخت ہے۔

یہ آیات مالِ فے کا حکم بیان کر رہی ہیں۔ اگر کسی معرکہ میں مسلمانوں کو بغیر جنگ کے دشمن پر فتح حاصل ہو جائے تو دشمن سے حاصل ہونے والے مال پر غنیمت کا نہیں بلکہ فے کا اطلاق ہو گا۔ مالِ فے مجاہدین میں تقسیم نہیں ہو گا بلکہ کل کا کل بیت المال میں جمع ہو گا۔ حکومت اِسے ریاست کے اجتماعی مفاد اور مستحقین کی فلاح و بہبود کے لیے خرچ کرے گی۔ دورِ نبوی ﷺ میں اِس مال کا ایک مصرف نبی اکرم ﷺ اور اُن کے قرابت داروں کی ضروریات پوری کرنا بھی تھا۔ مالِ فے کا حکم دینے کے بعد دو اہم ہدایات اِن آیات میں وارد ہوئیں :

i۔ مالِ فے کل کا کل مستحقین کے لیے اِس لیے مختص کیا گیا ہے تاکہ دولت کی گردش صرف امراء کے درمیان نہ ہو بلکہ اِسے محرومین تک بھی پہنچایا جائے۔ اسلام کے نظامِ معیشت کا یہ ایک اہم وصف ہے۔ اِس سے مال کی بنیاد پر طبقاتی تقسیم کا سدِّباب ہوتا ہے۔

ii۔ رسول ﷺ جو دیں اُسے لے لیا جائے اور جس شے کو روک لیں یا جس سے منع فرمائیں اُس سے بخوشی رک جایا جائے۔ اِس اصول کا اطلاق صرف مالِ فے پر نہیں بلکہ زندگی کے جملہ معاملات پر ہے۔ آپ ﷺ کا حکم بھی مسلمانوں کے لیے اِسی طرح حجت ہے جس طرح قرآن میں نازل ہونے والے اللہ تعالیٰ کے احکامات۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بھی امت کے لیے حلال و حرام ٹھہرانے کا اختیار عطا فرمایا ہے۔

آیت ۸

مہاجرین کی تحسین

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ	(مالِ فے) اُن محتاج مہاجرین کے لیے ہے جو نکال باہر کیے گئے اپنے گھروں اور مال سے

يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا	وہ طلب کرتے ہیں فضل اللہ کا اور (اُس کی) رضا
وَ يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ	اور مدد کرتے ہیں اللہ اور اُس کے رسولؐ کی
اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝۸	اور یہی لوگ سچے ہیں۔

یہ آیت آگاہ کر رہی ہے کہ نبی اکرم ﷺ مالِ فے کے ذریعے اُن مہاجرین کی امداد کریں گے جنہوں نے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے مکہ میں اپنے مال، جائیدادیں اور گھر چھوڑ کر مدینہ ہجرت کی۔ اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت کا حق ادا کر دیا اور اپنے ایثار و قربانی سے ثابت کر دیا کہ وہ دین حق کے سچے اور مخلص حامی و مددگار ہیں۔ اُن پر محتاجی دین کی نصرت کی وجہ سے آئی ہے لہٰذا اب مالِ فے کے ذریعہ اُن کی نصرت کی جائے گی۔

آیت ۹

انصارِ مدینہ کی تحسین

وَ الَّذِيْنَ تَبَوَّءُو الدَّارَ وَ الْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ	اور (مالِ فے اُن کے لیے ہے) جو لوگ آباد کر رہے تھے گھر (مدینہ میں) اور ایمان (دلوں میں) اُن (مہاجرین) سے پہلے
يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ	وہ محبت کرتے ہیں اُس سے جس نے ہجرت کی اُن کی طرف
وَ لَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا	اور وہ نہیں پاتے اپنے سینوں میں کوئی طلب اُس چیز کی جو دیا جائے مہاجرین کو
وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ	اور وہ ترجیح دیتے ہیں (اُنہیں) اپنے آپ پر

وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ	اگرچہ اُنہیں خود شدید حاجت ہی ہو
وَ مَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ	اور جو کوئی بچالیا گیا اپنے جی کی لالچ سے
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۹	تو یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

انصارِ مدینہ نے مکہ سے آنے والے مہاجرین کی بھرپور نصرت کی اور اپنے مال و املاک میں سے اُنہیں اتنا کچھ تحفتاً دیا کہ ایثار و قربانی کی اعلیٰ مثال قائم کر دی۔ پھر غزوۂ بنو نضیر میں فتح سے جو کثیر مقدار میں مال حاصل ہوا، اُس میں سے کچھ بھی لینے سے انکار کر دیا اور نبی اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ یہ مال مہاجرین ہی میں تقسیم کر دیا جائے۔ بعض انصار نے خود تنگدست ہونے کے باوجود مہاجرین کی امداد کو ترجیح دینا پسند کیا۔ گویا انصار نے ثابت کیا کہ وہ نفس کی ترغیبات پر قابو پاکر اللہ تعالیٰ کی رضا کی پیروی کو مطلوب و مقصود بنا چکے ہیں۔ بلاشبہ ایسے ہی لوگ حقیقت میں کامیاب ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی نفس کی تمام کمزوریوں پر قابو پانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۰

مومنوں سے محبت کرنے والوں کی تحسین

وَ الَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ	اور (مالِ فے اُن کے لیے ہے) جو لوگ آئے اُن کے بعد
يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا	کہتے ہیں اے ہمارے ربّ! بخش دے ہمیں
وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ	اور ہمارے اُن بھائیوں کو جنہوں نے پہل کی ہم سے ایمان لانے میں
وَ لَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اور نہ رہنے دے ہمارے دلوں میں کوئی کینہ اُن کے لیے جو ایمان لائے

ع

رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰﴾	اے ہمارے ربّ! بے شک تو بہت نرمی کرنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِس آیت میں اُن مسلمانوں کی تحسین کی گئی جو انصار و مہاجرین کے بعد حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے۔ وہ تمام مومنوں سے محبت کرتے ہیں خواہ وہ حیات ہوں یا وفات پا چکے ہوں۔ وہ اپنے لیے، سلف صالحین کے لیے اور دیگر تمام اہل ایمان کے لیے بخشش کی دعائیں کرتے ہیں۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہیں اِس سے کہ کہیں شیطان اُن کے دلوں میں اہل ایمان کے حوالے سے کوئی سوئے ظن، رنجش یا کدورت نہ پیدا کر دے۔ اِس آیت کی رو سے صحابہ کرام سے محبت ایمان کا تقاضا اور ہر مسلمان پر لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تمام اہل ایمان، سلف صالحین اور خاص طور پر صحابہ کرام سے محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اِس آیت کو دلیل بنا کر سیدنا عمرؓ نے یہ قانون جاری فرمایا کہ مفتوحہ علاقوں میں صرف وہ مال غنیمت کے طور پر فاتحین میں تقسیم ہو گا جو وہ میدانِ جنگ میں دشمنوں سے حاصل کریں گے۔ مفتوحہ علاقوں کی اراضی مالِ فے کے طور پر بیت المال کی ملکیت ہو گی تاکہ اُس کی آمدنی سے تمام مسلمان فائدہ اُٹھائیں۔ مفتی محمد شفیع تفسیرِ قرطبی کا حوالہ دیتے ہوئے اِس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

" اِس آیت کے مفہوم میں صحابہ کرام مہاجرین و انصار کے بعد پیدا ہونے والے قیامت تک کے مسلمان شامل ہیں اور اِس آیت نے اُن سب کو مالِ فے میں حقدار قرار دیا ہے، یہی سبب تھا کہ سیدنا فاروق اعظمؓ نے دنیا کے بڑے ممالک عراق، شام، مصر وغیرہ فتح کیے، تو اُن کی زمینوں کو غانمین میں تقسیم نہیں فرمایا بلکہ اُن کو اگلی آنے والی نسلوں کے لئے وقف عام رکھا کہ اُن کی آمدنی اسلامی بیت المال میں آتی رہے اور اُس سے قیامت تک آنے والے مسلمان فائدہ اٹھا سکیں"۔

آیات ۱۱ تا ۱۳

منافقین کی ذلت و رسوائی

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا	کیا تم نے نہیں دیکھا اُن لوگوں کو جنہوں نے منافقت کی

يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ	کہتے ہیں اپنے بھائیوں سے جنہوں نے کفر کیا اہل کتاب میں سے
لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ	اگر تمہیں نکالا گیا ہم ضرور نکلیں گے تمہارے ساتھ
وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا	اور ہم نہیں مانیں گے تمہارے بارے میں کسی کی بات کبھی بھی
وَاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ	اور اگر تم سے جنگ کی گئی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے
وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۱﴾	اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔
لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ	یقیناً اگر وہ نکالے گئے تو یہ نہیں نکلیں گے اُن کے ساتھ
وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ	اور یقیناً اگر اُن کے ساتھ جنگ کی گئی تو یہ مدد نہیں کریں گے اُن کی
وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ	اور یقیناً اگر انہوں نے مدد کی اُن کی تو ضرور پھیر دیں گے پیٹھیں
ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲﴾	پھر اُن کی مدد نہیں کی جائے گی۔
لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ	اے مسلمانو! یقیناً تم زیادہ سخت ہو خوف کے اعتبار سے اُن کے سینوں میں اللہ سے
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۱۳﴾	یہ اِس لیے کہ بے شک وہ ایسے لوگ ہیں جو نہیں

	سمجھتے۔

غزوۂ بنو نضیر سے قبل منافقین نے بنو نضیر کے یہود کو پیغام بھیجا کہ ہماری ہمدردیاں تمہارے ساتھ ہیں۔ تمہارے بارے میں ہم حضرت محمد ﷺ کا کوئی حکم نہ مانیں گے۔ تمہارے ساتھ جنگ کی گئی تو ہم تمہارا ساتھ دیں گے۔ اگر تمہیں مدینہ سے نکالا گیا تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکل جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تسلی دی کہ منافقین جھوٹے اور بزدل ہیں۔ جنگ کی صورت میں یہود کا ساتھ نہ دیں گے۔ وہ مال و دولت کے بجاری ہیں لہٰذا اپنے گھر بار چھوڑ کر کہیں نہیں جائیں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے بجائے تم سے زیادہ ڈرتے ہیں۔ تمہارے جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت نے اُنہیں مرعوب کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں منافقت اور منافقانہ کمزوریوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۴ تا ۱۵

یہودیوں کی ذلت و رسوائی

لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا	اے مسلمانو! یہودی نہیں جنگ کریں گے تم سے مل کر
اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ	سوائے قلعہ بند بستیوں میں
اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ	یا دیواروں کے پیچھے سے
بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ	اُن کی لڑائی آپس میں بہت سخت ہے
تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّ قُلُوْبُهُمْ شَتّٰى	اے نبیؐ! آپ سمجھتے ہیں اُنہیں اکٹھا حالانکہ اُن کے دل جدا جدا ہیں
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۴﴾	یہ اِس لیے کہ بے شک وہ ایسے لوگ ہیں جو غور نہیں کرتے۔

كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا	اُن لوگوں کی طرح جو اِن سے پہلے قریب ہی تھے
ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ	اُنہوں نے چکھ لی سزا اپنے کام کی
وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۱۵	اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ یہودی بھی منافقین کی طرح انتہائی بزدل قوم ہیں۔ وہ سامنے آکر کھلے میدان میں مقابلہ کی ہمت نہیں کرسکتے۔ اُن کے قبائل کے درمیان بڑی نفرتیں ہیں اور وہ ایک دوسرے کی مدد کرنے کے لیے ہرگز تیار نہیں ہوتے۔ غزوۂ بدر کے بعد بنو قینقاع کو مدینہ سے جلاوطن کیا گیا لیکن بنو نضیر یا بنو قریظہ اُن کی مدد کو نہ آئے۔ اب ایسی ہی جلاوطنی بنو نضیر کی ہو رہی ہے لیکن بنو قریظہ اُن کا ساتھ دینے کے لیے نہیں آئیں گے۔ جلاوطنی تو بڑی کم اور محض وقتی سزا ہے۔ اِن بدنصیبوں کو اصل اور دائمی سزا جہنم میں دردناک عذاب کی صورت میں دی جائے گی۔

آیات ۱۶ تا ۱۷

مخالفین حق پر دو عذاب آئیں گے

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ	شیطان کی مثال کی طرح
اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ	جب اُس نے کہا انسان سے کفر کر
فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ	جب اُس نے کفر کر لیا کہنے لگا بے شک میں بری الذمہ ہوں تجھ سے
اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۶	بے شک میں ڈرتا ہوں اللہ سے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔
فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِي النَّارِ	تو ہوا اُن دونوں کا انجام یہ کہ وہ دونوں آگ میں ہوں

ع ۲/۵

	گے
خَالِدَيْنِ فِيْهَا	وہ دونوں ہمیشہ رہنے والے ہیں اُس میں
وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۷﴾	اور یہی ظالموں کا بدلہ ہے۔

منافقین، یہود کے ساتھ وہی کچھ کر رہے ہیں جو شیطان انسان کے ساتھ کرتا ہے۔ شیطان انسان کو اُکساتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے۔ جب انسان یہ جرم کر بیٹھتا ہے تو شیطان اُس کے جرم سے اعلانِ براءت کرتا ہے۔ روزِ قیامت جرم کرنے والے اور جرم پر اکسانے والے دونوں کا بدترین انجام ہو گا۔ منافقین یہود کو مسلمانوں کے خلاف محاذ آرائی کے لیے اُکسا رہے ہیں لیکن اُن کا ساتھ نہ دیں گے۔ آخرت میں دونوں ہی شدید عذاب کا سامنا کریں گے۔

آیات ۱۹ تا ۲۰

اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت کی سزا

وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ	اور نہ ہو جاؤ اُن کی طرح جو بھول گئے اللہ کو
فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ	تو اللہ نے غافل کر دیا اُنہیں اپنے آپ سے
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۹﴾	یہی لوگ نافرمان ہیں۔
لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ	برابر نہیں ہیں آگ والے اور جنت والے
اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾	جنت والے ہی منزلِ مراد کو پہنچنے والے ہیں۔

انسان کی عظمت دراصل اُس روحِ ربّانی کی وجہ سے ہے جو انسان کے جسمانی وجود میں ڈال دی گئی ہے۔ یہ روح انسان کو حیوانات سے جدا کرتی ہے۔ اُس روح کی غذا اور تسکین اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ جو بدنصیب اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہوتے ہیں وہ اپنی روح کو مجروح کر کے خاکی وجود میں دفن کر دیتے ہیں۔ اب وہ اپنی عظمت سے غافل ہو کر انسان نہیں رہتے، حیوان بن جاتے ہیں

۔ گویا اپنی اصل عظمت کھو کر انتہائی پستی میں چلے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس محرومی سے محفوظ فرمائے۔ آمین! اقبال نے کیا خوب کہا ہے

اِس پیکرِ خاکی میں اک شے ہے سو وہ تیری
میرے لیے مشکل ہے اُس شے کی نگہبانی

اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت انسان کو دنیا میں فاسق بنا دیتی ہے اور آخرت میں جہنم والوں میں شامل کر دیتی ہے۔ جہنم والے بدترین مخلوق ہیں۔ اِس کے برعکس جنت والے بہترین لوگ اور فوز و فلاح کی بلند منزلوں کو پانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِن ہی خوش نصیبوں میں شامل فرمائے۔ آمین!

آیت ۲۱

عظمت و تاثیرِ کلامِ ربّانی

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ	اگر ہم نازل کرتے اِس قرآن کو کسی پہاڑ پر
لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ	تو یقیناً تم دیکھتے اُسے جھک جانے والا۔ پھٹ کر پاش پاش ہونے والا اللہ کے خوف سے
وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ	یہ مثالیں ہیں، ہم بیان کرتے ہیں اِنہیں لوگوں کے لیے
لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾	تاکہ وہ غور و فکر کریں۔

اِس آیت میں قرآنِ مجید کی عظمت بڑی اونچی شان کے ساتھ بیان ہوئی۔ ارشاد ہوا کہ اگر قرآنِ مجید کو کسی پہاڑ پر نازل کیا جاتا تو وہ پہاڑ نزولِ قرآن کا بار نہ اٹھا سکتا بلکہ جھک جاتا اور پھر اللہ تعالیٰ کے رعب اور دبدبہ سے پھٹ کر ذرات کی صورت میں بکھر جاتا۔ سورۂ اعراف آیت ۱۴۳ میں یہی تاثیر اللہ سبحانہ تعالیٰ کی تجلی کی بیان کی گئی ہے کہ:

فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا۔ "پھر جب تجلی ڈالی اُن (موسیٰ) کے ربّ نے پہاڑ پر تو کر دیا اُسے ریزہ ریزہ"۔

گویا کلام ربّانی کی وہی تاثیر ہے جو تجلیٔ ذاتِ ربّانی کی ہے۔ یہ ہے وہ پُر جلال مثال جو انسان پر کلامِ ربّانی کی عظمت کا ایک نقش قائم کر رہی ہے۔ اِس آیت کی تفسیر میں مولانا شبیر احمد عثمانی نے اپنے والدِ محترم کے حسب ذیل تین اشعار تحریر فرمائے ہیں

سنتے سنتے نغمہ ہائے محفل بدعات کو
کان بہرے ہو گئے، دل بد مزہ ہونے کو ہے
آؤ سنوائیں تمہیں وہ نغمۂ مشروع بھی
پارہ جس کے لحن سے طورِ ہدیٰ ہونے کو ہے
حیف گر تاثیر اِس کی تیرے دل پر کچھ نہ ہو
کوہ جس سے خاشعاً متصدعاً ہونے کو ہے

اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو بھی اپنے کلام کی عظمت اور تاثیر سے معمور فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۲ تا ۲۴

عظمت و جلالِ ذاتِ باری تعالیٰ

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ	وہ اللہ ایسی ہستی ہے کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے
عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ	وہ جاننے والا ہے ہر چھپی اور ظاہر چیز کا
هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ﴿۲۲﴾	وہ بہت ہی مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ	وہ اللہ ایسی ہستی ہے کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے
اَلْمَلِكُ	وہ بادشاہ ہے
اَلْقُدُّوْسُ	نہایت پاک ہے
اَلسَّلٰمُ	سلامتی دینے والا ہے
اَلْمُؤْمِنُ	امن دینے والا ہے
اَلْمُهَيْمِنُ	حفاظت فرمانے والا ہے
اَلْعَزِيْزُ	زبردست ہے
اَلْجَبَّارُ	بہت زور آور ہے
اَلْمُتَكَبِّرُ	بے حد بڑائی والا ہے
سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾	پاک ہے اللہ اُس سے جو وہ شریک بناتے ہیں۔
هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ	وہ اللہ ہی پیدا کرنے والا ہے
اَلْبَارِئُ	ظاہر کرنے والا ہے
اَلْمُصَوِّرُ	صورت گری کرنے والا ہے
لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى	اُسی کے لیے ہیں سارے خوبصورت نام
يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	تسبیح کرتی ہے اُس کی ہر وہ شے جو آسمانوں اور زمین میں ہے

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۴﴾ ع	اور وہی زبردست، کمالِ حکمت والا ہے۔

اِن آیات میں اللہ سبحانہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کی پندرہ شانیں بیان کی گئی ہیں۔(۱) وہ ظاہر و پوشیدہ کا جاننے والا ہے، (۲) اُس کی رحمت میں جوش ہے، (۳) اُس کی رحمت مسلسل ہے، (۴) وہی بادشاہِ حقیقی ہے، (۵) انتہائی پاکیزہ ہستی ہے، (۶) دوسروں کو سلامتی دینے والا ہے، (۷) سکون بخشنے والا ہے، (۸) حفاظت کرنے والا ہے (۹) زبردست ہے، (۱۰) سرکشی کو قوت سے کچلنے والا ہے، (۱۱) ہر بڑائی کا حق دار ہے، (۱۲) ہر شے کا بنانے والا ہے، (۱۳) اشیاء کو ظاہر کرتا ہے، (۱۴) ہر شے کے وجود کو حسن عطا کرنے والا ہے اور (۱۵) حکمت و دانائی کا سر چشمہ ہے۔ کائنات کی ہر شے اپنے قول اور حال سے اللہ سبحانہ تعالیٰ کی تسبیح کر رہی ہے۔ اے اللہ! ہمارے دلوں کو اپنی معرفت کے نور سے منور فرمادے۔ آمین!

ع ۳/۴

سورۂ ممتحنہ

حق کے دشمنوں سے سخت رویہ اختیار کرنے کی تلقین

اِس سورۂ مبارکہ میں اہل ایمان کو تلقین کی گئی کہ وہ حق کے دشمنوں کے لیے کوئی نرم گوشہ نہ رکھیں بلکہ اُن کے ساتھ شدید سختی کا رویہ رکھیں۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱تا ۳ مشرکین مکہ کے ساتھ سخت رویہ اختیار کرنے کا حکم
- آیات ۴تا ۶ سیدنا ابراہیمؑ اور اُن کے ساتھیوں کی باطل دشمنی
- آیات ۷تا ۹ کافروں سے تعلق کے بارے میں احکامات
- آیات ۱۰تا ۱۱ مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان نکاح کی ممانعت
- آیت ۱۲ خواتین کی بیعت
- آیت ۱۳ اہل باطل سے دوستی نہ کرنے کا حکم

آیت ۱

اہل باطل سے ہمدردی حق کی راہ سے دور کر دے گی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے لوگو جو ایمان لائے ہو!
لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ	نہ بناؤ میرے دشمن کو اور اپنے دشمن کو دوست
تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ	تم بھیجتے ہو اُن کی طرف دوستی کا پیغام

وَ قَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ	جبکہ وہ تو کفر کر چکے ہیں اُس کا جو آیا ہے تمہارے پاس حق
يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَ اِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ	وہ نکالتے ہیں رسولؐ کو اور تمہیں بھی کہ تم ایمان لائے ہو اللہ پر جو تمہارا ربّ ہے
اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ	اگر تم نکلتے ہو جہاد کے لیے میری راہ میں
وَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ	اور طلب کرنے کے لیے میری رضا
تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ	تم چھپا کر بھیجتے ہو اُن کی طرف دوستی کا پیغام
وَ اَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَ مَآ اَعْلَنْتُمْ	حالانکہ میں زیادہ جاننے والا ہوں اُسے جو تم نے چھپایا اور جو تم نے ظاہر کیا
وَ مَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ	اور جس نے کیا ایسا تم میں سے
فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝۱	تو یقیناً اُس نے کھو دیا سیدھا راستہ۔

یہ آیت ایک خاص واقعہ کے پس منظر میں نازل ہوئی۔ سن ٦ ھ میں نبی اکرم ﷺ نے مشرکین مکہ سے صلح حدیبیہ کی تھی۔ سن ۸ھ میں مشرکین نے صلح کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اُسے توڑ دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے مشرکین کے اِس جرم کا بدلہ لینے کے لیے اُن پر حملہ کا منصوبہ بنایا۔ آپ ﷺ چاہتے تھے کہ یہ منصوبہ خفیہ رہے۔ مسلمان اچانک مکہ پہنچ جائیں، اہل مکہ کو مقابلہ کی تیاری کا موقع نہ ملے اور بغیر خونریزی کے مکہ فتح ہو جائے۔ ایک بدری صحابی سیدنا حاطب بن ابی بلتعہؓ کے اہل خانہ مکہ میں تھے۔ آپ نے چاہا کہ اہل مکہ پر ایک احسان کر دیں تا کہ وہ اُن کے اہل خانہ کو کوئی نقصان نہ پہنچائیں۔ اُنہوں نے مکہ جانے والی ایک عورت کو سردارانِ قریش کے نام ایک خط دیا۔ اِس خط میں مکہ کی طرف مسلمانوں کے لشکر کی آمد کی اطلاع دی گئی تھی۔ آپ ﷺ کو وحی کے ذریعے سیدنا حاطبؓ کے اِس فعل کی اطلاع ہو گئی اور آپ ﷺ نے اُس عورت سے خط واپس

لے لیا۔ اِس آیت میں سیدنا حاطبؓ کو متوجہ کیا گیا کہ حق کے دشمنوں سے نرمی اور محبت انسان کو حق کی راہ سے دور کر دے گی۔ آئندہ ہر گز ایسا طرزِ عمل اختیار نہ کیا جائے۔

آیات ۲ تا ۳

کافر مسلمانوں سے نفرت کرتے ہیں

اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً	اگر وہ قابو پالیں تم پر تو ہوں گے تمہارے دشمن
وَّ يَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ	اور بڑھائیں گے تمہاری طرف اپنے ہاتھ اور اپنی زبانیں برائی کے ساتھ
وَ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ۲	اور وہ چاہیں گے کاش! تم کفر کرو۔
لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَ لَآ اَوْلَادُكُمْ	ہر گز فائدہ نہ دیں گی تمہیں تمہاری رشتہ داریاں اور تمہاری اولادیں
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ	قیامت کے دن اللہ فیصلہ فرمائے گا تمہارے درمیان
وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۳	اور اللہ اُسے جو تم کر رہے ہو خوب دیکھنے والا ہے۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے آگاہ کیا کہ کافر مسلمانوں کے بدترین دشمن ہیں۔ اُنہیں جب بھی موقع ملتا ہے اپنے ہاتھوں اور زبان سے مسلمانوں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ اُن کی انتہائی کوشش ہوتی ہے کہ مسلمانوں کو دوبارہ کافر بنا دیں۔ ایسے کافر خواہ خونی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں، اُن سے ہر گز کوئی ہمدردی یا محبت نہ رکھی جائے۔ روزِ قیامت یہ رشتہ داریاں ہر گز کام نہ آئیں گی۔ اس روز فیصلہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہو گا۔ خیر اِسی میں ہے کہ اُس کی ہدایات کے مطابق طرزِ عمل اختیار کیا جائے۔ رشتہ داروں کی محبت میں کوئی ایسا کام نہ کیا جائے جو اسلام یا مسلمانوں کے مجموعی مفاد کے لیے نقصان دہ ہو۔

آیات ۴ تا ۶

اہل باطل سے بغض وعداوت ... شیوۂ ابراہیمی

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ	یقیناً تمہارے لیے ہے بہترین نمونہ ابراہیم میں
وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ	اور اُن لوگوں میں جو اُن کے ساتھ تھے
اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ	جب اُنہوں نے کہا اپنی قوم سے
اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	بے شک ہم بیزار ہیں تم سے اور اُن سے جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا
كَفَرْنَا بِكُمْ	ہم انکار کرتے ہیں تمہارا
وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ	ظاہر ہو چکی ہے ہمارے درمیان اور تمہارے درمیان دشمنی اور بغض ہمیشہ کے لیے
حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ	یہاں تک کہ تم ایمان لاؤ اللہ پر اُس کی توحید کے ساتھ
اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ	مگر یہ کہنا ابراہیم کا اپنے والد سے
لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ	میں ضرور بخشش مانگوں گا آپ کے لیے
وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ	اور میں اختیار نہیں رکھتا آپ کے لیے اللہ کے سامنے کچھ بھی
رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا	اے ہمارے ربّ! تجھ ہی پر ہم نے بھروسہ کیا

وَ اِلَيْكَ اَنَبْنَا	اور تیری ہی طرف ہم نے رُخ کیا
وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝۴	اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے
رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا	اے ہمارے ربّ! نہ بنا ہمیں آزمائش اُن کے لیے جنہوں نے کفر کیا
وَ اغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا	اور بخش دے ہمیں اے ہمارے ربّ!
اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۵	بے شک تو ہی زبردست ہے، کمال حکمت والا۔
لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ	یقیناً تمہارے لیے ہے اُن میں بہترین نمونہ
لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ	اُس کے لیے جو طلب گار ہو اللہ کا
وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ	اور آخرت کے دن کا
ع وَ مَنْ يَّتَوَلَّ	اور جس نے رخ پھیر لیا
فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝۶ ع	تو بے شک اللہ ہی بے نیاز، ہر تعریف کے لائق ہے۔

سیدنا ابراہیمؑ اور اُن کے ساتھ اہل ایمان نے حق کے ساتھ وفاداری کی اعلیٰ ترین مثال قائم کرتے ہوئے اپنے رشتہ داروں اور قوم سے صاف صاف کہا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان ایک مستقل بغض و عداوت پیدا ہو چکا ہے۔ ہم تم سے اُس وقت تک کے لیے اعلانِ بیزاری کرتے ہیں جب تک تم اللہ پر خالص توحید کے ساتھ ایمان نہیں لاتے۔ مومنوں کی اِس روش کو اللہ تعالیٰ نے رہتی دنیا تک مسلمانوں کے لیے لائقِ اتباع اسوہ قرار دیا۔ اہل باطل سے اعلانِ براءت کے ساتھ ساتھ اِس پسندیدہ روش کا دوسرا پہلو سب سے کٹ کر اللہ کے ساتھ جڑنا تھا۔ مومنوں نے اللہ تعالیٰ سے گناہوں پر بخشش مانگی اور دعا کی کہ اُنہیں کافروں کے لیے ذریعۂ آزمائش نہ بنایا جائے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والوں اور آخرت کے طلب گاروں کے لیے یہ روش

بہترین نمونہ ہے۔ آخر میں آگاہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کو ایسے ایمان لانے والوں کی کوئی حاجت نہیں ہے جو اُس کے دین کو ماننے کا دعویٰ بھی کریں اور پھر اُس کے دشمنوں سے دوستی بھی رکھیں

آیت ۷

اہل مکہ کے حوالے سے بشارت

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ	امید ہے اللہ سے کہ وہ پیدا کر دے تمہارے درمیان
وَبَيْنَ الَّذِيْنَ	اور اُن کے درمیان
عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ	تم دشمنی رکھتے ہو جن سے
مَّوَدَّةً	محبت
وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ	اور اللہ قدرت رکھنے والا ہے
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝	اور اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اَپنے ماں باپ، بھائی بہنوں اور قریب ترین عزیزوں سے تعلق توڑ لینا آسان کام نہیں ہے۔ مہاجرین اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے بڑے صبر کے ساتھ ایسا کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ جانتا تھا ایسا کرتے ہوئے اُن کے دلوں پر کیا کچھ بیت رہی ہے۔ اِس آیت میں اللہ تعالی نے اُنہیں بشارت دی کہ وہ وقت دور نہیں ہے جب تمہارے کافر رشتہ دار مسلمان ہو جائیں گے۔ آج کی دشمنی کل محبت میں بدل جائے گی۔ جب یہ بات فرمائی گئی تھی اُس وقت سمجھنا مشکل تھا کہ یہ نتیجہ کیسے رونما ہو گا؟ مگر اِن آیات کے نزول پر چند ہی ہفتے گزرے تھے کہ قرآنِ حکیم کی یہ بشارت سچ ثابت ہو گئی۔ مکہ فتح ہو گیا اور قریش کے لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے لگے۔ مسلمانوں نے دیکھ لیا کہ جس چیز کی اُنہیں امید دلائی گئی تھی وہ کیسے پوری ہوئی۔

آیت ۸

بے ضرر کافروں کے ساتھ رویّہ

لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ	نہیں منع کرتا تمہیں اللہ اُن لوگوں سے جنہوں نے جنگ نہیں کی تم سے دین کے معاملہ میں
وَ لَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ	اور نہیں نکالا تمہیں تمہارے گھروں سے
اَنْ تَبَرُّوْهُمْ	کہ تم نیک سلوک کرو اُن کے ساتھ
وَ تُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ	اور عدل کرو اُن کے ساتھ
اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝۸	بے شک اللہ پسند فرماتا ہے عدل کرنے والوں کو۔

ایسے کافر جو اسلام یا مسلمانوں کے خلاف کسی سازش یا مہم میں شریک نہ ہوں اور نہ ہی اسلام کے غلبے کی راہ میں رکاوٹ ڈالیں، اُن سے حسن سلوک اور برابری کی بنیاد پر تعلقات برقرار رکھے جاسکتے ہیں۔ محض کفر لڑائی کا سبب نہیں بن سکتا۔ البتہ دلی دوستی صرف اور صرف مسلمانوں سے رکھی جاسکتی ہے یعنی اُن سے جو تمام انبیاء اور بالخصوص آخری نبی جناب سیدنا محمد ﷺ پر صدقِ دل سے ایمان رکھتے ہوں، بقول اقبال

یہ زائرانِ حریمِ مغرب ہزار رہبر بنیں ہمارے
ہمیں بھلا اِن سے واسطہ کیا جو تجھ سے ناآشنا رہے ہیں

آیت ۹

کن کافروں سے دوستی منع ہے؟

اِنَّمَا یَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ	بے شک منع کرتا ہے تمہیں اللہ اُنہی لوگوں سے جنہوں نے جنگ کی تم سے دین کے معاملہ میں
وَ اَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِیَارِكُمْ	اور نکالا تمہیں تمہارے گھروں سے
وَ ظٰهَرُوْا عَلٰۤى اِخْرَاجِكُمْ	اور ایک دوسرے کی مدد کی تمہارے نکالنے میں
اَنْ تَوَلَّوْهُمْ	کہ تم دوستی کرو اُن سے
وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ	اور جو دوستی کرے گا اُن سے
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۹	تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ایسے کافروں سے ہر گز دوستی نہ کی جائے جو اسلام یا مسلمانوں کے خلاف سازشوں اور مہمات میں شریک ہوتے ہیں یا غلبۂ اسلام کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ اگر کوئی مسلمان ایسے حق کے دشمن ظالموں سے دوستی کرے گا تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی عدالت میں ظالم کے طور پر پیش کیا جائے گا۔

آیات ۱۰ تا ۱۱

مشرکین کے ساتھ نکاح کی ممانعت

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ	جب آئیں تمہارے پاس ہجرت کرنے والی مومن

	عورتیں
فَامْتَحِنُوْهُنَّ	تو جانچ کر لیا کرو اِن کی
اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ	اللہ زیادہ جاننے والا ہے اِن کے ایمان کو
فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ	پھر اگر تم جان لو کہ یہ مومن ہیں
فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ	تو نہ واپس کرو اِنہیں کفار کی طرف
لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ	نہیں ہیں یہ حلال اُن کے لیے
وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ	اور نہ وہ حلال ہیں اِن کے لیے
وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا	اور دے دو اُنہیں جو اُنہوں نے خرچ کیا ہے (مہر)
وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ	اور کوئی گناہ نہیں ہے تم پر کہ تم نکاح کر لو اُن سے
اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ	جب دے دو اُنہیں اُن کے مہر
وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ	اور نہ قائم رکھو کافر عورتوں کے نکاح کے بندھن
وَسْـَٔلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ	اور مانگ لو (کافروں سے) جو تم نے خرچ کیا ہے (مہر)
وَلْيَسْـَٔلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا	اور کافر مانگ لیں جو اُنہوں نے خرچ کیا ہے (مہر)
ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ	یہ اللہ کا فیصلہ ہے
يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ	وہ فیصلہ کرتا ہے تمہارے درمیان
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ⑩	اور اللہ سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔

وَ اِنْ فَاتَكُمْ شَیْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ	اور اگر چلی جائے کوئی تمہاری بیویوں میں کافروں کی طرف
فَعَاقَبْتُمْ	پھر تم بدلہ حاصل کرو
فَاٰتُوا الَّذِیْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ	تو دے دو اُنہیں چلی گئی ہیں جن کی بیویاں
مِّثْلَ مَاۤ اَنْفَقُوْا	اتنا ہی جتنا اُنہوں نے خرچ کیا ہے (مہر)
وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ⑪	اور بچو اُس اللہ کی نافرمانی سے تم جس پر ایمان رکھنے والے ہو۔

مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان نکاح کا معاملہ جائز نہیں۔ اِن آیات میں حکم دیا گیا کہ اگر کسی مشرک شخص کی بیوی مسلمان ہو کر مکہ سے مدینہ آجائے تو اُسے مکہ نہیں لوٹایا جائے گا۔ مسلمان ہونے کے بعد اُس کا مشرک شوہر سے نکاح ٹوٹ گیا۔ البتہ مشرک شوہر کو اُس کا ادا کردہ مہر واپس کرنا ہو گا۔ اِسی طرح اگر کسی مسلمان کی بیوی مشرکہ ہے تو وہ اُسے آزاد کر دے اور اُس عورت کے رشتہ داروں سے ادا کردہ مہر طلب کرے۔ اگر وہ واپس نہ کریں تو ایسی نو مسلم خاتون کے مہر سے اتنی ہی رقم منہا کر کے متاثرہ فریق کو دی جائے، جس کے مشرک شوہر کو اُس خاتون کا مہر واپس کرنا ہے۔ اگر یہ رقم ناکافی ہو اور مسلمان بھائی کو اُس کا ادا کردہ پورا مہر نہ ملے تو مالِ غنیمت سے کمی کو پورا کر دیا جائے گا۔ البتہ کسی کا حق مار کر زیادتی نہ کی جائے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کو زیادتی کرنے والے ناپسند ہیں۔

آیت ۱۲

خواتین کی بیعت

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ	اے نبیؐ! جب آئیں آپ کے پاس مومن عورتیں

يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا	بیعت کریں آپؐ سے اِس پر کہ وہ شریک نہیں کریں گی اللہ کے ساتھ کسی چیز کو
وَّلَا يَسْرِقْنَ	اور چوری نہیں کریں گی
وَلَا يَزْنِيْنَ	اور زنا نہیں کریں گی
وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ	اور قتل نہیں کریں گی اپنی اولادوں کو
وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ	اور نہیں لائیں گی کوئی بہتان
يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ	وہ گھڑ رہی ہوں جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان
وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ	اور نافرمانی نہیں کریں گی آپؐ کی کسی بھلی بات میں
فَبَايِعْهُنَّ	تو بیعت لے لیجئے اُن سے
وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ	اور بخشش مانگیے اُن کے لیے اللہ سے
اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾	بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے مردوں اور خواتین دونوں سے بیعت لی تاکہ امت کے لیے جماعت سازی کے حوالے سے ایک مسنون اساس فراہم کی جاسکے۔ خواتین سے بیعت لیتے ہوئے آپ ﷺ اُن سے عہد لیتے تھے کہ وہ شرک، چوری اور زنا نہیں کریں گی۔ اپنی اولادوں کو قتل نہیں کریں گی۔ کسی پر بدکاری کی تہمت نہ لگائیں گی۔ کسی بھی معروف معاملہ میں آپ ﷺ کی نافرمانی نہ کریں گی۔ آپ ﷺ خواتین سے بیعت لینے کے بعد اُن کے حق میں دعائے استغفار کرتے تاکہ اگر بیعت کے حوالے سے کوئی کوتاہی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اُس سے درگزر فرمادے۔ تیسیر القرآن میں عبد الرحمان کیلانی صاحب اِس آیت کی وضاحت میں تحریر فرماتے ہیں:

"بیعت کا سلسلہ چونکہ نبی ﷺ کی ذات تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ امت کا امیر اور دوسرے بزرگ حضرات بھی بیعت لے سکتے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالی نے اطاعت کے ساتھ معروف کی شرط بھی لگادی۔ حالانکہ آپ ﷺ سے یہ ناممکن تھا کہ آپ کسی غیر معروف یا معصیت کے کام پر بیعت لیں۔ اس سلسلہ میں آپ نے ایک واضح قانون اِن الفاظ میں ارشاد فرمایا کہ لَاطَاعَةَ فِی مَعْصِیَةٍ اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِی الْمَعْرُوفِ (متفق علیہ) یعنی اللہ تعالی کی نافرمانی کا کام ہو تو کسی کی بھی اطاعت ضروری نہیں۔ اطاعت صرف بھلائی کے کاموں میں ہوتی ہے"۔

عورتوں سے بیعت لینے کے مختلف طریقے روایات میں نقل ہوئے ہیں۔ اِس حوالے سے مفتی محمد شفیع اِس آیت کی تفسیر کے ذیل میں یہ نکتہ بیان فرماتے ہیں کہ:

" صحیح بخاری میں حضرت عائشہ صدیقہ نے اِس بیعتِ نسا کے متعلق فرمایا کہ عورتوں کی یہ بیعت صرف گفتگو اور کلام کے ذریعہ ہوئی، مردوں کی بیعت میں جو ہاتھ پر ہاتھ رکھنے کا دستور ہے، عورتوں کی بیعت میں ایسا نہیں کیا گیا اور رسول اللہ ﷺ کے دستِ مبارک نے کبھی کسی غیر محرم کے ہاتھ کو نہیں چھوا۔ (مظہری)"۔

مولانا مودودی اِس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"اِس آیت میں پانچ منفی احکام دینے کے بعد مثبت حکم صرف ایک ہی دیا گیا ہے اور وہ یہ کہ تمام نیک کاموں میں نبی ﷺ کے احکام کی اطاعت کی جائے گی۔ جہاں تک برائیوں کا تعلق ہے، وہ بڑی بڑی برائیاں گنادی گئیں جن میں زمانۂ جاہلیت کی عورتیں مبتلا تھیں اور اُن سے باز رہنے کا عہد لے لیا گیا، مگر جہاں تک بھلائیوں کا تعلق ہے اُن کی کوئی فہرست دے کر عہد نہیں لیا گیا کہ تم فلاں فلاں اعمال کرو گی بلکہ صرف یہ عہد لیا گیا کہ جس نیک کام کا حضور ﷺ حکم دیں گے اُس کی پیروی تمہیں کرنی ہو گی۔ اب یہ ظاہر ہے کہ اگر وہ نیک اعمال صرف وہی ہوں جن کا حکم اللہ تعالی نے قرآن مجید میں دیا ہے تو عہد اِن الفاظ میں لیا جانا چاہیے تھا کہ "تم اللہ کی نافرمانی نہ کرو گی" یا یہ کہ "تم قرآن کے احکام کی نافرمانی نہ کرو گی"۔ لیکن جب عہد اِن الفاظ میں لیا گیا کہ "جس نیک کام کا حکم بھی رسول اللہ ﷺ دیں گے تم اُس کی خلاف ورزی نہ کرو گی" تو اِس سے خود بخود یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ

معاشرے کی اصلاح کے لیے حضور ﷺ کو وسیع ترین اختیارات دیے گئے ہیں اور آپ ﷺ کے تمام احکام واجب الاطاعت ہیں خواہ وہ قرآن میں موجود ہوں یا نہ ہوں"۔

آیت ۱۳

اُن سے دوستی نہ کرو جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتے ہیں

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو !
لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ	دوستی نہ کرو ایسے لوگوں سے غضب نازل کیا اللہ نے جن پر
قَدْ یَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ	یقیناً وہ مایوس ہو چکے ہیں آخرت سے
ع ۲ ۸ كَمَا یَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ﴿۱۳﴾ ع	جیسے مایوس ہو چکے ہیں وہ کافر جو قبروں میں ہیں۔

سورۂ ممتحنہ کی اِس آخری آیت میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ ہر گز ایسے مجرموں سے دوستی نہ کریں جو اپنے جرائم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتے ہیں۔ وہ بدنصیب جان چکے ہیں کہ آخرت میں اُن کے لیے کوئی خیر نہیں۔ اِن میں سے جو بدنصیب مر کر قبروں میں جا چکے ہیں وہ تو اور زیادہ مایوسی کا شکار ہیں کیونکہ اب اُن کے لیے جرائم کی تلافی اور سعادت حاصل کرنے کا کوئی امکان ہی نہیں۔

سورۂ صف

جہاد و قتال فی سبیل اللہ کا بیان

اِس سورۂ مبارکہ میں اللہ کے دین کے غلبہ کو نبی اکرم ﷺ کا مقصدِ بعثت قرار دیا گیا ہے اور اِسی مقصد کے لیے جہاد اور قتال کی دعوت بڑے زور دار اسلوب میں دی گئی ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۴ غلبۂ دین کی جدو جہد کے لیے للکار
- آیات ۵ تا ۸ غلبۂ دین کی جدو جہد ... تاریخ سے عبرت
- آیت ۹ غلبۂ دین کی جدو جہد ... نبی اکرم ﷺ کا مقصدِ بعثت
- آیات ۱۰ تا ۱۳ غلبۂ دین کی جدو جہد کے لیے ترغیب
- آیت ۱۴ غلبۂ دین کی جدو جہد کرنے والوں کا اعزاز

آیات ۱ تا ۴

کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ	تسبیح کی اللہ کی ہر اُس شے نے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے
وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ①	اور وہی زبردست، کمالِ حکمت والا ہے۔
یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو !

لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝۲	کیوں کہتے ہو جو تم نہیں کرتے۔
كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ	بڑی ہے یہ بات بیزار کرنے میں اللہ کے نزدیک
اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝۳	کہ تم وہ کہو جو کرتے نہیں ہو۔
اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ	بے شک اللہ محبت کرتا ہے اُن سے جو جنگ کرتے ہیں اُس کی راہ میں
صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝۴	صف باندھے ہوئے گویا وہ ہوں سیسہ پلائی ہوئی دیوار۔

اِن آیات میں اہل ایمان کو جھنجھوڑا گیا کہ تم کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں؟ یہ روش منافقانہ اور اللہ تعالیٰ کو بیزار کرنے والی ہے۔ تمہارا یہ دعویٰ تمہیں کافروں سے جدا کرتا ہے کہ محمد رسولُ اللہ (حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں)۔ حضرت محمد ﷺ تو دنیا میں اللہ تعالیٰ کے دین کو غالب کرنے کی جدوجہد کر رہے ہیں اور اِس کے لیے شدید ذہنی اور جسمانی تکالیف برداشت کر رہے ہیں۔ دوسری طرف تم اُن کے ساتھی ہونے کا دعویٰ کرتے ہو لیکن محض تسبیح و تحمید ہی کو اعلیٰ نیکی سمجھ رہے ہو۔ تسبیح و تحمید تو کائنات کا ہر ذرہ کر رہا ہے، بقول اقبال

یا وسعت افلاک میں تکبیرِ مسلسل
یا خاک کی آغوش میں تسبیح و مناجات
وہ مذہب مردانِ خود آگاہ و خدا مست
یہ مذہب ملّا و جمادات و نباتات

مسلمانوں سے تو اللہ تعالیٰ کو یہ مطلوب ہے کہ وہ اُس کے دین کے غلبہ کے لیے سب کچھ لگا دیں۔ منظم ہو کر، پامردی کے ساتھ ڈٹ کر اور اللہ کی رضا کی خاطر جان دینے کے جذبہ کے ساتھ دین کے دشمنوں کے ساتھ دیوانہ وار ٹکرا جائیں، بقول اقبال

مقامِ بندگی دیگر مقامِ عاشقی دیگر

زِ نوری سجدہ می خواہی، زِ خاکی بیش ازاں خواہی

چناخود رانگہ داری کہ بایں بے نیازی ھا

شہادت بر وجودِ خود زِ خونِ دوستاں خواہی

"عاشقی کا تقاضا، بندگی کے تقاضے سے مختلف ہے۔ فرشتوں سے اللہ کو صرف بندگی اور سجدہ کرانا مطلوب ہے۔ انسان سے اللہ کچھ اور ہی چاہتا ہے۔ حالانکہ اللہ بہت ہی بے نیاز ہے لیکن چاہتا ہے کہ اُس کے عاشق اُس کی توحید کی گواہی اپنا خون دے کر پیش کریں"۔

آیات ۵ تا ۸

غلبۂ دین کی جدوجہد... تاریخ سے عبرت

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ	اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے
یٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِیْ	اے میری قوم! کیوں اذیت دیتے ہو مجھے
وَ قَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ	حالانکہ یقیناً تم جانتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں تمہاری طرف
فَلَمَّا زَاغُوْۤا	پھر جب وہ ٹیڑھے ہوئے
اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ	ٹیڑھے کر دیے اللہ نے اُن کے دل
وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۝۵	اور اللہ ہدایت نہیں دیتا فاسق قوم کو۔
وَ اِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ	اور جب کہا عیسیٰ ابن مریمؑ نے
یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ	اے بنی اسرائیل! بے شک میں اللہ کا رسول ہوں

	تمہاری طرف
اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ	تصدیق کرنے والا ہوں اُس کی جو میرے سامنے ہے تورات میں سے
وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ	اور بشارت دینے والا ہوں ایک رسولؐ کی
يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي	وہ آئیں گے میرے بعد
اِسْمُهٗۤ اَحْمَدُ	اُن کا نام ہو گا احمدؐ
فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ	پھر جب وہ آئے اُن کے پاس آئے واضح نشانیوں کے ساتھ
قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۶	اُن لوگوں نے کہا یہ کھلا جادو ہے۔
وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ	اور کون زیادہ ظالم ہے اُس سے جو منسوب کرے اللہ کے ساتھ جھوٹ
وَهُوَ يُدْعٰۤى اِلَى الْاِسْلَامِ	جبکہ اُسے بلایا جارہا ہو اسلام کی طرف
وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۷	اور اللہ ہدایت نہیں دیتا ظالم لوگوں کو۔
يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ	وہ چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ کے نور کو اپنے مونہوں کے ساتھ
وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ	اور اللہ پورا کرنے والا ہے اپنے نور کو
وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝۸	اور اگرچہ ناپسند کریں کافر۔

غلبۂ دین کی جدوجہد کی ذمہ داری مسلمانوں سے قبل بنی اسرائیل پر عائد کی گئی تھی۔ اُنہوں نے اِس جدوجہد سے اعراض کیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اُنہیں نشانِ عبرت بنادیا۔ جب سیدنا موسیٰؑ نے اُن سے اللہ کی راہ میں جنگ کے لیے نکلنے کا مطالبہ کیا تو اُنہوں نے یہ کہہ کر سیدنا موسیٰؑ کو اذیت پہنچائی کہ آپ اور آپ کا ربّ جا کر جنگ کریں ہم تو ساتھ نہیں دیں گے۔ پھر جب سیدنا عیسیٰؑ نے اُنہیں حق قبول کرنے اور اُس کا ساتھ دینے کا حکم دیا تو اُن کے پیش کردہ معجزات کو جادو قرار دے کر اُن کی تکذیب کی۔ اب جب نبی اکرم ﷺ اُنہیں اسلام کی طرف دعوت دے رہے تھے تو کہنے لگے۔۔ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلٰی بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ... اللہ نے آج تک کسی انسان پر کوئی کتاب نازل نہیں کی (الانعام آیت ۹۱)۔ دعوت اسلام کو نہ صرف جھوٹ بول کر جھٹلاتے رہے ہیں بلکہ سازشوں کے ذریعہ غلبۂ دین کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے ناپاک عزائم خاک میں ملا دے گا، بقول مولانا ظفر علی خان

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

آیت ۹

غلبۂ دین حق... نبی اکرم ﷺ کا مقصدِ بعثت

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ	وہی ہے اللہ جس نے بھیجا اپنے رسولؐ کو
بِالْهُدٰی	کامل ہدایت کے ساتھ
وَدِیْنِ الْحَقِّ	اور برحق دین کے ساتھ
لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ	تاکہ وہ غالب کر دیں اُسے تمام دینوں پر
وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝۹ ع	اور اگرچہ ناپسند کریں مشرک۔

نبی اکرم ﷺ تمام جہانوں کے لیے رحمت بن کر آئے۔ آپ ﷺ کی رحمت کا ایک مظہر یہ تھا کہ آپ ﷺ ظالم بادشاہوں اور نام نہاد سنگدل مذہبی رہنماؤں کے جبر واستحصال سے انسانوں کو آزاد کرنے کا مشن لے کر دنیا میں آئے۔ آپ ﷺ نے محض ۲۱ برس کے عرصہ میں جزیرہ نما عرب میں اِس مشن کی تکمیل کی اور پھر غزوۂ تبوک کے ذریعہ بیرونِ ملک عرب اِس کی توسیع کا آغاز کر دیا۔ اِس اعلیٰ مشن کی تکمیل کے لیے ایک مضبوط جماعت کی ضرورت تھی۔ اِس جماعت کو فراہم کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اِس سورۂ مبارکہ میں ترغیب، جھنجھوڑنے اور تاریخ سے عبرت حاصل کرنے کے اسالیب میں اہل ایمان کو غلبۂ دین کے مبارک مشن کے لیے نبی اکرم ﷺ کا ساتھ دینے کی دعوت دی۔ یہ مشن آج بھی زندہ ہے اور اِسے پورے عالم میں شرمندۂ تعبیر کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس کے لیے مال وجان کی قربانیاں دینے کی توفیق عطا فرمائے، بقول اقبال

وقت فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے
نورِ توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

آیات ۱۰ تا ۱۲

جہنم کے دردناک عذاب سے بچنے کا راستہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو !
هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ	کیا میں رہنمائی کروں تمہاری ایسی تجارت کی طرف
تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۱۰	جو بچالے تمہیں دردناک عذاب سے؟
تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ	ایمان لاؤ اللہ اور اُس کے رسول پر
وَ تُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ	اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں کے

	ساتھ
ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ⑪	یہ بہتر ہے تمہارے لیے اگر تم جانتے ہو۔
يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ	اللہ بخش دے گا تمہارے لیے تمہارے گناہ
وَ يُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ	اور داخل کرے گا تمہیں اُن باغات میں بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں
وَ مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ	اور پاکیزہ گھروں میں بسنے والے باغات میں
ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ⑫	اور یہی شاندار کامیابی ہے۔

ہر انسان کا سب سے بڑا مسئلہ ہے آخرت میں جہنم کے دردناک عذاب سے بچنا۔ اِن آیات میں رہنمائی دی گئی کہ آخرت میں دردناک عذاب سے بچنے کے لیے دو تقاضے پورے کرنا ہوں گے :

i۔ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ پر دل کی گہرائیوں سے ایمان لانا۔

ii۔ اللہ کے دین کے غلبہ کے لیے مال اور جان سے جہاد کرنا۔

جہاد کی پہلی منزل ہے اپنے وجود پر اللہ کے دین کے غلبہ کے لیے نفس کے خلاف جہاد کرنا۔ پھر خارج میں دین کے غلبہ کے لیے دعوت کے ذریعہ ایک مضبوط افرادی قوت فراہم کرنے کے لیے تبلیغ کا جہاد کرنا۔ جب یہ مضبوط افرادی قوت ایک حزب اللہ کی صورت میں تیار ہو جائے تو اِسے نظامِ باطل سے ٹکرانا اور اُسے شکست دے کر دین حق غالب کرنا۔

اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو لوگ مذکورہ بالا دو تقاضے پورے کریں گے، اُن کی تمام خطائیں معاف کر دی جائیں گی اور اُنہیں روزِ قیامت جنت کے رہنے والے باغات میں پاکیزہ محل عطا کیے جائیں گے۔ بلاشبہ اصل کامیابی جنت کا حصول ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ نعمت عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۳

غلبۂ دین کی بشارت

وَ اُخْرٰی تُحِبُّوْنَهَا	اور ایک اور نعمت ہے تم پسند کرتے ہو جسے
نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَتْحٌ قَرِیْبٌ	مدد اللہ کی طرف سے اور جلد آنے والی فتح
وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۳﴾	اے نبیؐ! بشارت دیجئے مومنوں کو

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا کہ وہ خلوص سے غلبۂ دین کی جدوجہد کرنے والوں کی کاوشوں کو دنیا میں بھی بار آور بنائے گا اور غلبۂ دین کی منزل حاصل ہو گی۔ دورِ نبوی ﷺ میں یہ بشارت سن ۸ھ میں پوری ہوئی اور دین حق غالب ہو گیا۔ ان شاء اللہ قیامت سے پہلے پہلے یہ بشارت پورے کرہ ارضی پر پوری ہو گی۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

عَنِ الْمِقْدَادِ اَنَّهٗ، سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ لَایَبْقٰی عَلٰی ظَهْرِالْاَرْضِ بَیْتُ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ کَلِمَةَ الْاِسْلَا مِ بِعِزِّ عَزِیْزٍاَوْ ذُلِّ ذَلِیْلٍ اِمَّا یُعِزُّهُمُ اللّٰهُ فَیَجْعَلَهُمْ مِنْ اَهْلِهَا اَوْ یُذِلُّهُمْ فَیَدِیْنُوْنَ لَهَا قُلْتُ فَیَکُوْنَ الدِّیْنُ کُلُّهٗ، لِلّٰهِ (مسندِ احمد)

'سیدنا مقدادؓ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ روئے زمین پر نہ کوئی اینٹ گارے کا بنا ہوا گھر رہ جائے گا اور نہ اونٹ کے بالوں کا بنا ہوا خیمہ جس میں اللہ کلمۂ اسلام کو داخل نہ کر دے خواہ کسی سعادت مند کو عزت دے کر اور خواہ کسی بدبخت کی مغلوبیت کے ذریعے۔ یعنی اللہ تعالیٰ جن کو عزت عطا فرمائے گا انہیں کلمۂ اسلام کا قائل بنا دے گا اور جن کو ذلیل فرمائے گا انہیں اِس کے تابع فرما دے گا۔ سیدنا مقدادؓ فرماتے ہیں کہ اِس پر میں نے (دل میں) کہا پھر تو یقیناً دین کل کا کل اللہ ہی کے لیے ہو جائے گا"۔

آسماں ہو گا سحر کے نور سے آئینہ پوش
اور ظلمت رات کی سیماب پا ہو جائے گی
پھر دلوں کو یاد آ جائے گا پیغامِ سجود

پھر جبیں خاکِ حرم سے آشنا ہو جائے گی
آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں
محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی
شب گریزاں ہو گی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہو گا نغمۂ توحید سے

آیت ۱۴

غلبۂ دین کے لیے جدوجہد کرنے والوں کا اعزاز

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو !
كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ	بن جاؤ اللہ کے مددگار
كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ	جس طرح کہا تھا عیسیٰ ابن مریم نے حواریوں سے
مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ	کون ہے میرا مددگار اللہ کے لیے؟
قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ	کہا حواریوں نے ہم ہیں اللہ کے مددگار
فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ	تو ایمان لے آیا ایک گروہ بنی اسرائیل میں سے
وَ كَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ	اور کفر کیا ایک گروہ نے
فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ	پھر ہم نے مدد کی اُن کی جو ایمان لائے تھے اُن کے دشمن کے خلاف
فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ﴿۱۴﴾ ع ۲ ۵ ۱۰	تو وہ ہو گئے غالب۔

جو سعادت مند اللہ کے دین کے لیے جدوجہد کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ اُنہیں اپنا مددگار قرار دیتا ہے۔ بلاشبہ یہ بہت بڑا اعزاز ہے۔ جن جواں مردوں نے سیدنا عیسیٰؑ کی پکار پر لبیک کہا، اللہ تعالیٰ نے اُن کا ذکر بڑے تحسین آمیز اسلوب میں قیامت تک کے لیے قرآن میں محفوظ فرمادیا۔ اُس نے اُنہیں سیدنا عیسیٰؑ کے دشمنوں یعنی یہودیوں کے مقابلہ میں اپنی نصرتِ خاص سے نوازا۔ یہ سعادت ہمیں بھی حاصل ہوسکتی ہے۔ اِس کے لیے ہمیں اللہ کے دین کے غلبہ کے لیے ندا لگانے والے کسی داعی کی پکار پر لبیک کہنا ہوگا اور پھر بھرپور فعالیت کے ساتھ اُس داعی کا ساتھ دینا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے لیے ایسا کرنا آسان فرمادے۔ آمین!

سورۂ جمعہ

حکمت و احکاماتِ جمعہ

اِس سورۂ مبارکہ کے پہلے رکوع میں اجتماعِ جمعہ کی یہ حکمت بیان کی گئی کہ لوگوں کو قرآنِ حکیم کے ذریعہ آخرت کی تیاری کے لیے اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی یاددہانی کرائی جائے۔ دوسرے رکوع میں اجتماعِ جمعہ سے متعلق احکامات بیان کیے گئے ہیں۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۴ غلبۂ دین کی جدوجہد کے لیے افرادی قوت کی تیاری بذریعۂ قرآن
- آیات ۵ تا ۸ بنی اسرائیل کا تورات کے حقوق ادا کرنے سے گریز
- آیات ۹ تا ۱۱ احکاماتِ جمعہ

آیات ۱ تا ۴

غلبۂ دین کی جدوجہد کے لیے افرادی قوت کی تیاری بذریعۂ قرآن

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ	تسبیح کرتی ہے اللہ کی ہر وہ شے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے
اَلْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِیْزِ الْحَكِیْمِ ①	جو بادشاہ، بہت پاک، زبردست، کمالِ حکمت والا ہے۔
هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ	وہی ہے جس نے بھیجے ان پڑھ لوگوں میں ایک ایسے رسولؐ اُنہی میں سے
یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ	جو تلاوت کرتے ہیں اُن پر اللہ کی آیات

وَ يُزَكِّيْهِمْ	اور تزکیہ کرتے ہیں اُن کا
وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ	اور سکھاتے ہیں اُنہیں احکامات اور حکمت
وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۲	اور بے شک وہ لوگ تھے اِس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں۔
وَّ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ	اور کچھ اور لوگ ہیں اُنہی میں سے (جن کی طرف آپؐ کو بھیجا)
لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ	جو ابھی تک نہیں ملے اُن سے
وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۳	اور وہی زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔
ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ	یہ اللہ کا فضل ہے
يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ	وہ دیتا ہے اِسے جسے چاہتا ہے
وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝۴	اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کی چار شانیں اور اُنہی کی مطابقت سے نبی اکرم ﷺ کے چار وظائف بیان کیے گئے۔ اللہ بادشاہِ حقیقی ہے اور نبی اکرم ﷺ اُس کے فرامین آیات کی صورت میں لوگوں کو سناتے ہیں۔ اللہ پاکیزہ ہستی اور آپ ﷺ قرآن کے ذریعے لوگوں کا تزکیہ کر رہے ہیں۔ اللہ زبردست ہے اور آپ ﷺ اُس کے احکامات لوگوں تک پہنچا رہے ہیں۔ اللہ حکمت والا ہے اور آپ ﷺ لوگوں کو اللہ کے عطا کردہ دین کی حکمت سکھاتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے مذکورہ بالا چاروں وظائف قرآن کے ذریعے ادا کیے۔ تلاوتِ آیات سے لوگوں کو متوجہ کیا، جو متوجہ ہوئے اُن کے دلوں میں قرآن اتار کر اُن کا تزکیہ کیا۔ اب جب اُن میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور فکرِ آخرت پیدا ہوئی تو اُنہیں اللہ کے احکامات سکھائے۔ بعد ازاں احکامات کی حکمت سکھا کر اُنہیں دین کے لیے ہر قربانی دینے کی خاطر ثابت قدم کر دیا۔ اِس طریقہ کار سے وہ حزب اللہ تیار ہوئی جس نے آپ ﷺ کا

ساتھ دے کر محض ۲۱ برس کے عرصہ میں دین حق کو غالب کر دیا۔ آج بھی ہمیں غلبۂ دین حق کے لیے اِسی طریقۂ کار کو اختیار کرنا ہو گا۔ اجتماعِ جمعہ اِسی سلسلہ کا ایک تربیتی اجتماع ہے جس میں قرآن سنا کر لوگوں کی ذہنی و فکری تربیت کی کوشش کی جاتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے بنفس نفیس اُمّیین یعنی عربوں میں غلبۂ دین کی جدوجہد کی۔ البتہ آپ ﷺ تمام آخرین یعنی غیر عربوں کی طرف بھی رسول ہیں۔ اب امت کو اِن دونوں طبقات میں دین کی تبلیغ اور غلبہ کے لیے جدوجہد کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۵

یہودیوں کا توریت کے حقوق ادا کرنے سے گریز

مَثَلُ الَّذِیۡنَ حُمِّلُوا التَّوۡرٰىۃَ	مثال اُن لوگوں کی جن پر بوجھ ڈالا گیا تورات (کی ذمہ داری) کا
ثُمَّ لَمۡ یَحۡمِلُوۡهَا	پھر اُنہوں نے نہیں اٹھایا اُسے
كَمَثَلِ الۡحِمَارِ یَحۡمِلُ اَسۡفَارًا	گدھے کی مثال کی طرح ہے جو اُٹھائے ہوئے ہے کتابوں کا بوجھ
بِئۡسَ مَثَلُ الۡقَوۡمِ الَّذِیۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ	بری ہے مثال اُن لوگوں کی جنہوں نے جھٹلایا اللہ کی آیات کو
وَاللّٰهُ لَا یَهۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ ۝۵	اور اللہ ہدایت نہیں دیتا ظالم لوگوں کو۔

اللہ تعالیٰ نے یہود کو تورات عطا فرمائی اور اُن پر لازم کیا کہ وہ اُس کی تعلیمات پر عمل، اُس کے احکامات کے نفاذ اور تبلیغ کی ذمہ داریاں ادا کریں گے۔ یہود نے دنیاداری کو ترجیح دی اور تورات کے حوالے سے ذمہ داریوں کو پس پشت ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُن کی مثال اُس گدھے کی سی ہے جس پر کتابوں کا بوجھ لدا ہوا ہو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے حقوق ادا نہ کرنے والے

ظالم ہیں اور اُن کی مثال گدھے سے بھی بدتر ہے۔ بدقسمتی سے آج یہی جرم ہم مسلمانوں کا قرآنِ حکیم کے حوالے سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی کتاب پر صدقِ دل سے ایمان لانے، اُس کی روزانہ تلاوت کرنے، اُسے سمجھنے، اُس کے احکامات کو ہر سطح پر نافذ کرنے اور اُسے دوسروں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۶ تا ۸

بگڑی ہوئی امت کی خوش کن خواہشات

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا	اے نبیؐ! فرمایئے اے وہ لوگو جو یہودی ہوئے!
اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ	تو تمنا کرو موت کی
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۶	اگر تم سچے ہو
وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ	اور وہ تمنا نہ کریں گے اِس کی کبھی بھی اُن (بداعمالیوں) کی وجہ سے جو آگے بھیجی ہیں اُن کے ہاتھوں نے
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝۷	اور اللہ خوب جاننے والا ہے ظالموں کو۔
قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ	فرمایئے بے شک وہ موت تم بھاگتے ہو جس سے
فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ	سو بے شک وہ ملنے والی ہے تم سے
ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ	پھر تم لوٹائے جاؤ گے چھپی اور ظاہری باتیں جاننے والے کی طرف
فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۸ ع ۱۱	پھر وہ تمہیں بتادے گا جو کچھ تم کرتے رہے ہو۔

جو امت اللہ تعالیٰ کی کتاب کے حوالے سے اپنی ذمہ داریاں ادا نہ کرے، وہ آخرت میں اپنے اِس جرم کی سزا سے بچنے کے لیے خوش کن خواہشات کا سہارا لیتی ہے۔ یہودی دعویدار تھے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے لاڈلے اور محبوب ہیں۔ وہ ہمیں ہر گز عذاب نہیں دے گا۔ اِن آیات میں اُنہیں گریبان میں جھانکنے کی دعوت دی گئی۔ کہا گیا کہ اگر تم اللہ کے اتنے ہی چہیتے ہو تو دنیا میں طویل زندگی کے خواہش مند کیوں ہو؟ موت کی آرزو کرو تاکہ جلد اپنے محبوبِ حقیقی سے جا ملو۔ آگاہ کیا گیا کہ یہودی موت کی آرزو کبھی نہیں کریں گے۔ وہ اندر سے جانتے ہیں کہ اُنہیں موت کے وقت اور بعد میں اپنے جرائم کی سزا کا سامنا کرنا ہو گا۔ وہ یہ جان لیں کہ موت سے کتنا ہی دور رہنا چاہیں، وہ اپنے وقت پر آ کر رہے گی۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہوں گے جو اُن کے ظاہری و پوشیدہ اعمال سے واقف ہے۔ پھر لازماً اُنہیں اپنے اعمال کی جوابدہی کرنا ہو گی اور اپنے کیے کا خمیازہ بھگتنا ہو گا۔ آج امت مسلمہ کے ذہن میں بھی کافروں کے مقابلہ میں برتر ہونے کا ایک احساس ہے۔ کاش ہم دنیا میں اپنی ذلت و رسوائی پر غور کر کے اِس حقیقت کو جان لیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے ناراض ہے۔ آج ہم بھی یہود کی طرح وہن کی بیماری کا شکار ہیں۔ ہمیں دنیا کی زندگی عزیز اور موت کا خوف ہے۔ دوسری قومیں ہمیں برباد کرنے پر تلی ہوئی ہیں۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

يُوْشِكُ الْاُمَمُ اَنْ تُدَاعِيَ عَلَيْكُم كَمَا تُدَاعِيَ الْاَكَلَةُ اِلَى قَصْعَتِهَا، فَقَالَ قَائِل: وَمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ قَالَ: بَلْ اَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيْرٌ، وَلٰكِنَّكُمْ غُثَائٌ كَغُثَائِ السَّيْلِ، وَلَيَنْزِعَنَّ اللّٰهُ مِنْ صُدُوْرِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ، وَلَيَقْذِفَنَّ اللّٰهُ فِي قُلُوْبِكُمُ الْوَهْنَ، فَقَالَ قَائِل: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْوَهْنُ قَالَ: حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ

"اندیشہ ہے کہ دیگر اقوام تمہارے خلاف (اقدام کے لیے) ایک دوسرے کو ایسے دعوت دیں گی جیسے ایک کھلانے والی اپنے دستر خوان کی طرف بلاتی ہے"۔ پوچھا ایک پوچھنے والے نے "کیا اُس روز ہم تعداد میں کم ہوں گے؟"۔ آپ ﷺ نے فرمایا "بلکہ تم اُس روز بڑی تعداد میں ہو گے لیکن تم اُس جھاگ کی مانند ہو گے جیسا جھاگ سیلاب کے پانی پر آ جاتا ہے۔ اللہ تمہارے دشمنوں کے دل سے تمہارا رعب نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں وہن پیدا کر دے گا"۔ پوچھا ایک پوچھنے والے نے "اے اللہ کے رسول ﷺ وہن کیا ہے؟"۔ آپ ﷺ نے فرمایا "دنیا سے محبت اور موت سے نفرت"۔ (ابو داؤد)

اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا کے مقابلہ میں آخرت کو ترجیح دینے اور اِس کی تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۹ تا ۱۰

جمعہ کی پہلی اذان کے بعد کاروبار کرنے کی ممانعت

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو !
اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ	جب اذان دی جائے نماز کے لیے جمعہ کے دن
فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ	تو تیزی سے جاؤ اللہ کے ذکر کی طرف
وَ ذَرُوا الْبَیْعَ	اور چھوڑ دو تجارت کو
ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۹	یہ بہتر ہے تمہارے لیے اگر تم جانتے ہو۔
فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوةُ	اور جب پوری کر لی جائے نماز
فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ	تو پھیل جاؤ زمین میں
وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ	اور تلاش کرو اللہ کے فضل میں سے
وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا	اور ذکر کرو اللہ کا کثرت سے
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۱۰	تاکہ تم فلاح پاؤ۔

اِن آیات میں حکم دیا گیا کہ جمعہ کے دن جب اجتماعِ جمعہ کے لیے اذان دی جائے تو ہر قسم کا کاروبار روک دو اور تیزی کے ساتھ ذکر سننے کے لیے جامع مسجد کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ ذکر سے مراد وہ تعلیماتِ قرآن ہیں جن کی نماز سے پہلے خطبۂ جمعہ میں یاددہانی کرائی جاتی ہے۔ جید علماء کا فتویٰ ہے کہ جمعہ کے روز پہلی اذان سے لے کر نمازِ جمعہ کے اختتام تک کاروبار کرنا حرام ہے۔

البتہ نمازِ جمعہ کے بعد کاروبار کرنے کی اجازت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پورے اہتمام اور مسنون آداب کے ساتھ اجتماعِ جمعہ میں شرکت اور خطبہ میں دی جانے والی ہدایاتِ قرآنی سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۱

اللہ تعالیٰ کے انعامات تجارت اور کھیل تماشہ سے بہتر ہیں

وَ اِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا	اور جب اُنہوں نے دیکھی کوئی تجارت یا تماشا
اِنْفَضُّوْۤا اِلَيْهَا	وہ اُٹھ کر چل پڑے اُس کی طرف
وَ تَرَكُوْكَ قَآىِٕمًا	اور اے نبیؐ! اُنہوں نے چھوڑ دیا آپ کو کھڑا ہوا
قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَ مِنَ التِّجَارَةِ	فرمایئے جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے تماشے سے اور تجارت سے
وَ اللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱﴾ ع ۲ ۳ ۱۲	اور اللہ بہترین رزق دینے والا ہے۔

ابتداء میں عیدین کی طرح نمازِ جمعہ پہلے ادا کی جاتی تھی اور خطبہ بعد میں دیا جاتا تھا۔ ایک موقع پر کچھ لوگ نماز ادا کر کے فارغ ہوئے تو عین اُس وقت ایک تجارتی قافلہ کی مدینہ میں آمد کا اعلان ہوا۔ اُنہوں نے سوچا کہ نماز تو پڑھ لی ہے، اب خطبہ سننا فرض نہیں لہٰذا وہ تجارتی قافلہ کی طرف چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اِس پر متوجہ فرمایا کہ خطبۂ جمعہ کی اہمیت بھی وہی ہے جو نماز کی ہے۔ پورے آداب کے ساتھ خطبہ سننے کے جو انعامات عطا ہوں گے وہ تجارت اور دنیا کے کھیل تماشوں سے بہتر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِن انعامات کے حصول کے لیے خصوصی اہتمام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سورۂ منافقون

منافقت کی حقیقت کا بیان

اِس سورۂ مبارکہ میں مرضِ نفاق کی حقیقت، اِس کا سبب، حفاظتی تدبیر، مدارج (stages)، ہلاکت خیزی اور علاج کو واضح کیا گیا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۵ مرضِ نفاق کی حقیقت اور مدارج
- آیت ۶ مرضِ نفاق کی ہلاکت خیزی
- آیات ۷ تا ۸ مرضِ نفاق کی شدت
- آیت ۹ مرضِ نفاق کا سبب اور حفاظتی تدبیر
- آیات ۱۰ تا ۱۱ مرضِ نفاق کا علاج

آیات ۱ تا ۵

مرضِ نفاق کی حقیقت اور مدارج

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ	اے نبیؐ! جب آئیں آپ کے پاس منافقین
قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ	کہنے لگیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپؐ یقیناً اللہ کے رسول ہیں
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ	اور اللہ جانتا ہے کہ بے شک آپؐ یقیناً اُس کے رسول ہیں
وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝۱	اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک منافقین یقیناً جھوٹے ہیں۔

اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً	اُنہوں نے بنالیا ہے اپنی قسموں کو ڈھال
فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	پس اُنہوں نے روکا اللہ کی راہ سے
اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۲	بے شک وہ لوگ، برا ہے جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں۔
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا	یہ اِس لیے کہ وہ ایمان لائے تھے
ثُمَّ كَفَرُوْا	پھر اُنہوں نے کفر کیا
فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ	تو مہر کر دی گئی اُن کے دلوں پر
فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝۳	سو وہ سمجھتے نہیں ہیں۔
وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ	جب آپؐ دیکھیں گے اُنہیں
تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ	بھلے لگیں گے آپؐ کو اُن کے جسم
وَاِنْ يَّقُوْلُوْا	اور اگر وہ بات کریں گے
تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ	آپؐ غور سے سنیں گے اُن کی بات
كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ	گویا وہ ٹیک لگائی ہوئی لکڑیاں ہیں
يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ	خیال کرتے ہیں ہر چیخ کو اپنے اوپر پڑنے والی
هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ	وہی دشمن ہیں پس آپؐ ہوشیار رہیں اُن سے
يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ	خیال کرتے ہیں ہر چیخ کو اپنے اوپر پڑنے والی

هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ	وہی دشمن ہیں پس آپؐ ہوشیار رہیں اُن سے
قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ	ہلاک کرے اُنہیں اللہ
اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝۴	کہاں سے وہ بہکائے جاتے ہیں؟
وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا	اور جب کہا جاتا ہے اُن سے آؤ
يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ	بخشش مانگیں تمہارے لیے اللہ کے رسولؐ
لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ	وہ جھٹکتے ہیں اپنے سر
وَ رَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ	اور آپؐ دیکھتے ہیں اُنہیں کہ وہ رکتے ہیں
وَ هُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝۵	اور وہ تکبُّر کرنے والے ہوتے ہیں۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ منافقین ایمان لانے کے بعد باطنی طور پر کفر یعنی مرضِ نفاق میں مبتلا ہو گئے۔ مرضِ نفاق کی حقیقت ہے دنیا کی محبت۔ اِس محبت کی وجہ سے انسان جان اور مال کے تحفظ کو اوّلین ترجیح دیتا ہے۔ دین کے تقاضوں کو ایک بوجھ سمجھتا ہے۔ جان کی محبت میں بزدل ہو جاتا ہے اور دین کے لیے اللہ کی راہ میں نکلنے اور قربانی دینے سے گریز کرتا ہے۔ مال کی محبت میں بخیل بن جاتا ہے اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا۔ پھر اِس مرضِ نفاق کے چار مدارج اِن آیات میں بیان ہوئے:

i۔ اپنے اخلاص کو ظاہر کرنے اور کوتاہیوں کا جواز پیش کرنے کے لیے جھوٹ بولنا

ii۔ جھوٹ میں وزن پیدا کرنے اور باز پرس سے بچنے کے لیے جھوٹی قسمیں کھانا

iii۔ اپنی کمزوریوں کو چھپانے کے لیے دوسروں کو بھی مال و جان کی قربانی دینے سے روکنا

iv۔ دین کے لیے قربانیاں دینے والوں سے دشمنی اور نفرت کرنا۔

منافقین کو سب سے زیادہ دشمنی اور نفرت نبی اکرم ﷺ سے تھی۔ وہ محسوس کرتے تھے کہ آپ ﷺ کی تعلیمات پر لبیک نہ کہنے کی وجہ سے ہماری بزدلی اور دنیا داری بے نقاب ہوئی ہے۔ اگر آپ ﷺ دینی تقاضے واضح نہ کرتے تو ہمارا بھرم قائم رہتا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ آپ ﷺ کی خدمت میں آکر اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کرنے کی دعوت کو بڑے تکبُّر اور حقارت سے رد کر دیتے تھے۔ افسوس! اُنہوں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کیسا عظیم دورِ سعادت پایا لیکن ایمان لانے کے باوجود وقتی فوائد کی وجہ سے سعادتیں حاصل کرنے سے محروم رہے۔

آیت ۶

مرضِ نفاق کی ہلاکت خیزی

سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ	اے نبیؐ! برابر ہے اُن پر
اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ	آیا آپؐ بخشش مانگیں اُن کے لیے
اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ	یا آپؐ بخشش نہ مانگیں اُن کے لیے
لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ	ہر گز نہیں بخشے گا اللہ اُنہیں
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۶	بے شک اللہ ہدایت نہیں دیتا فاسق لوگوں کو۔

مرضِ نفاق کی ہلاکت خیزی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ منافقین کے حق میں کسی کی شفاعت اور دعا قبول نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ اگر نبی اکرم ﷺ بھی اُن کے لیے دعائے استغفار کریں تب بھی منافقین کی بخشش نہیں کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس محرومی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قُلُوْبَنَا مِنَ النِّفَاقِ "اے اللہ! پاک فرمادے ہمارے دلوں کو نفاق سے"۔

آیات ۷ تا ۸

مرضِ نفاق کی شدت

هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ	منافقین وہی ہیں جو کہتے ہیں مت خرچ کرو اُن پر جو رسول اللہ کے پاس ہوتے ہیں
حَتّٰى يَنْفَضُّوْا	یہاں تک کہ وہ منتشر ہو جائیں
وَ لِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ	حالانکہ اللہ ہی کے لیے ہیں آسمانوں اور زمین کے خزانے
وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝۷	لیکن منافق سمجھتے نہیں ہیں۔
يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَاۤ اِلَى الْمَدِيْنَةِ	کہتے ہیں یقیناً اگر ہم واپس گئے مدینہ
لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ	ضرور نکال دے گا زیادہ عزت والا اُس میں سے نہایت ذلت والے کو
وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ع ۱۳	حالانکہ عزت تو ہے ہی اللہ اور اُس کے رسولؐ اور مومنوں کے لیے
وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۸ ع	لیکن منافق جانتے نہیں ہیں۔

مرضِ نفاق کی شدت یہ ہے کہ حق کا آگے بڑھ کر ساتھ دینے والوں سے شدید دشمنی اور نفرت پیدا ہو جائے۔ منافقین کی اِسی خباثت کا ذکر اِن آیات میں ہے۔ پس منظر میں ایک واقعہ ہے۔ غزوۂ بنو مصطلق سے واپسی پر ایک انصاری اور مہاجر کا آپس میں جھگڑا ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے بذاتِ خود جا کر جھگڑا ختم کرا دیا۔ رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی کو ایک فتنہ اٹھانے کا موقعہ مل

گیا۔ اُس نے انصاری صحابہ کے سامنے اپنے ناپاک جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے مہاجرین کی مدینہ میں مالی امداد کی اور آج وہ ہم ہی سے لڑنے لگے۔ بہت ہو گیا اب ہم اُن کی کوئی مالی مدد نہیں کریں گے اور مدینہ جا کر اِن گھٹیا (معاذ اللہ) لوگوں کو نکال دیں گے۔ اِن آیات میں اللہ نے اُس ملعون منافق کو آگاہ کیا کہ آسمان و زمین کے خزانے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ مہاجرین کی امداد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو گی۔ اِسی طرح عزت والا اللہ ہے، اُس کے رسول ﷺ ہیں اور مخلص اہل ایمان ہیں۔ ذلت و رسوائی منافقین ہی کے حصہ میں آنے والی ہے۔

آیت ۹

منافقت کا سبب اور حفاظتی تدبیر

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو !
لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ	غافل نہ کر دیں تمہیں تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کی یاد سے
وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ	اور جس نے کیا ایسا
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۹	تو وہی لوگ خسارے میں جانے والے ہیں۔

انسان کے دل میں منافقت کا مرض دنیا کی محبت کی صورت میں پیدا ہوتا ہے۔ دنیا کی محبت کے سب سے نمایاں مظاہر مال اور اولاد کی محبتیں ہیں۔ اگر اِن محبتوں کے زیرِ اثر انسان اتنا مشغول ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اُس کے احکامات سے غافل ہو جائے تو یہی منافقت ہے۔ حفاظتی تدبیر ہے دوامِ ذکرِ الٰہی۔ انسان ہر وقت اللہ تعالیٰ اور اُس کے احکامات کو یاد رکھتے ہوئے اپنا جائزہ لیتا رہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں کمی تو نہیں آ رہی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ تدبیر اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۰ تا ۱۱

منافقت کا علاج... انفاق

وَ اَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ	خرچ کرتے رہو اُس میں سے جو ہم نے دیا ہے تمہیں
مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ	اِس سے پہلے کہ آ پہنچے تم میں سے کسی کو موت
فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْ لَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ	پھر وہ کہے کہ اے میرے ربّ! کیوں نہ مُہلت دی مجھے ایک قریبی مدت تک
فَاَصَّدَّقَ	تو میں صدقہ کرتا
وَ اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰﴾	اور ہو جاتا نیک لوگوں میں سے۔
وَ لَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا	اور ہر گز مہلت نہیں دے گا اللہ کسی جان کو
اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا	جب آ جائے اُس کا وقت
ع ۲ ۱۴ وَ اللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱﴾ ع	اور اللہ خوب باخبر ہے اُس سے جو تم کر رہے ہو۔

منافقت پیدا ہوتی ہے دنیا کی محبت کی وجہ سے۔ اِس کا علاج یہ ہے کہ دل سے دنیا کی محبت خارج کی جائے۔ دنیا کی محبت کا سب سے بڑا مظہر ہے مال کی محبت۔ لہٰذا منافقت کا علاج یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں یعنی اُس کے دین کی تبلیغ و اقامت کے لیے اور دیگر خیر کے کاموں میں مال خرچ کیا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ انسان اِس معاملہ میں تاخیر کرے اور اچانک موت کا فرشتہ سامنے

آجائے۔ جب موت کا فرشتہ آجائے گا تو مرنے والا التجا کرے گا کہ اے اللہ! مجھے تھوڑی سی مہلت عطا فرمادے تا کہ میں نیک بن جاؤں اور تیری راہ میں مال لگا کر اِسے اپنے لیے توشۂ آخرت بنالوں۔ موت کا عالم طاری ہونے کے بعد ایسی التجا قبول نہ کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ اِس محرومی سے ہماری حفاظت فرمائے اور ہمیں نیکیوں کے حصول اور اپنی خوشنودی کے لیے مال خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سورۂ تغابن

ایمان کی حقیقت کا بیان

اِس سورۂ مبارکہ میں ایمان اور اُس کے انسان کی فکر اور کردار پر اثرات کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۴ ایمان باللہ
- آیات ۵ تا ۶ ایمان بالرسالت
- آیت ۷ ایمان باالآخرت
- آیات ۸ تا ۱۰ ایمان لانے کی دعوت
- آیات ۱۱ تا ۱۵ ایمان کے اثرات و ثمرات
- آیات ۱۶ تا ۱۸ ایمان لانے والوں کے لیے دعوتِ عمل

آیات ۱ تا ۴

ایمان باللہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ	تسبیح کرتی ہے اللہ کی ہر وہ شے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے
لَہُ الْمُلْکُ	اُسی کی بادشاہی ہے
وَ لَہُ الْحَمْدُ	اور اُسی کے لیے ہے کل شکر
وَ ہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ①	اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ	وہی ہے جس نے پیدا کیا تمہیں
فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّ مِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ	پھر تم میں سے کوئی کافر ہے اور تم سے کوئی مومن
وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۲	اور اللہ اُسے جو تم کر رہے ہو خوب دیکھنے والا ہے۔
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ	اُس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو بامقصد
وَ صَوَّرَكُمْ	اور اُس نے صورتیں بنائیں تمہاری
فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ	پھر حسن دیا تمہاری صورتوں کو
وَ اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ ۳	اور اُسی کی طرف لوٹنا ہے۔
یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ	وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے
وَ یَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَ مَا تُعْلِنُوْنَ	اور جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو
وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۴	اور اللہ خوب جاننے والا ہے سینوں کی بات کو۔

یہ آیات ایمان باللہ یعنی توحید باری تعالیٰ کے حسب ذیل پہلو بیان کر رہی ہیں:

i۔ کائنات کی ہر شے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کر رہی ہے اور کرتی رہے گی۔

ii۔ کائنات کی ہر شے پر اُسی کی بادشاہت جاری و ساری ہے۔

iii۔ کائنات میں ہر طرف اُسی کی حمد و ثناء ہو رہی ہے۔

iv۔ وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔

v۔ تمام انسانوں کو اُسی نے پیدا کیا لیکن کچھ مومن ہوئے اور کچھ کافر۔

vi۔ وہ مسلمانوں اور کافروں دونوں کے طرزِ عمل کو دیکھ رہا ہے۔

vii۔اُس نے کائنات کی ہر شے کو با مقصد بنایا ہے۔

viii۔انسان کو اُس نے بہت ہی عمدہ ساخت میں پیدا کیا اور اُسے تمام مخلوقات پر فضیلت دی۔

ix۔اُس نے دنیا انسانوں کے استفادہ کے لیے بنائی ہے اور انسانوں کو وہ آخرت میں جوابدہی کے لیے جمع فرمائے گا۔ارشادِ نبوی ﷺ ہے :فَاِنَّکُمْ خُلِقْتُمْ لِلْاٰخِرَۃِ وَالدُّنْیَا خُلِقَتْ لَکُمْ (بیہقی)

"پس بے شک تم بنائے گئے ہو آخرت کے لیے اور دنیا بنائی گئی ہے تمہارے لیے"۔

x۔کائنات کی ہر شے اُس کے علم میں ہے۔ وہ جانتا ہے کہ انسان شعوری طور پر کیا ظاہر کرتا ہے اور کیا چھپاتا ہے۔ اُسے یہ بھی معلوم ہے کہ انسان کے تحت الشعور میں کیا ارادے ہیں اور ہر ارادے کے پیچھے کیا نیت ہے۔

آیات ۵ تا ۶

سابقہ قومیں رسولوں پر ایمان کیوں نہ لائیں؟

اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَبَؤُا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ	کیا نہیں آئی تمہارے پاس خبر اُن لوگوں کی جنہوں نے کفر کیا اِس سے پہلے
فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِھِمْ	تو اُنہوں نے چکھی سزا اپنے کام کی
وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝۵	اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔
ذٰلِکَ بِاَنَّہٗ کَانَتْ تَّاْتِیْھِمْ رُسُلُھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ	یہ اِس لیے کہ آئے تھے اُن کے پاس اُن کے رسول واضح نشانیوں کے ساتھ
فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ یَّھْدُوْنَنَا	تو اُنہوں نے کہا کیا انسان ہدایت دیں گے ہمیں؟
کَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا	پس اُنہوں نے انکار کیا اور رُخ پھیر لیا

وَاسْتَغْنَى اللّٰهُ	اور بے نیازی کی اللہ نے
وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝۶	اور اللہ بے نیاز ہر تعریف کے لائق ہے۔

اِن آیات میں سابقہ قوموں کی داستانوں کی طرف اشارہ ہے جن پر دنیا میں عذاب آئے اور آخرت میں بڑا عذاب اُن پر آنے والا ہے۔ اُن کے پاس اُن کے رسول واضح تعلیمات کے ساتھ آئے تھے۔ اُنہوں نے اعتراض کیا کہ رسول انسان ہیں اور ایک انسان کیسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر ہمیں ہدایت دے سکتا ہے؟ دوسری طرف انسانوں ہی کے کہنے پر لکڑی اور پتھر کے بتوں یا دیگر مخلوقات کو معبود مان لیا۔ جب اُنہوں نے رسولوں کی دعوت سے رخ پھیر لیا تو اللہ نے بھی اُن کی طرف سے اپنی رحمت کا رخ موڑ دیا اور اُنہیں حق کو جھٹلانے کی عبرتناک سزا دی۔ ہر دور میں انسان بشریت اور رسالت کو ایک ساتھ قبول کرنے پر تیار نہیں ہوتا۔ جنہوں نے بحیثیت بشر دیکھا اُنہوں نے رسول نہیں مانا اور بعد میں آنے والوں نے اگر رسول مان لیا تو پھر اُن کی بشریت کا انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر طرح کی گمراہی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیت ۷

قیامت ضرور آئے گی

زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا	سمجھ لیا ہے اُن لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا کہ وہ ہر گز نہیں اُٹھائے جائیں گے
قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ	اے نبیؐ! فرمایئے کیوں نہیں! قسم ہے میرے ربّ کی
لَتُبْعَثُنَّ	تم ضرور اٹھائے جاؤ گے
ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ	پھر ضرور تمہیں بتایا جائے گا جو بھی تم نے کیا
وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝۷	اور یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔

اِس آیت میں نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے ربّ کی قسم کھا کر اعلان کر دیں کہ تمام انسانوں کو ضرور روزِ قیامت زندہ کیا جائے گا اور اُن میں سے ہر ایک کو بتا دیا جائے گا کہ اُس نے دنیا میں کیا کچھ کیا ہے؟ جس خالق نے پہلی بار اتنی بڑی کائنات اور بے شمار مخلوقات بنائی ہیں اُس کے لیے انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنا اور اُن سے حساب لینا بالکل بھی مشکل نہیں۔ کافروں کے لیے نبی اکرم ﷺ کا قسم کھا کر ایک حقیقت بیان کرنا حجت تھا کیونکہ وہ آپ ﷺ کو الصادق تسلیم کرتے تھے۔ ایک سچے انسان کا قسم کھا کر کوئی حقیقت بیان کرنا دلیلِ خطابی کہلاتا ہے۔

آیات ۸ تا ۱۰

ہار اور جیت کا اصل دن

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ	سو ایمان لاؤ اللہ اور اُس کے رسولؐ پر
وَ النُّوْرِ الَّذِیْۤ اَنْزَلْنَا	اور اُس نور پر جو ہم نے نازل کیا ہے
وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝۸	اور اللہ اُس سے جو تم کر رہے ہو خوب باخبر ہے۔
یَوْمَ یَجْمَعُكُمْ لِیَوْمِ الْجَمْعِ	جس دن اللہ جمع کرے گا تمہیں جمع کرنے کے دن کے لیے
ذٰلِكَ یَوْمُ التَّغَابُنِ	وہی ہار جیت کا دن ہے
وَ مَنْ یُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ	اور جو ایمان لایا اللہ پر
وَ یَعْمَلْ صَالِحًا	اور اُس نے عمل کیا اچھا
یُّكَفِّرْ عَنْهُ سَیِّاٰتِهٖ	اللہ دور کر دے گا اُس سے اُس کی برائیاں
وَ یُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ	اور داخل کرے گا اُسے ایسے باغات میں بہتی ہیں جن

	کے نیچے سے نہریں
خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا	وہ رہنے والے ہیں اُن میں ہمیشہ ہمیش
ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۹	یہی بہت شاندار کامیابی ہے۔
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا	اور جن لوگوں نے کفر کیا
وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ	اور جھٹلایا ہماری آیات کو
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ	وہی آگ والے ہیں
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا	ہمیشہ رہنے والے ہیں اُس میں
ع ۱۵ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۱۰ ع	اور وہ بہت بری ہے لوٹنے کی جگہ۔

اِن آیات میں تمام انسانوں کو دعوت دی گئی کہ وہ اللہ، اُس کے رسول ﷺ اور نورِ ہدایت یعنی قرآنِ حکیم پر ایمان لائیں۔ اِس حقیقت کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھیں کہ دنیا کی کامیابی بھی عارضی ہے اور یہاں کی ناکامی بھی وقتی۔ زیادتی اور ظلم کرنے والا بظاہر دنیا میں نفع میں رہا لیکن جب روزِ قیامت اُس کی نیکیاں مظلوم کو دی جائیں گی یا مظلوم کے گناہ اُس کے کھاتے میں ڈالے جائیں گے تو وہ ظالم ابدی خسارے میں چلا جائے گا۔ گویا ہار اور جیت اور نفع و نقصان کا اصل دن روزِ قیامت ہے۔ ایمان لا کر اچھے عمل کرنے والے اُس روز کامیاب ہوں گے اور ہمیشہ ہمیش کی جنت میں داخل کیے جائیں گے۔ اِس کے برعکس ایمان نہ لانے والے اُس روز ناکام قرار پائیں گے اور ابدی جہنم کی سزا کا سامنا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقیقی اور دائمی کامیابی عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۱ تا ۱۳

ایمان کے فکر و عمل پر اثرات

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ	نہیں پہنچتی کوئی مصیبت مگر اللہ کے اذن سے

وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ	اور جو ایمان رکھتا ہے اللہ پر
يَهْدِ قَلْبَهٗ	وہ ہدایت دیتا ہے اُس کے دل کو
وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ⑪	اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے ہے۔
وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ	اور اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسولؐ کی
فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ	پس اگر تم پھر گئے
فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ⑫	تو بے شک ہمارے رسولؐ کے ذمے تو صاف صاف پہنچا دینا ہی ہے۔
اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ	اللہ، نہیں کوئی معبود سوائے اُس کے
وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ⑬	اور اللہ ہی پر پھر بھروسہ کرنا چاہیے مومنوں کو۔

جس خوش نصیب انسان کا دل نورِ ایمان سے منور ہو جائے اُس کے فکر اور طرزِ عمل میں ایمان کے حسب ذیل ثمرات ظاہر ہوتے ہیں :

i-اُس پر جو حالات بھی وارد ہوں، وہ اُنہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھتا ہے۔ کامیابی پر اتراتا نہیں اور ناکامی پر واویلا و فریاد نہیں کرتا۔ حدیث مبارکہ ہے: عَجَبًا لِّاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَهٗ كُلَّهٗ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذٰلِكَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّآءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ وَاِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّآءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ (مسلم)

" مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ اُس کے ہر معاملے میں خیر ہے اور یہ چیز مومن کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں، اگر اُسے نعمت ملے وہ شکر کرتا ہے تو یہ اُس کے لئے بہتر ہے اور اگر اُسے تکلیف پہنچے وہ صبر کرتا ہے تو یہ اُس کے لئے بہتر ہے"۔

ii -اُس کے وجود سے صادر ہونے والے اعمال اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے سانچے میں ڈھلے ہوئے ہوتے ہیں۔

iii-اُس کا بھروسہ اپنی تدبیروں اور محنت پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ورحمت پر ہوتا ہے۔

آیات ۱۴ تا ۱۵

بندۂ مومن کا رشتہ داروں اور مال سے تعلق

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو !
اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ اَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ	بے شک تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے کچھ دشمن ہیں تمہارے
فَاحْذَرُوْهُمْ	سو اُن سے ہوشیار رہو
وَ اِنْ تَعْفُوْا	اور اگر تم معاف کرو
وَ تَصْفَحُوْا	اور صرفِ نظر کرو
وَ تَغْفِرُوْا	اور بخشتے رہو
فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾	تو اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔
اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ	بے شک تمہارے مال اور تمہاری اولاد تو محض آزمائش ہیں
وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾	اور اللہ، اُسی کے پاس ہے شاندار بدلہ۔

بندۂ مومن جانتا ہے کہ بیوی اور اولاد کی محبت اُس کے لیے مزین کر دی گئی ہے اور بڑی نزاکت کی حامل ہے۔ یہ محبت اگر حد سے بڑھ جائے تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی تک لے جاتی ہے۔ لہٰذا وہ بیوی اور اولاد کے تعلق سے انتہائی محتاط ہوتا ہے۔ خود کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچاتا ہے اور بیوی اور اولاد کو بھی اللہ تعالیٰ کے راستہ کی طرف لانے کی کوشش کرتا ہے۔ اِس کے لیے وہ سخت رویہ اختیار نہیں کرتا بلکہ عفو ودرگزر کے ذریعہ اُن کی دینی تربیت کے لیے ایک خوشگوار ماحول پیدا کرتا ہے۔ اِسی طرح وہ مال اور

اولاد کو سرمایہ نہیں بلکہ ایک ایسی امانت سمجھتا ہے جس کے بارے میں اُسے اللہ تعالیٰ کے ہاں جوابدہی کرنی ہے۔ اِن کی خاطر ایسا کام نہیں کرتا جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کر دے۔ وہ جانتا ہے کہ اعتماد مال اور اولاد پر نہیں اللہ تعالیٰ پر کرنا چاہیے۔ اُس کے در سے انسان کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ مال کسی بھی وقت ہاتھ سے جاسکتا ہے اور اولاد بھی بے وفائی کر سکتی ہے۔

آیات ۱۶ تا ۱۸

دعوتِ عمل

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ	تو بچو اللہ کی نافرمانی سے جہاں تک تم ایسا کر سکو
وَاسْمَعُوْا وَ اَطِيْعُوْا	اور سنو اور اطاعت کرو
وَ اَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ	اور (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو، بہتر ہے تمہارے ہی لیے
وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ	اور جو کوئی بچالیا گیا اپنے جی کی لالچ سے
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۶﴾	تو یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔
اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا	اور اگر تم قرض دو گے اللہ کو اچھا قرض
يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ	وہ بڑھائے گا اُسے تمہارے لیے
وَ يَغْفِرْ لَكُمْ	اور بخش دے گا تمہارے لیے
وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾	اور اللہ بڑا قدردان، بڑے تحمل والا ہے۔
عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾ ع ۲ ۱۲	جاننے والا ہے ہر چھپی اور ظاہر چیز کا، زبردست ہے، کمالِ حکمت والا۔

اِن آیات میں اہل ایمان کو عمل کے حوالے سے مندرجہ ذیل ہدایات دی گئی ہیں :

i۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے امکانی حد تک بچو۔

ii۔صاحب امر کے ہر ایسے حکم کو سنو اور مانو جو شریعت کے خلاف نہ ہو۔

iii۔اپنی آخرت سنوارنے کے لیے بھلائی کے کاموں میں مال خرچ کرو۔

iv۔ نفس کی ہر کمزوری اور خواہش سے بچنے کی کوشش کرو۔ ایسا کرنے والے ہی کامیاب ہوں گے۔

v۔اللہ کے دین کی تبلیغ اور غلبہ کے لیے مال خرچ کرو۔ یہ مال اللہ تعالیٰ کے ذمہ قرض ہے جو وہ تمہیں بڑھا چڑھا کر لوٹائے گا اور تمہارے گناہوں کو بھی معاف فرمادے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں مذکورہ بالا ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سورۂ طلاق

طلاق کے حوالے سے ہدایات کا بیان

اِس سورۂ مبارکہ میں طلاق کے حوالے سے کئی ہدایات بیان کی گئی ہیں۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۵ عدت کے حوالے سے ہدایات
- آیات ۶ تا ۷ عدت کے دوران حسن سلوک کی تعلیم
- آیات ۸ تا ۱۰ نافرمانوں کا بدترین انجام
- آیت ۱۱ فرمانبرداروں کے لیے بہترین انعام
- آیت ۱۲ اللہ تعالیٰ کی بے مثال قدرت

آیات ۱ تا ۳

عدت شوہر کے گھر میں پوری کی جائے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ	اے نبیؐ! جب تم لوگ طلاق دو بیویوں کو
فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ	تو طلاق دو اُنہیں اُن کی عدت کے لیے
وَ اَحْصُوا الْعِدَّةَ	اور شمار کرو عدت کو
وَ اتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ	اور بچو اللہ کی نافرمانی سے جو تمہارا ربّ ہے
لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُیُوْتِهِنَّ	نہ نکالو اُنہیں اُن کے گھروں سے

وَ لَا يَخْرُجْنَ	اور نہ ہی وہ نکلیں
اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ	سوائے اِس کے کہ وہ ارتکاب کریں کھلی بے حیائی کا
وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ	اور یہ اللہ کی حدیں ہیں
وَ مَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ	اور جس نے تجاوز کیا اللہ کی حدود سے
فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ	تو یقیناً اُس نے ظلم کیا اپنے آپ پر
لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ①	تم نہیں جانتے شاید اللہ پیدا کر دے اِس کے بعد کوئی نئی بات۔
فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ	پھر جب وہ پہنچنے کو آئیں اپنی عدت کو
فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ	تو روک لو اُنہیں بھلائی کے ساتھ
اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ	یا جدا کر دو بھلائی کے ساتھ
وَ اَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ	اور گواہ بنالو دو معتبر آدمیوں کو اپنے میں سے
وَ اَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ	اور قائم کرو گواہی اللہ کے لیے
ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ	یہ حکم ہے نصیحت کی جاتی ہے اِس کی اُسے جو ایمان رکھتا ہے اللہ اور آخرت کے دن پر
وَ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ	اور جو بچے گا اللہ کی نافرمانی سے
يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ②	وہ بنادے گا اُس کے لیے (مشکل سے) نکلنے کا راستہ۔

وَ یَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ	اور وہ رزق دے گا اُسے وہاں سے جہاں سے وہ گمان بھی نہیں کرتا
وَ مَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ	اور جو بھروسہ کرے گا اللہ پر تو وہ کافی ہے اُس کے لیے
اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ	بے شک اللہ پورا کر لیتا ہے اپنا کام
قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا ۝۳	یقیناً مقرر کیا ہے اللہ نے ہر چیز کے لیے ایک اندازہ۔

اِن آیات میں حکم دیا گیا کہ طلاق دینے کے بعد عدت کی مدت کو پورا کیا جائے اور اِس دوران طلاق یافتہ خاتون شوہر کے گھر میں قیام کرے۔ نہ وہ خود نکلے اور نہ اُسے نکالا جائے۔ ہاں اگر کوئی خاتون کھلی بے حیائی کی مرتکب ہو اور اُس سے گھر کا ماحول خراب ہو تو پھر اُسے نکالا جا سکتا ہے۔ عدت شوہر کے گھر میں گزارنے کی حکمت یہ ہے کہ بیوی سامنے ہو تو شاید شوہر کو اپنی غلطی کا احساس ہو جائے اور وہ رجوع کر لے یا بیوی کسی طرح اُسے رجوع کی طرف مائل کر لے۔ اِس سے یہ بات بھی ظاہر ہو گئی کہ ایک یا دو طلاقیں دی جائیں تاکہ عدت کے دوران رجوع کا امکان رہے۔ عدت کی مدت پوری ہونے کو آئے تو اب فیصلہ کر لیا جائے کہ آیا رجوع کرنا ہے یا علیحدگی اختیار کرنی ہے۔ اگر رجوع کا ارادہ ہو تو مناسب یہ ہے کہ دو گواہوں کی موجودگی میں یہ فیصلہ کیا جائے۔ گھر کے جملہ معاملات کی اصل روح تقویٰ یعنی خدا خوفی اور آخرت میں جوابدہی کا احساس ہے۔ جو تقویٰ اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس کے لیے مشکلات میں آسانی کی راہ نکال دیتا ہے۔ اُسے وہاں سے رزق اور نعمتیں دیتا ہے جہاں سے گمان تک نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ جو چاہے سو کر سکتا ہے لہٰذا ہمیں اُسی پر توکل و بھروسہ کرنا چاہیے۔

آیات ۴ تا ۵

عدت کی مدت

وَ الّٰٓـِٔیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآىِٕكُمْ	اور وہ جو ناامید ہو چکی ہوں حیض سے تمہاری عورتوں میں سے

اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ	اگر تم شک کرو تو اُن کی عدت تین ماہ ہے
وَالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ	اور اُن کی بھی جنہیں حیض نہیں آیا
وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ	اور جو حمل والیاں ہیں اُن کی عدت یہ ہے کہ وہ وضع کر دیں اپنا حمل
وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ	اور جو بچے گا اللہ کی نافرمانی سے
يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ۝۴	وہ پیدا کر دے گا اُس کے لیے اُس کے کام میں آسانی۔
ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗٓ اِلَيْكُمْ	یہ اللہ کا حکم ہے جو اُس نے نازل کیا ہے تمہاری طرف
وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ	اور جو بچے گا اللہ کی نافرمانی سے
يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ	وہ دور کر دے گا اُس سے اُس کی برائیاں
وَيُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا ۝۵	اور بڑا کر دے گا اُس کے لیے اجر۔

طلاق یافتہ خاتون کی عدت تین ایامِ ماہواری ہے۔ البتہ جن خواتین کا یہ سلسلہ ابھی شروع نہیں ہوا ہو یا ختم ہو چکا ہو، اُن کی عدت تین قمری ماہ ہے۔ حاملہ خاتون کی عدت بچہ کی پیدائش تک ہے۔ جو لوگ اِن معاملات میں تقویٰ کی روش اختیار کریں گے اللہ تعالیٰ اُن کے لیے آسانیاں پیدا فرما دے گا، اُن کی خطائیں معاف فرما دے گا اور اُنہیں شاندار اجر سے نوازے گا۔

آیات ۶ تا ۷

عدت کے دوران حسن سلوک

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ	(دورانِ عدت) رہائش دو مطلقہ عورت کو وہاں جہاں تم

	رہتے ہو اپنی حیثیت کے مطابق
مِنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ	اور تکلیف نہ دو اُنہیں کہ تم تنگ کرو اُنہیں
وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ	اور اگر وہ حمل والی ہوں تو خرچ کرو اُن پر
حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ	یہاں تک کہ وہ وضع کر دیں اپنا حمل
فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ	پھر اگر وہ دودھ پلائیں (بچے کو) تمہارے لیے
فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ	تو دو اُنہیں اُن کا معاوضہ
وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ	اور مشورہ کرو آپس میں اچھے طریقے سے
وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ	اور اگر تم باہم دشواری محسوس کرو
فَسَتُرْضِعُ لَهٗٓ اُخْرٰى ۝۶	تو دودھ پلائے گی اُسے کوئی دوسری عورت۔
لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ	چاہیے کہ خرچ کرے وسعت والا اپنی وسعت میں سے
وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ	اور وہ کہ تنگ کر دیا گیا ہے جس پر اُس کا رزق
فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ	تو چاہیے کہ وہ خرچ کرے اُس میں سے جو دیا ہے اُسے اللہ نے
لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا	ذمہ داری نہیں ڈالتا اللہ کسی بھی جان پر مگر اُسی قدر جتنا اُس نے دیا ہے اُسے
سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ۝۷ ع ۱۲	جلد ہی اللہ پیدا فرما دے گا دشواری کے بعد آسانی۔

یہ آیات شوہر کو ہدایت دے رہی ہیں کہ وہ عدت کے دوران مطلقہ خاتون کی تمام مالی ضروریات پوری کرے اور اُسے رہائش کے حوالے سے وہی سہولیات دے جن سے خود استفادہ کر رہا ہے۔ اُسے ذہنی و جسمانی تکلیف نہ دے۔ وہ حاملہ ہو تو بچہ کی پیدائش تک اُس کے تمام اخراجات برداشت کرے۔ اگر وہ بچہ کو دودھ پلانے پر راضی ہو تو اُسے مناسب معاوضہ دے۔ اگر خاتون بچہ کو دودھ پلانے پر راضی نہ ہو یا اِس حوالے سے کوئی اور مشکل ہو تو باہم مشاورت سے کسی اور خاتون کی خدمات لی جاسکتی ہیں۔ اخراجات کے حوالے سے شوہر پر پابندی اپنی مالی حیثیت کے مطابق ہے۔ جیسی مالی حیثیت ہو ویسی ہی سہولیات مطلقہ خاتون کو فراہم کی جائیں۔

آیات ۸ تا ۱۰

نافرمانوں کا برا انجام

وَ كَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ	اور کتنی ہی بستیاں ہیں
عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَ رُسُلِهٖ	جنہوں نے سرکشی کی اپنے ربّ اور اُس کے رسولوں کے حکم سے
فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا	تو ہم نے اُن سے حساب لیا سخت حساب
وَ عَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۸	اور عذاب دیا اُنہیں بہت ہی برا عذاب۔
فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا	تو اُنہوں نے چکھ لی اپنے کام کی سزا
وَ كَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ۹	اور اُن کے کام کا انجام خسارہ تھا۔
اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا	تیار کیا ہے اللہ نے اُن کے لیے سخت عذاب
فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ	سو بچو اللہ کی نافرمانی سے اے عقل مندو

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	جو ایمان لائے ہو!
قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۝۱۰	یقیناً نازل کردی ہے اللہ نے تمہاری طرف ایک نصیحت۔

ماضی میں جن قوموں نے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی نافرمانی کی، اُس نے اُن کی شدید پکڑ کی اور آخرت میں بھی اُنہیں بدترین عذاب دیا جائے گا۔ عقلمندی کا تقاضا ہے کہ ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچا جائے۔ خاص طور پر نکاح اور طلاق اور خاندانی معاملات (جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے تفصیلی ہدایات دی ہیں) میں اُس کی اطاعت کا خاص خیال رکھا جائے۔ ہم اہل پاکستان کی اِس حوالے سے بہت بڑی محرومی ہے۔ پاکستان کے قیام سے پہلے ہمارے عائلی قوانین شریعت کے مطابق تھے۔ ہندوستان میں آج بھی ایسا ہی ہے۔ بدقسمتی سے پاکستان میں ۱۹۶۲ میں اِن قوانین کو تبدیل کرکے غیر اسلامی بنا دیا گیا۔ ہم پر اللہ تعالیٰ کے عذابوں کا تسلسل اِسی طرح کی نافرمانیوں کی سزا ہے۔

آیت ۱۱

کیا صرف قرآن ہدایت کے لیے کافی ہے؟

رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ	یہ ایسے رسول ہیں جو تلاوت کرتے ہیں تم پر اللہ کی واضح بیان کرنے والی آیات
لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	تاکہ وہ نکالیں اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور جنہوں نے عمل کیے اچھے
مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ	اندھیروں سے روشنی کی طرف
وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ	اور جو ایمان لایا اللہ پر

وَ یَعْمَلْ صَالِحًا	اور اُس نے عمل کیا اچھا
یُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ	اللہ داخل کرے گا اُسے ایسے باغات میں بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں
خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا	وہ رہنے والے ہیں اُن میں ہمیشہ ہمیش
قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ﴿۱۱﴾	یقیناً خوب دیا ہے اللہ نے اُسے رزق۔

یہ آیت واضح کر رہی ہے کہ ذکر یعنی نصیحت قرآن کی واضح آیات اور رسول اللہ ﷺ کی عملی مثال کا مجموعہ ہے۔ ہم قرآن کی ہدایت و نصیحت کو سمجھنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کے ارشادات اور سنت کے محتاج ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے قرآن کی واضح آیات کے ذریعہ اہل ایمان کا تزکیہ کیا اور اُنہیں گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر ہدایت کے نور تک پہنچادیا۔ جن خوش نصیبوں کو یہ سعادت مل رہی ہے یعنی وہ قرآن و سنت سے یہ فیض حاصل کر رہے ہیں، وہی نیک بخت جنت کی ابدی نعمتوں سے سرفراز ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اِن سعید لوگوں میں شامل فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۲

قرآنِ حکیم میں سات زمینوں کا ذکر

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ	اللہ وہ ہے جس نے پیدا فرمائے سات آسمان
وَ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ	اور زمین سے بھی اُن کی مانند
یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ	نازل فرماتا ہے حکم اُن کے درمیان
لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ	تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے

ع ۲ ۵ ۱۸

وَ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا ﴿۱۲﴾	اور بے شک اللہ نے احاطہ کر رکھا ہے ہر چیز کا (اپنے) علم سے۔

اِس آیت میں آگاہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح سات آسمان بنائے ہیں، اِسی طرح سات زمینیں بھی تخلیق فرمائی ہیں۔ اِن سب کے لیے اُس نے ایک ضابطہ بنایا ہے۔ وہ اِن سب کے لیے معاملات کی تدبیر فرماتا ہے اور اِن معاملات کے بارے میں فیصلے نازل فرماتا ہے۔ اِن حقائق سے رہنمائی حاصل ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ بے مثال قدرت و اختیار رکھتا ہے اور اُس کا علم لا محدود وسعتوں تک پھیلا ہوا ہے۔

سورۂ ملک آیت ۳ کے مطابق سات آسمان تہہ بہ تہہ ہیں ۔ اگر سات زمینیں بھی اِن کی مثل ہیں تو اِس سے یہ تصور پیدا ہوتا ہے کہ شاید ایک آسمان کی بیرونی سطح کسی دوسرے آسمان کے لیے زمین ہو جیسے کسی کثیر المنزلہ عمارت میں زیریں منزل کی چھت، بالائی منزل کا فرش ہوتی ہے۔ بقول اقبال

شاید کہ زمیں ہے یہ کسی اور جہاں کی
تو جس کو سمجھتا ہے فلک اپنے جہاں کا

سورۃ التحریم

خاندانی زندگی کے بارے میں ہدایات

اِس سورۂ مبارکہ میں خاندانی زندگی کے حوالے سے شوہر، بیوی اور سربراہِ خاندان کو ہدایات دی گئی ہیں۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۵ شوہر اور بیوی کے لیے ہدایات
- آیات ۶ تا ۹ سربراہِ خاندان کی ذمہ داری
- آیات ۱۰ تا ۱۲ خواتین کے علیحدہ تشخص کا ذکر

آیات ۱ تا ۲

شوہر کے لیے ہدایت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ	اے نبیؐ! کیوں حرام کرتے ہیں اُسے جو حلال کیا ہے اللہ نے آپؐ کے لیے
تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ	چاہتے ہیں خوشنودی اپنی بیویوں کی؟
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝۱	اور اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔
قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَیْمَانِكُمْ	یقیناً اللہ نے طے کر دیا ہے تمہارے لیے کفارہ ادا کرنا تمہاری قسموں کا
وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ	اور اللہ تمہارا کارساز ہے

وَ هُوَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ۝۲	وہی سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔

اِن آیات میں دورِ نبوی ﷺ کا ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے بعض ازواجِ مطہرات کی دلجوئی کے لیے ایک خاص قسم کے شہد کو استعمال نہ کرنے کی قسم کھالی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو متوجہ فرمایا کہ کیوں ازواج کو خوش کرنے کے لیے اللہ کی حلال کردہ ایک نعمت کو اپنے اوپر حرام کررہے ہیں؟ ایسا نہ ہو کہ آپ ﷺ کی محبت میں امت بھی اِس حلال نعمت کا استعمال ترک کردے۔ آپ ﷺ کو اپنی قسم توڑ دینی چاہیے۔ قسم توڑنے کا کفارہ سورۂ مائدہ آیت ۸۹ میں بیان کیا جاچکا ہے۔

اِس واقعہ سے شوہر کے لیے ایک خاص رہنمائی فراہم ہوتی ہے۔ وہ رہنمائی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرد کے لیے عورت کی محبت کو مزین فرمادیا ہے۔ ممکن ہے اِس محبت سے مغلوب ہوکر کوئی شوہر اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لیے شریعت کے احکامات کا پاس نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اِن آیات کے ذریعہ ہدایت دی کہ اُس کے احکامات کو ترجیح دو اور کوئی محبت اِس ترجیح کو تبدیل نہ کرنے پائے۔

آیات ۳ تا ۴

بیوی کے لیے ہدایت

وَ اِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا	اور جب رازداری سے بتائی نبیؐ نے اپنی کسی زوجہ کو ایک بات
فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ	پھر جب وہ ذکر کر بیٹھیں اُس کا (آگے)
وَ اَظْهَرَهُ اللّٰهُ	اور اطلاع کردی اُس کی اللہ نے نبیؐ کو
عَلَیْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ	آپؐ نے بتادیا اُس میں کچھ (زوجہ کو)

وَ اَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ	اور اعراض کیا کچھ سے
فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ	تو جب آپؐ نے ذکر کیا زوجہ سے اُس بات کا
قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا	پوچھا زوجہ نے کس نے بتائی آپؐ کو یہ بات؟
قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝۳	آپؐ نے فرمایا بتایا ہے مجھے سب کچھ جاننے والے، خوب باخبر نے۔
اِنْ تَتُوْبَاۤ اِلَى اللّٰهِ	اے نبیؐ کی دونوں بیبیو! اگر آپ دونوں توبہ کرلیں اللہ کی جناب میں
فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا	تو یقیناً مائل ہو چکے ہیں آپ دونوں کے دل
وَ اِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ	اور اگر (بالفرض) آپ دونوں نے ایک دوسرے کا ساتھ دیا اُن کے مقابلہ میں
فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ	تو بے شک اللہ خود اُن کا مددگار ہے
وَ جِبْرِيْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ	اور جبرائیل اور تمام نیک مومن
وَ الْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۝۴	اور تمام فرشتے بھی اِس کے بعد مددگار ہیں (اُن کے)۔

نبی اکرم ﷺ نے اپنی ایک زوجہ مطہرۃ کو کوئی راز کی بات بتائی۔ اُنہوں نے وہ راز ایک دوسری زوجہ مطہرۃ کو بتادیا۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے سے آپ ﷺ کو آگاہ کر دیا کہ آپ ﷺ کا راز افشا کر دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی زوجہ سے جب اِس کا شکوہ کیا تو اُنہوں نے ناگواری کا اظہار کیا۔ پھر اُن زوجہ نے بھی ناراضگی ظاہر کی جنہیں پہلی زوجہ نے راز کی بات بتائی تھی۔ غالباً اُنہیں شکایت تھی کہ راز کی بات مجھے براہِ راست نبی ﷺ نے کیوں نہیں بتائی؟ اللہ تعالیٰ نے اِن آیات میں دونوں ازواجِ

مطہرات کو اِس روش پر توبہ کرنے کی تلقین کی۔ ساتھ ہی اُن پر واضح کیا کہ اگر اُنہوں نے نبی اکرم ﷺ سے ناراضگی جاری رکھی تو جان لیں کہ آپ ﷺ تنہا نہیں ہیں۔ آپ ﷺ کا مددگار اللہ تعالیٰ ہے۔ پھر تمام فرشتے اور صحابہ کرام بھی آپ ﷺ کے ساتھی ہیں۔ دونوں ازواجِ مطہرات نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔ توبہ کرکے اپنے رویہ کی آئندہ کے لیے اصلاح کرلی۔

اِس واقعہ کے ذریعہ ہر خاتون کو ہدایت کی گئی کہ وہ اپنے شوہر کے راز کی حفاظت کرے اور خاندان کے نظام کو ایک اچھے ماحول میں قائم رکھنے کے لیے شوہر کی اطاعت کرے۔ بیوی کی شوہر کے ساتھ محاذ آرائی اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام خواتین کو اِن ہدایات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۵

ازواج مطہرات کی تحسین

عَسٰی رَبُّهٗۤ	اے ازواج مطہرات! ممکن ہے کہ نبیؐ کا ربّ
اِنْ طَلَّقَكُنَّ	اگر وہ طلاق دے دیں آپ سب کو
اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ	کہ بدل دے اُنؐ کے لیے ازواج جو بہتر ہوں آپ سب سے
مُسْلِمٰتٍ	وہ ہوں فرمانبردار
مُّؤْمِنٰتٍ	ایمان والیاں
قٰنِتٰتٍ	اطاعت کرنے والیاں
تٰٓئِبٰتٍ	توبہ کرنے والیاں

عٰبِدٰتٍ	بندگی کرنے والیاں
سٰٓئِحٰتٍ	لذات دنیوی سے کنارہ کشی کرنے والیاں
ثَيِّبٰتٍ	شوہر آشنا
وَّ اَبْكَارًا ۝۵	اور کنواریاں۔

اِس آیت میں وہ محاسن بیان کیے گئے ہیں جن کی حامل خاتون اِس لائق ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ مطہرۃ کا شرف حاصل کرے۔ یہ محاسن حسب ذیل ہیں :

i-اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کے سامنے سر جھکا دینا۔

ii-صدقِ دل سے تعلیماتِ اسلام پر ایمان لانا۔

iii- اللہ تعالیٰ کے سامنے حد درجہ عاجزی اختیار کرنا۔

iv-اللہ تعالیٰ سے مسلسل لو لگانا اور اپنی کوتاہیوں پر توبہ کرتے رہنا۔

v- ذوق و شوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنا۔

vi-دنیا کی آسائشات اور سہولیات سے رغبت نہ رکھنا۔

ازواجِ مطہرات کی عظمت کا ثبوت ہے کہ وہ مذکورہ بالا تمام صفات سے بتمام و کمال آراستہ اور مزین تھیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ رہنے کے اعزاز سے محروم ہو جاتیں۔

آیات ٦ تا ۷

بچاؤ اپنے آپ کو اور گھر والوں کو آگ سے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو !

قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا	بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے
وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ	جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں
عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ	مقرر ہیں اُس پر سخت دل، زبردست فرشتے
لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ	وہ نافرمانی نہیں کرتے اللہ کی اُس میں جو وہ حکم دیتا ہے اُنہیں
وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝٦	اور کرتے وہی ہیں جس کا اُنہیں حکم دیا جاتا ہے۔
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	اے وہ لوگو جنہوں نے کفر کیا!
لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ	عذر پیش نہ کرو آج کے دن
اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝٧ ع	بے شک تم بدلہ میں دیے جاؤ گے وہی جو تم کیا کرتے تھے۔

ع ۱۹

سربراہِ خاندان کی ذمہ داری ہے کہ جہاں وہ اپنے خاندان کی مادی ضروریات پوری کرنے کا اہتمام کرے وہیں اُن کی اخلاقی و روحانی تربیت کر کے اُنہیں جہنم کی آگ سے بچانے کی بھی کوشش کرے۔ اِس کے لیے سب سے پہلے خود عمل کر کے اپنی ذات کو ایک نمونہ بنائے۔ اِس کے ساتھ ساتھ گھر والوں کو اُن جرائم سے بچنے کی تلقین کرے جو جہنم کی آگ میں لے جانے والے ہیں۔ اِن جرائم میں شرک، بدعت، حرام خوری کی مختلف صورتیں، جنسی بے راہ روی، بے پردگی و بے حیائی، جھوٹ، وعدہ خلافی، خیانت، عبادات کی ادائیگی سے غفلت، دینی ذمہ داریاں ادا کرنے سے گریز، حقوق العباد میں کوتاہی وغیرہ شامل ہیں۔ آخرت میں سربراہِ خاندان سے اپنے گھر والوں کی تربیت کے بارے میں باز پرس ہو گی۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے: اَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ (بخاری، مسلم)

"جان لو! تم میں سے ہر اک نگران ہے اور ہر اک سے اُس کے ماتحت لوگوں کے بارے میں سوال ہو گا"۔

ممکن ہے آج ہم محبت اور نرمی میں اولاد کو گناہوں کے اعتبار سے ڈھیل دے رہے ہوں لیکن ایسا کرنا اُن سے دشمنی ہے۔ اِس طرح نرمی کر کے ہم اُن کے لیے جہنم کی راہ آسان کر رہے ہیں۔ وہ جہنم کہ جس پر ایسے فرشتے مامور ہیں جو انتہائی بے رحم اور طاقتور ہیں۔ جن بد نصیبوں نے خاندان کی تربیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پرواہ نہیں کی وہ عملی اعتبار سے کفر کے مرتکب ہوئے۔ روزِ قیامت اُن کی کوئی معذرت قبول نہ کی جائے گی اور اُنہیں اپنے جرائم اور غفلت کا عذاب چکھنا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس انجامِ بد سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیت ۸

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو سچی توبہ!

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! توبہ کرو اللہ کی جناب میں خالص توبہ
عَسٰی رَبُّكُمْ اَنْ یُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ	امید ہے تمہارا ربّ کہ وہ دور کر دے تم سے تمہاری برائیاں
وَ یُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ	اور داخل کرے تمہیں اُن باغات میں بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں
یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ	جس دن رسوا نہیں کرے گا اللہ نبیؐ کو
وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ	اور اُن لوگوں کو جو ایمان لائے نبیؐ کے ساتھ
نُوْرُهُمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ بِاَیْمَانِهِمْ	اُن کا نور دوڑتا ہو گا اُن کے سامنے اور اُن کی دائیں طرف

يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا	وہ کہہ رہے ہو ں گے کہ اے ہمارے ربّ! پورا فرمادے ہمارے لیے ہمارا نور
وَاغْفِرْ لَنَا	اور بخش دے ہمیں
اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝٨	بے شک تو ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

اِس آیت میں اہل ایمان کو تلقین کی گئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گناہوں سے توبہ کریں، بالکل خالص توبہ۔ مولانا مودودی نے علامہ زمخشری کی تفسیر کشاف کے حوالے سے اِس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے سیدنا علیؓ نے خالص توبہ کی حسب ذیل شرائط بیان کی ہیں:

i -جو کچھ ہو چکا ہے اِس پر سچی ندامت ہو۔

ii- اپنے جن فرائض سے غفلت برتی ہو اُن کو ادا کیا جائے۔

iii-جس کا حق مارا ہو اُسے واپس کر دیا جائے۔

iv-جس کو تکلیف پہنچائی ہو اُس سے معافی مانگ لی جائے۔

v-آئندہ کے لیے عزم کر لیا جائے کہ وہ گناہ دوبارہ نہیں کیا جائے گا جس پر توبہ کی جا رہی ہے۔

vi-اپنے نفس کو اللہ کی اطاعت میں گھلا دیا جائے جس طرح اب تک اُسے نافرمانی کا خوگر بنائے رکھا تھا۔ اُسے اطاعت کی تلخی کا مزا چکھایا جائے جس طرح اب تک اُسے نافرمانیوں کی حلاوت کا مزا چکھایا جا رہا تھا۔

جو لوگ خالص توبہ کریں گے اللہ تعالیٰ اُن کے گناہ معاف فرمادے گا۔ پل صراط کے تاریک مرحلہ میں اُنہیں وہ نور حاصل ہو گا جس کی مدد سے وہ جہنم سے بچ کر جنت میں چلے جائیں گے۔ پھر وہ اُنہیں جنت کی لازوال نعمتوں سے سرفراز فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ سعادت نصیب فرمائے۔ آمین!

آیت ۹

اہل باطل کے ساتھ سختی کرنے کی تلقین

منافقین و کفار کے خلاف جہاد کا حکم

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ	اے نبیؐ ! جہاد کیجیے کافروں اور منافقوں سے
وَ اغْلُظْ عَلَیْهِمْ	اور سختی کیجیے اُن پر
وَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ	اور اُن کا ٹھکانہ جہنم ہے
وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ ۝۹	اور وہ بری لوٹنے کی جگہ ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے مزاج میں حد درجہ نرمی تھی۔ کافر اور خاص طور پر منافقین اِس نرمی کا ناجائز فائدہ اٹھاتے تھے۔ آپ ﷺ پر طنز کرتے اور آپ ﷺ کے صبر و تحمل سے اور زیادہ جری ہوتے۔ مال و جان کی قربانی دینے سے گریز کے لیے جھوٹے بہانے بناتے۔ آپ ﷺ جب اُن کے بہانے قبول کر لیتے تو خود کو بڑا عقلمند اور آپ ﷺ کو معاذ اللہ فہم و فراست سے عاری قرار دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اے نبی ﷺ !اِن بد بختوں کے خلاف جہاد کیجیے اور اُن کے ساتھ سخت رویہ اختیار کیجیے۔ یہاں جہاد سے مراد یہ ہے کہ اُن کی منافقانہ روش سے چشم پوشی نہ برتی جائے۔ اُن کی پیدا کردہ گمراہیوں کا جواب دے کر حق کو واضح کیا جائے۔ اُن کی سازشوں کو بے نقاب کر کے کھلم کھلا اُن کی مذمت کی جائے تاکہ معاشرے میں اُن کے لیے عزت و احترام باقی نہ رہے۔ یہاں جہاد سے مراد جنگ نہیں کیونکہ آپ ﷺ نے کبھی بھی منافقین کے خلاف کوئی جنگ نہیں کی۔

آیات ۱۰ تا ۱۲
خواتین کا علیحدہ تشخص

ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ امْرَاَتَ لُوْطٍ	مثال بیان کی اللہ نے اُن لوگوں کے لیے جنہوں نے کفر کیا نوحؑ اور لوطؑ کی بیویوں کی
کَانَتَا تَحْتَ عَبْدَیْنِ	وہ دونوں تھیں دو ایسے بندوں کے نکاح میں
مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَیْنِ	جو ہمارے نیک بندوں میں سے تھے
فَخَانَتٰھُمَا	اُن دونوں عورتوں نے خیانت کی اُن دونوں بندوں کے ساتھ
فَلَمْ یُغْنِیَا عَنْھُمَا مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا	تو وہ دونوں بندے کام نہ آئے اُن دونوں عورتوں کے اللہ کے سامنے کچھ بھی
وَ قِیْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِیْنَ ﴿۱۰﴾	اور کہہ دیا گیا تم دونوں عورتیں داخل ہو جاؤ آگ میں داخل ہونے والوں کے ساتھ۔
وَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ	اور مثال بیان کی اللہ نے اُن لوگوں کے لیے جو ایمان لائے فرعون کی بیوی کی

اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ	جب اُنھوں نے کہا اے میرے ربّ! بنادے میرے لیے اپنے پاس ایک گھر جنت میں
وَ نَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَ عَمَلِهٖ	اور بچالے مجھے فرعون اور اُس کے عمل سے
وَ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ⑪	اور بچالے مجھے ظالم لوگوں سے۔
وَ مَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا	اور عمران کی بیٹی مریم (کی مثال) جنھوں نے حفاظت کی اپنی عصمت کی
فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا	تو ہم نے پھونک دی اُن (کے وجود) میں اپنی طرف سے روح
وَ صَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَ كُتُبِهٖ	اور اُنھوں نے تصدیق کی اپنے ربّ کی باتوں اور اُس کی کتابوں کی
وَ كَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ⑫ ع ۲ ۵ ۲۰	اور وہ تھیں اطاعت کرنے والوں میں سے۔

دنیا میں خاندان کا نظام خوشگوار ماحول میں قائم رکھنے کے لیے بیوی کو شوہر کے تابع کیا گیا ہے۔ البتہ روزِ قیامت بیوی شوہر کے تابع نہ ہوگی۔ وہ زیادہ خیر کے کام کرکے شوہر سے آگے نکل سکتی ہے۔ گویا اخلاقی لحاظ سے عورت کا علیحدہ تشخص ہے اور وہ اِس کے اعتبار سے قیامت کے روز اپنے عمل کا بدلہ پائے گی۔ اِس حقیقت کو واضح کرنے کے لیے تین مثالیں دی گئیں :

i- بعض عورتیں بد اعمالیوں کی وجہ سے جہنم میں جائیں گی اور اُن کے شوہر جنت میں جائیں گے۔ مثلاً سیدنا نوحؑ اور سیدنا لوطؑ جنتی ہیں جبکہ اُن دونوں کی بیویاں جہنمی۔

ii- کچھ خواتین اپنی نیکیوں کی بدولت جنت میں جائیں گی لیکن اُن کے شوہر جہنم میں ہوں گے۔ مثال کے طور پر فرعون بد بخت جہنم میں ہوگا اور اُس کی بیوی حضرت آسیہ سلام علیھا جنت میں ہوں گی۔

iii- خاتون اور اُس کا سرپرست دونوں جنت میں ہوں گے جیسے حضرت مریم سلام علیھا اور اُن کے سرپرست سیدنا زکریاؑ۔
ایسی صورت کہ بیوی اور شوہر دونوں اپنے اپنے نیک اعمال کے نتیجہ میں جنتی ہوں گے حضرت محمد ﷺ اور ازواجِ مطہرات کی ہے۔ اِسی طرح وہ مثال کہ بیوی اور شوہر دونوں اپنے سیاہ اعمال کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے ابو لہب اور اُس کی بیوی ام جمیل کی ہے ۔اللہ تعالیٰ تمام بہنوں کو زیادہ سے زیادہ تقویٰ اختیار کرنے اور نیکیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین !

سورۂ ملک

اللہ تعالیٰ کی بے مثال قدرتوں کا بیان

اِس سورۂ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کے لامحدود اختیار اور دنیا و آخرت میں ظاہر ہونے والی اُس کی بے مثال قدرتوں کا بیان بڑے مؤثر اور جامع اسلوب میں بیان ہوا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۵ قرآن کا تصورِ خالق، کائنات اور انسان
- آیات ۶ تا ۱۴ احوالِ آخرت
- آیات ۱۵ تا ۲۳ اللہ تعالیٰ کی بے مثال قدرتیں اور نعمتیں
- آیات ۲۴ تا ۲۷ نعمتوں کا حساب ہو کر رہے گا
- آیات ۲۸ تا ۳۰ منکرین حق کے لیے دعوتِ غور و فکر

آیات ۱ تا ۲

سلسلۂ موت و حیات کی حکمت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ	بہت برکت والا ہے وہ جس کے ہاتھ میں ہے کل بادشاہی
وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ ۙ﴿۱﴾	اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔
اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ	جس نے بنایا موت اور زندگی کو

لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا	تاکہ وہ آزمائے تمہیں کہ کون تم میں سے اچھا ہے عمل میں
وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۝۲	اور وہی زبردست ہے، بہت بخشنے والا۔

کائنات اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے اور اِس کی تدبیر و انتظام اور فرمانروائی کے تمام اختیارات بھی اُسی کے ہاتھ میں ہیں۔ اُس کی قدرت لامحدود ہے اور وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ انسانوں کے لیے اُس نے موت وحیات کا سلسلہ جاری فرمایا۔ پہلے اُن کی روحوں کو تخلیق کیا اور عہدِ الست یعنی اپنے رب ہونے کا اقرار لے کر موت کی نیند سلا دیا۔ پھر زندہ کیا اور جسم کے ساتھ دنیوی زندگی بسر کرنے کے لیے دنیا میں بھیج دیا۔ پھر وہ ہر انسان کو موت دے گا اور آخر کار آخرت میں اُنہیں ابدی زندگی کے لیے زندہ کیا جائے گا ۔ دو موتوں کے درمیان جو دنیوی زندگی ہے وہ عارضی اور محدود زندگی ہے لیکن یہ انتہائی اہم ہے۔ اِس زندگی کو اللہ تعالیٰ نے امتحان کے لیے بنایا ہے۔ بقول اقبال

قلزمِ ہستی سے تو ابھرا ہے مانندِ حباب
اِس زیاں خانے میں تیرا امتحاں ہے زندگی

جس نے دنیا کی زندگی اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق اچھے اعمال کرتے ہوئے گزاری وہ آخرت کی ابدی زندگی میں جنت کی نعمتوں سے سرفراز ہو گا۔ اِس کے برعکس جس نے دنیا کی زندگی میں اُس کے احکامات کا پاس نہ کیا وہ جہنم کے ابدی عذاب سے دوچار ہو گا۔

آیات ۳ تا ۵

اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہر نقص سے پاک ہے

اَلَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا	اللہ نے پیدا فرمائے سات آسمان اوپر نیچے
مَا تَرٰى فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ	تم نہیں دیکھو گے رحمٰن کی تخلیق میں کوئی بے ربطی

فَارْجِعِ الْبَصَرَ	پس لوٹاؤ (دیکھنے کے لیے) نگاہ
هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۝۳	کیا تم نے دیکھا کوئی شگاف؟
ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ	پھر لوٹاؤ نگاہ بار بار
يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا	پلٹ آئے گی تمہاری طرف نگاہ ناکام ہو کر
وَّهُوَ حَسِيْرٌ ۝۴	اور وہ ہو گی تھکی ماندی۔
وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ	اور یقیناً ہم نے زینت بخشی ہے قریبی آسمان کو چراغوں سے
وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ	اور ہم نے بنایا ہے اُنہیں مار بھگانے کا ذریعہ شیطانوں کے لیے
وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ۝۵	اور ہم نے تیار کر رکھا ہے اُن (شیطانوں) کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ کا عذاب۔

اللہ تعالیٰ نے وسیع و عریض کائنات تخلیق کی ہے اور اِس میں سات آسمان تہہ بہ تہہ بنائے ہیں۔ یہ کائنات ایک انتہائی منظم اور مُحکم سلطنت ہے جس میں ڈھونڈے سے بھی کوئی عیب یا کمی یا خلل تلاش نہیں کیا جا سکتا۔ جب بھی کوئی نگاہ اِس کائنات کی تخلیق میں کوئی نقص تلاش کرنے کی کوشش کرے گی وہ ضرور ناکامی سے دوچار ہو گی۔ اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر زمین کے قریب ترین آسمان کو ستاروں جیسے روشن چراغوں کے ذریعہ زینت بخشی ہے۔ پھر یہی ستارے وہ حفاظتی چوکیاں ہیں جہاں فرشتے اُن جنات کو مار بھگانے کے لیے مامور ہیں جو آسمان پر جا کر اللہ کے احکامات کی سن گن لینے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر کوئی جن کوئی خبر اچک لے تو یہی فرشتے دہکتی ہوئی آگ کے انگارے پھینک کر اُسے ہلاک کر ڈالتے ہیں۔

آیات ۶ تا ۹

جہنم کا جوش اور غضب

وَ لِلَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ	اور اُن کے لیے جنہوں نے کفر کیا اپنے ربّ کا جہنم کا عذاب ہے
وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ ۝۶	اور وہ بہت بری ہے لوٹنے کی جگہ۔
اِذَاۤ اُلْقُوْا فِیْهَا	جب وہ ڈالے جائیں گے اُس میں
سَمِعُوْا لَهَا شَهِیْقًا	وہ سنیں گے اُس کا دھاڑنا
وَ هِیَ تَفُوْرُ ۝۷	اور وہ جوش مار رہی ہو گی۔
تَكَادُ تَمَیَّزُ مِنَ الْغَیْظِ	قریب ہو گا وہ پھٹ پڑے غصے سے
كُلَّمَاۤ اُلْقِیَ فِیْهَا فَوْجٌ	جب بھی ڈالا جائے گا اُس میں کوئی گروہ
سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَاۤ	پوچھیں گے اُن سے جہنم پر مامور فرشتے
اَلَمْ یَاْتِكُمْ نَذِیْرٌ ۝۸	کیا نہیں آیا تھا تمہارے پاس کوئی خبردار کرنے والا؟
قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِیْرٌ	وہ کہیں گے کیوں نہیں! یقیناً ہمارے پاس آئے تھے خبردار کرنے والے
فَكَذَّبْنَا	تو ہم نے جھٹلایا
وَ قُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ	اور ہم نے کہا نہیں نازل کی اللہ نے کوئی چیز

اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ كَبِیْرٍ ۝۹	تم لوگ نہیں ہو مگر بڑی گمراہی میں۔

ایسے بدنصیبوں کا ٹھکانہ جہنم ہے جنہوں نے رسولوں کی تعلیمات کو کوئی اہمیت نہ دی۔ جب وہ جہنم میں گرائے جائیں گے تو دیکھیں گے کہ جہنم کی آگ جوش سے باہر کی طرف ابل رہی ہو گی۔ جہنم کا غیظ وغضب زور دار دھاڑ کی آواز کی صورت میں ظاہر ہو رہا ہو گا۔ ایسے محسوس ہو گا کہ وہ اپنے غضب سے پھٹ پڑے گی۔ جہنم پر مامور فرشتے اُس میں داخل ہونے والے ہر گروہ سے پوچھیں گے کہ کیا تمہیں اِس ہولناک انجام سے خبر دار کرنے والے نہیں آئے تھے؟ بدنصیب جہنمی اعتراف کریں گے کہ ہمارے پاس خبر دار کرنے والے آئے تھے لیکن ہم نے اُنہیں جھٹلا دیا اور بربادی کا راستہ اختیار کیا۔

آیات ۱۰ تا ۱۲

ہدایت پانے کی دو صورتیں

وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ	اور جہنمی کہیں گے اگر ہم سنتے یا سمجھتے
مَا كُنَّا فِیْۤ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ۝۱۰	ہم نہ ہوتے بھڑکتی ہوئی آگ والوں میں سے۔
فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ	پس وہ اقرار کریں گے اپنے گناہ کا
فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ۝۱۱	تو پھٹکار ہے بھڑکتی ہوئی آگ والوں کے لیے۔
اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ	بے شک جو لوگ ڈرتے ہیں اپنے ربّ سے بن دیکھے
لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِیْرٌ ۝۱۲	اُن کے لیے بخشش اور بڑا اجر ہے۔

اہل جہنم بڑی ندامت سے اپنے جرائم کا اعتراف کریں گے۔ وہ حسرت سے کہیں گے کہ کاش ہم نے اہل حق کی دعوت کو توجہ سے سنا ہوتا یا خود ہی حقائق تک رسائی کے لیے غور وفکر کیا ہوتا تو ہدایت پا جاتے اور جہنم کے عذاب سے دوچار نہ ہوتے۔ افسوس کہ اُس روز یہ ندامت اُنہیں کوئی فائدہ نہ دے گی۔ اِس کے برعکس جن لوگوں نے اہل حق کی دعوت پر لبیک کہا یا غور وفکر کر کے

حق کی معرفت حاصل کی اور پھر اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے زندگی گزاری، اُن کے لیے بخشش اور شاندار اجر کے انعامات ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِن سعادت مندوں میں شامل فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۳ تا ۱۴

خالق کو مخلوق کی ہر بات کا علم ہے

وَ اَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ	اور تم چھپاؤ اپنی بات کو
اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ	یا کہو بلند آواز سے اُسے
اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۳﴾	بے شک وہ خوب جاننے والا ہے سینوں کی بات کو۔
اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ	کیا وہ نہیں جانتا جس نے پیدا کیا ہے؟
ع وَ هُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ ﴿۱۴﴾	اور وہی نہایت باریک بین، خوب باخبر ہے۔

ہم کسی بات کو ظاہر کریں یا پوشیدہ رکھیں، اللہ تعالیٰ کو ہر بات کا علم ہے۔ وہی ہمارا خالق ہے اور خالق اپنی مخلوق سے بے خبر نہیں ہو سکتا۔ اُسے معلوم ہے کہ ہمارے سینوں نے کون سے راز چھپا رکھے ہیں اور کن رازوں کو ظاہر کر دیا ہے۔ اخلاق کی صحیح بنیاد یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی باز پرس سے ڈر کر برائی سے بچیں، خواہ دنیا میں کوئی طاقت ہم پر گرفت کرنے والی ہو یا نہ ہو اور دنیا میں اِس سے کسی نقصان کا امکان ہو یا نہ ہو۔ ایسا طرزِ عمل اختیار کرنے والے ہی آخرت میں بخشش اور اجرِ عظیم کے مستحق ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاصِ نیت عطا فرمائے اور ظاہر کے ساتھ ساتھ باطنی اعتبار سے بھی ایمان، تقویٰ اور پاکیزگی عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۵ تا ۱۸

زمین ... اللہ تعالیٰ کی قدرت ورحمت کا مظہر

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا	وہی (اللہ) ہے جس نے کر دیا تمہارے لیے زمین کو تابع
فَامْشُوْا فِیْ مَنَاكِبِهَا	تو چلو اِس کے کندھوں (راستوں) میں
وَ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ	اور کھاؤ اللہ کے رزق میں سے
وَ اِلَیْهِ النُّشُوْرُ ﴿۱۵﴾	اور اُسی کی طرف اُٹھ کر جانا ہے۔
ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ	کیا تم بے خوف ہو گئے ہو اُس سے جو آسمان میں ہے
اَنْ یَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ	کہ وہ دھنسا دے تمہیں زمین میں
فَاِذَا هِیَ تَمُوْرُ ﴿۱۶﴾	پھر وہ بھی اچانک جب وہ لرز رہی ہو۔
اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ	یا تم بے خوف ہو گئے ہو اُس سے جو آسمان میں ہے
اَنْ یُّرْسِلَ عَلَیْكُمْ حَاصِبًا	کہ وہ بھیج دے تم پر پتھر برسانے والی ہوا
فَسَتَعْلَمُوْنَ كَیْفَ نَذِیْرِ ﴿۱۷﴾	پھر جلد ہی تم جان لو گے کیسا ہے میرا ڈرانا۔
وَ لَقَدْ كَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ	اور یقیناً جھٹلایا اُن لوگوں نے بھی جو اِن سے پہلے تھے
فَكَیْفَ كَانَ نَكِیْرِ ﴿۱۸﴾	تو کیسا تھا میرا عذاب دینا؟

وسیع و عریض زمین اللہ تعالیٰ کی قدرتِ تخلیق کا ایک عظیم شاہکار ہے اور ہمارے لیے نعمتوں کا دستر خوان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اِسے ہمارے لیے تابع کر رکھا ہے۔ ہم اِس پر اطمینان سے چلتے پھرتے ہیں، زرعی اور تجارتی سرگرمیاں انجام دیتے ہیں، رہائش

اختیار کرتے ہیں اور اِس کے بیش بہا خزانوں کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ البتہ ہر وقت یہ حقیقت سامنے رہنی چاہیے کہ ہم نے مرنے کے بعد اِن نعمتوں کی جوابدہی کرنی ہے۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں لیکن پھر اُسی کی نافرمانی کریں تو وہ ہمیں دنیا و آخرت کے عذاب سے دوچار کر دے گا۔ دنیا میں زمین کی نعمت، زلزلہ سے زحمت بھی بن سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آسمان سے، تیز آندھیوں یا بارشوں کے ذریعہ ہمیں جرائم اور ناشکری کی سزا دے سکتا ہے۔ ماضی میں مجرم قوموں کا انجام ہمارے لیے عبرت ناک مثالیں پیش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر ادا کر کے پاکیزہ زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۹

اللہ تعالیٰ ہی ہر شے کا نگہبان ہے

اَوَ لَمْ یَرَوْا اِلَى الطَّیْرِ فَوْقَهُمْ	کیا اُنہوں نے نہیں دیکھا پرندوں کو اپنے اوپر
صٰٓفّٰتٍ وَّ یَقْبِضْنَ	پر پھیلائے ہوئے اور کبھی وہ پر سمیٹ رہے ہوتے ہیں
مَا یُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ	کوئی نہیں تھام رہا ہوتا اُنہیں سوائے رحمان کے
اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍۭ بَصِیْرٌ ﴿۱۹﴾	بے شک وہ ہر چیز کو خوب دیکھنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک مظہر فضا میں اڑتے ہوئے پرندے ہیں۔ وہ کبھی پروں کو حرکت دیتے ہوئے اڑتے ہیں اور کبھی پروں کو پھیلائے ہوئے تیر رہے ہوتے ہیں۔ اِن پرندوں کو فضا میں اللہ تعالیٰ ہی تھامے رکھتا ہے۔ اُسی نے پرندوں کی ایسی ساخت بنائی جس سے وہ اڑنے کے قابل ہوئے۔ اُسی نے ہوا کو اُن قوانین کا پابند کیا جن کی بدولت بھاری جسم رکھنے والی چیزوں کا اُس میں اڑنا ممکن ہوا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ صرف پرندوں کو ہی نہیں اللہ تعالیٰ ہر شے کو تھامے ہوئے ہے، اُس کا نگہبان ہے اور اُس کی ہر ضرورت کو پورا کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں احسان مندی کی روش اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۰ تا ۲۱

معبودانِ باطل کی بے بسی ولاچارگی

اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ	بھلا کوئی ایسا ہے جو تمہارا لشکر ہو
یَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ	جو مدد کرے تمہاری رحمان کے مقابلے میں؟
اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِیْ غُرُوْرٍ ﴿۲۰﴾	نہیں ہیں یہ کافر مگر دھوکے میں۔
اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ یَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ	یا کوئی ایسا ہے جو رزق دے تمہیں اگر اللہ روک لے اپنا رزق؟
بَلْ لَّجُّوْا فِیْ عُتُوٍّ وَّ نُفُوْرٍ ﴿۲۱﴾	بلکہ وہ اڑے ہوئے ہیں سرکشی اور نفرت میں۔

شرک کرنے والوں کو غور کرنا چاہیے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب نازل ہو تو کیا کوئی ہے ایسا معبود جو اُن کی مدد کر سکے یا اُنہیں عذاب سے بچا سکے؟ اگر اللہ تعالیٰ رزق کی پیداوار روک دے تو ہے کوئی ہستی جو مخلوقات کے لیے رزق پیدا کر سکے؟ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے سوا جن معبودوں کو پکارا جاتا ہے وہ سب کے سب لاچار اور بے بس ہیں۔ اِس حقیقت سے شرک کرنے والے واقف ہیں لیکن پھر بھی ہٹ دھرمی اور ضد کے ساتھ شرک پر ڈٹے ہوئے ہیں۔

آیت ۲۲

انسان وہی ہے جس کا کوئی مقصدِ زندگی ہو

اَفَمَنْ یَّمْشِیْ مُكِبًّا عَلٰی وَجْهِهٖۤ اَهْدٰۤی	تو کیا وہ شخص جو چلتا ہے الٹا ہو کر اپنے منہ کے بل زیادہ ہدایت پر ہے

اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۲۲﴾	یا وہ جو چلتا ہے بالکل سیدھا ہو کر سیدھی راہ پر۔

اِس آیت میں ایسے شخص کو جانور سے تشبیہ دی گئی ہے جس کے سامنے کوئی مقصدِ زندگی نہیں اور وہ جانوروں کیطرح سر جھکائے پیٹ بھرنے کی اشیاء کی تلاش میں ہی لگا ہوا زندگی کے دن پورے کر رہا ہے۔ انسان اور جانور میں بنیادی فرق مقصدِ زندگی کا ہے ۔ جانور کا کوئی مقصد نہیں ہوتا بلکہ انسان اُسے اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرتا ہے۔ اِسی طرح اگر کوئی انسان بھی صرف حیوانات کی طرح پیٹ بھرنے، نسل بڑھانے اور سر چھپانے کے لیے محنت کر رہا ہو تو وہ انسان کی صورت میں حیوان ہے۔ وہ زندگی نہیں گزار رہا بلکہ زندگی اُسے گزار رہی ہے۔ دراصل انسان وہ ہے جو حیوانی تقاضوں کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ کسی اعلیٰ مقصدِ زندگی کو اختیار کر کے اُس کے لیے سرگرمِ عمل ہو۔ مقصدِ زندگی جتنا اونچا ہو گا انسان کا کردار بھی اتنا ہی اونچا ہو گا۔ افسوس ہے اُس پر جو بے مقصد زندگی بسر کر رہا ہے، بقول اقبال

میر سپاہ ناسزا، لشکریاں شکستہ صف
آہ! وہ تیر نیم کش جس کا نہ ہو کوئی ہدف

اعلیٰ ترین مقصد وہ ہے جو نبی اکرم ﷺ کا تھا۔ مظلوموں کی مدد کرنا اور دنیا سے ظلم و استحصال کا نظام ختم کر کے اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ عادلانہ نظام قائم کرنا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہی مقصدِ زندگی اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

میری زندگی کا مقصد تیرے دیں کی سرفرازی
میں اِسی لیے مسلماں، میں اِسی لیے نمازی

آیت ۲۳

انسان پر اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم

قُلْ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَكُمْ	اے نبیؐ! فرمایئے وہی (اللہ) ہے جس نے پیدا کیا تمہیں
وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ	اور بنائے تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل

قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۳﴾	بہت کم تم شکر کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو دیگر مخلوقات پر فضیلت دی۔ فضیلت کا بڑا مظہر ہے علم کی دولت سے سرفراز کرنا۔ علم کی دولت کے حصول کے لیے انسان کو سماعت، بصارت اور عقل دی گئی ہے۔ انسان مختلف آوازوں کو سنتا ہے، مختلف اشیاء کو دیکھتا ہے اور عقل کے ذریعہ سماعت وبصارت کا تجزیہ کر کے نتائج اخذ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِن صلاحیتوں کو استعمال کر کے حقائق کی معرفت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! اِسی طرح اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کیا جا سکتا ہے۔ اگر انسان اِن نعمتوں کو استعمال نہیں کرتا اور حق کی معرفت حاصل نہیں کرتا تو اُس میں اور حیوانات میں کیا فرق رہ جاتا ہے؟

آیات ۲۴ تا ۲۷

قیامت ضرور آئے گی

قُلْ هُوَ الَّذِیْ ذَرَاَكُمْ فِی الْاَرْضِ	اے نبیؐ! فرمایئے وہی (اللہ) ہے جس نے پھیلا دیا ہے تمہیں زمین میں
وَ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾	اور اُسی کی طرف تم جمع کیے جاؤ گے۔
وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ	اور وہ کہتے ہیں کب پورا ہو گا یہ (قیامت کا) وعدہ
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۵﴾	اگر تم سچے ہو؟
قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ	فرمایئے بے شک یہ علم تو اللہ ہی کے پاس ہے
وَ اِنَّمَاۤ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۲۶﴾	اور بے شک میں تو ہوں ہی واضح خبردار کرنے والا
فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً	پھر جب وہ دیکھیں گے اُسے قریب
سِیْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا	بگڑ جائیں گے چہرے اُن لوگوں کے جنہوں نے کفر کیا

وَ قِیْلَ هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ﴿۲۷﴾	اور کہا جائے گا یہی ہے وہ تم جسے مانگا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو پیدا فرمایا اور وسیع و عریض زمین میں پھیلا دیا۔ پھر وہ اُن سب کو روزِ قیامت دوبارہ جمع فرمائے گا ۔کافر سوال کرتے ہیں کہ قیامت کا دن کب آئے گا؟ نبی اکرم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ کافروں کو بتادیں کہ قیامت کے آنے کا وقت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ البتہ میں تمہیں خبر دار کر رہا ہوں کہ قیامت آئے گی ضرور۔ اُس روز کافروں کی صورتیں بگڑ جائیں گی اور ہوش اُڑ جائیں گے۔ اُن سے کہا جائے گا کہ یہ ہے وہ آفت جس کے بارے میں تم جلدی مچا رہے تھے۔

آیات ۲۸ تا ۲۹

کافروں کے لیے دعوت غور و فکر

قُلْ اَرَءَیْتُمْ	اے نبیؐ! فرمائیے کیا تم نے دیکھا
اِنْ اَهْلَكَنِیَ اللّٰهُ وَ مَنْ مَّعِیَ	اگر ہلاک کر دے اللہ مجھے اور اُنہیں جو میرے ساتھ ہیں
اَوْ رَحِمَنَا	یا وہ رحم فرمائے ہم پر
فَمَنْ یُّجِیْرُ الْكٰفِرِیْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۲۸﴾	تو کون ہے جو بچائے گا کافروں کو دردناک عذاب سے؟
قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ	فرمائیے وہ بے حد رحم فرمانے والا ہے
اٰمَنَّا بِهٖ	ہم ایمان لائے ہیں اُس پر
وَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْنَا	اور اُسی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے
فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۹﴾	تو جلد ہی تم جان لو گے کہ کون ہے جو کھلی گمراہی میں ہے۔

اِن آیات میں کافروں کو دعوتِ غور و فکر دی گئی ہے۔ وہ بدبخت نبی ﷺ کو کوستے تھے اور آپ ﷺ اور اہل ایمان کے لیے ہلاکت کی دعائیں مانگتے تھے۔ اُن سے کہا گیا کہ مسلمانوں کے انجام کے بجائے اپنے انجام کی فکر کرو۔ مسلمان چاہے ہلاک کر دیے جائیں یا اُن پر رحم کیا جائے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کافروں کو عذاب سے کون بچائے گا؟ وہ لاچار اور بے بس معبودوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرا کر عذاب کے مستحق تو ہو چکے ہیں۔ کیا اُن کے معبود اُنہیں اُس کی پکڑ سے بچا سکیں گے؟ اِس کے برعکس مسلمانوں کا توکل و بھروسہ اُسی پر ہے، لہٰذا وہ ضرور اُن پر رحم فرمائے گا۔ جو لوگ اُس پر ایمان لائے ہیں اور اُسی پر توکل کر رہے ہیں، کافر اُنہیں گمراہ سمجھ رہے ہیں۔ عنقریب وہ وقت آئے گا جب یہ بات کھل جائے گی کہ حقیقت میں گمراہ کون تھا؟

آیت ۳۰

ایسا سوال جو سوچنے پر مجبور کر دے

قُلْ اَرَءَيْتُمْ	اے نبیؐ! فرمایئے کیا تم نے دیکھا
اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا	اگر ہو جائے تمہارے پانی کا زمین میں گہرا اتر جانا
فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ۝۳۰ ع	تو کون ہے جو لائے گا تمہارے پاس بہتا ہوا پانی؟

آخری آیت میں کافروں کے سامنے ایک سوال رکھ دیا گیا اور اُنہیں اُس پر سوچنے کے لیے چھوڑ دیا گیا۔ عرب کے صحراؤں اور پہاڑی علاقوں میں زندگی کا سارا انحصار اُس پانی پر ہوتا ہے جو کسی جگہ زمین سے نکل آتا ہے۔ اگر یہ پانی زمین میں اُتر کر غائب ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود ہے جو یہ آبِ حیات لا کر دے سکتا ہو؟ اگر نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت کا کیا جواز ہے؟ بلاشبہ ہر نعمت اللہ تعالیٰ ہی کے خزانہ سے ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سورۂ قلم

نبی ﷺ کی عظمت اور مخالفین کی ذلت کا بیان

اِس سورۂ مبارکہ کے اوّل و آخر نبی اکرم ﷺ کی عظمت اور درمیان میں آپ ﷺ کے مخالفین کی ذلت و پستی کا بیان ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۷ — عظمت مصطفیٰ ﷺ کا بیان
- آیات ۸ تا ۱۶ — آپ ﷺ کے دشمنوں کی خباثت کا بیان
- آیات ۱۷ تا ۳۳ — باغ والوں کا قصہ بطورِ عبرت
- آیات ۳۴ تا ۴۱ — مخالفین کے باطل تصورات کی نفی
- آیات ۴۲ تا ۴۷ — مخالفین کے برے انجام کا ذکر
- آیات ۴۸ تا ۵۲ — نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی کا بیان

آیات ۱ تا ۴

نبی اکرم ﷺ اخلاق کے بلند ترین مرتبہ پر ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نٓ	ن
وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝۱	قسم ہے قلم کی ! اور اُس کی جو وہ لکھتے ہیں۔
مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝۲	اے نبیؐ ! نہیں ہیں آپؐ اپنے ربّ کی نعمت سے مجنون۔

وَ اِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ ۝۳	اور بے شک آپؐ کے لیے یقیناً ایسا اجر ہے جو ختم ہونے والا نہیں ہے۔
وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۝۴	اور بے شک آپؐ یقیناً عظیم اخلاق کے مرتبے پر ہیں۔

نبی اکرم ﷺ پر جب پہلی وحی نازل ہوئی اور آپ ﷺ غارِ حرا سے گھبرائے ہوئے گھر تک آئے تو مشرکین مکہ نے مشہور کر دیا کہ آپ ﷺ پر کسی جن کا سایہ ہو گیا ہے اور معاذ اللہ آپ ﷺ مجنون ہیں۔ اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دلجوئی کے لیے فرمایا کہ قلم اور اُس کے ذریعہ لکھی جانے والی پوری تاریخ انسانی کی تحریریں گواہ ہیں کہ آپ ﷺ مجنون نہیں۔ کوئی مجنون قرآن جیسا اعلیٰ علمی و ادبی کلام لوگوں کے سامنے بیان نہیں کر سکتا۔ نہ ہی کوئی مجنون اخلاق کے اُس عظیم مقام تک پہنچ سکتا ہے جس پر آپ ﷺ فائز ہیں۔ ایسا اخلاق کہ جس کی عظمت و بلندی کا اعتراف دشمنوں نے بھی کیا۔ آپ ﷺ کی صداقت، دیانت، وعدوں کی پاسداری، بردباری، عدالت، قول و فعل کی مطابقت اور عفو و درگزر کی شان مثالی تھی۔ ہٹ دھرمی کرنے والے اپنی گستاخیوں سے آپ ﷺ کا دل دکھاتے رہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لیے ایسا اجر طے کر دیا ہے جس کی کوئی انتہا نہ ہو گی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو آپ ﷺ کی محبت کی خوشبو سے معطر، آپ ﷺ کی عظمت کے احساس سے مزین اور آپ ﷺ کے ادب و احترام کے پاس سے مؤدب فرمائے۔ آمین !

آیات ۵ تا ۷

جلد ظاہر ہو جائے گا کون بھٹک گیا ہے؟

فَسَتُبْصِرُ	پس اے نبیؐ ! جلد ہی آپؐ دیکھ لیں گے
وَ یُبْصِرُوْنَ ۝۵	اور وہ بھی دیکھ لیں گے۔
بِاَیِّىكُمُ الْمَفْتُوْنُ ۝۶	کہ تم لوگوں میں سے کون فتنہ میں ڈالا ہوا ہے۔

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ	بے شک آپؐ کا ربّ ہی زیادہ جاننے والا ہے اُس کو جو بھٹک گیا ہے اُس کی راہ سے
وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ ۝۷	اور وہی زیادہ جاننے والا ہے ہدایت پانے والوں کو۔

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ مخالفین آپ ﷺ کو آسیب زدہ قرار دے رہے ہیں لیکن جلد ہی ظاہر ہو جائے گا کہ کون ہدایت پر ہے اور کون سیدھی راہ سے بھٹک گیا ہے۔ آپ ﷺ نہ صرف ہدایت پر ہیں بلکہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے دوسروں کو ہدایت کی راہ دکھانے کے لیے بھیجا ہے۔ جو لوگ آپ ﷺ کی مخالفت کر رہے ہیں وہی ہیں جو بھٹکے ہوئے ہیں سیدھی راہ سے اور ضد اور ہٹ دھرمی میں پاگل پن کی حرکتیں کر رہے ہیں۔

آیات ۸ تا ۹

باطل کے ساتھ سمجھوتا نہیں ہو سکتا

فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِیْنَ ۝۸	تو اے نبیؐ! آپؐ بات نہ مانیے جھٹلانے والوں کی۔
وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ	وہ چاہتے ہیں کاش آپؐ نرمی اختیار کر لیں
فَیُدْهِنُوْنَ ۝۹	تو وہ بھی نرم پڑ جائیں گے۔

مشرکین مکہ جب آپ ﷺ کو طنز، تشدد اور لالچ کے ذریعہ حق کی راہ سے نہ ہٹا سکے تو پھر سودے بازی کی پیشکش کرنے لگے۔ وہ چاہتے تھے کہ آپ ﷺ اُن کی کچھ باتیں مان لیں تو وہ بھی آپ ﷺ کی کچھ باتوں کو مان لیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو منع فرمایا کہ اہل باطل کے ساتھ کوئی سمجھوتا ہرگز نہ کریں۔ حق وہی ہوتا ہے جو خالص ہو۔ اگر حق کے ساتھ تھوڑے سے باطل کی آمیزش ہو گئی تو اب جو صورت بنے گی وہ باطل ہی قرار پائے گی۔ بقول اقبال

باطل دوئی پسند ہے حق لاشریک ہے

شرکت میانہ حق و باطل نہ کر قبول

آیات ۱۰ تا ۱۶

اہل باطل کا ایک خبیث کردار

وَ لَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۝۱۰	اور اے نبیؐ! آپؐ بات نہ مانیے کسی بہت قسمیں کھانے والے ذلیل کی۔
هَمَّازٍ	جو بہت زیادہ طعنے دینے والا
مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيْمٍ ۝۱۱	خوب پھرنے والا ہے چغلیاں لگاتا ہوا۔
مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ	حد سے گزرنے والا ہے، پکا گناہ گار ہے
عُتُلٍّۭ	سخت مزاج ہے
بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ۝۱۳	اِس کے علاوہ بدنام بھی ہے۔
اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّ بَنِيْنَ ۝۱۴	اِس لیے کہ وہ ہے مال اور بیٹوں والا۔
اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا	جب تلاوت کی جاتی ہیں اُس پر ہماری آیات
قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۱۵	کہتا ہے یہ کہانیاں ہیں پہلے لوگوں کی۔
سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ۝۱۶	جلد ہی ہم داغ لگائیں گے اُسے سونڈ (ناک) پر۔

یہ آیات اہل باطل میں سے ایک خبیث کردار کی مذمت کر رہی ہیں۔ یہ کردار ولید بن مغیرہ کا تھا جو نبی اکرم ﷺ پر باطل کے ساتھ سودے بازی کے لیے دباؤ ڈال رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اُس بدبخت کے کردار کو بے نقاب کرتے ہوئے آگاہ کیا کہ یہ شخص

بہت زیادہ جھوٹی قسمیں کھانے والا، طعنے دینے والا، لگائی بجھائی کرنے والا، خیر کے کاموں کا دشمن، حد سے گزرنے والا، گمراہی پر اڑنے والا، ولد الزنا اور بدترین مجرم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے مال اور بیٹوں سے نوازا ہے جن کی بناء پر اتراتا اور تکبر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی آیات سن کر اُنہیں پچھلوں کے قصہ اور کہانیاں قرار دیتا ہے۔ عنقریب اللہ تعالیٰ اِس کی جھوٹی عزتِ نفس کو خاک میں ملا کر رکھ دے گا۔

آیات ۱۷ تا ۲۷

باغ والوں کی داستان بطورِ عبرت

اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ	بے شک ہم نے آزمایا ہے اُنہیں (مکہ والوں کو)
كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ	جیسے ہم نے آزمایا باغ والوں کو
اِذْ اَقْسَمُوْا	جب اُنہوں نے قسم کھائی
لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ﴿۱۷﴾	وہ ضرور توڑ لیں گے اُس کا پھل صبح ہوتے ہی۔
وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ ﴿۱۸﴾	اور وہ کوئی استثناء نہیں کر رہے تھے (ان شاء اللہ کہہ کر)۔
فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ	پس پھر گیا اُس پر سے ایک پھرنے والا (عذاب) تمہارے ربّ کی طرف سے
وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿۱۹﴾	جبکہ وہ سو رہے تھے۔
فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ﴿۲۰﴾	تو صبح کو وہ باغ ہو گیا کٹی ہوئی کھیتی کی طرح۔
فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ﴿۲۱﴾	تو اُنہوں نے پکارا ایک دوسرے کو صبح ہوتے ہی۔

اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ	کہ سویرے چلو اپنے کھیت پر
اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ ﴿۲۲﴾	اگر تم پھل توڑنے والے ہو۔
فَانْطَلَقُوْا	پھر وہ چلے
وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ﴿۲۳﴾	اور چپکے چپکے کہتے جاتے تھے۔
اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ﴿۲۴﴾	کہ نہ داخل ہونے پائے باغ میں آج تمہارے پاس کوئی مسکین۔
وَغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ ﴿۲۵﴾	اور وہ سویرے چلے اپنے ارادے پر (بظاہر) قادر ہوتے ہوئے۔
فَلَمَّا رَاَوْهَا	پس جب اُنہوں نے دیکھا باغ کو
قَالُوْٓا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ﴿۲۶﴾	کہنے لگے بے شک ہم یقیناً راستہ بھولے ہوئے ہیں۔
بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۲۷﴾	بلکہ ہم محروم کر دیے گئے ہیں۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایسے بھائیوں کی داستان بیان فرمائی ہے جنہیں پھلا پھولا ایک باغ عطا کیا گیا تھا۔ ایک سال جب باغ میں خوب پھل آیا تو اُنہوں نے :

i- فیصلہ کیا کہ وہ ضرور کل باغ کا پھل اُتاریں گے۔ یہ فیصلہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو بالکل ہی فراموش کر دیا اور ان شاء اللہ (اگر اللہ نے چاہا) تک نہ کہا۔

ii- باہم طے کیا کہ اتارے ہوئے پھل میں سے کسی غریب کو کچھ بھی نہیں دیں گے۔ گویا بخل کا مظاہرہ کرتے ہوئے فصل کی زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔

iii- پھل اتارنے کے لیے باغ کی طرف جانے کا ایسا انداز اختیار کیا جیسے وہ پھل اتارنے پر پوری قدرت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اختیارِ مطلق کو بالکل ہی نظر انداز کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے اُنہیں مذکورہ بالا جرائم کی سزا دی اور راتوں رات ایک آفت کے ذریعے اُن کے باغ کو اجاڑ دیا۔ صبح جب باغ کو دیکھا تو سر پیٹ لیا اور فریاد کرنے لگے کہ ہم تو لٹ گئے اور برباد ہو گئے۔

باغ والوں کی طرح اہل مکہ پر اللہ تعالیٰ نے احسان کیا ہے اور نبی اکرم ﷺ جیسی عظیم ہستی اُن میں بھیجی ہے۔ اگر مکہ والوں نے احسان فراموشی کی اور آپ ﷺ کی دعوت کو جھٹلا کر جرائم کا ارتکاب کیا تو باغ والوں کی طرح یہ بھی سزا پائیں گے۔

آیات ۲۸ تا ۳۳

سبق سیکھنے کی دعوت

قَالَ اَوْسَطُهُمْ	کہا اُس نے جو اُن میں بہتر تھا
اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ﴿۲۸﴾	کیا میں نے نہیں کہا تھا تمہیں کہ تم کیوں نہیں تسبیح کرتے۔
قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَا	اُنہوں نے کہا پاک ہے ہمارا ربّ
اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾	بے شک ہم ہی ظالم تھے۔
فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ﴿۳۰﴾	پھر متوجہ ہوا اُن میں سے ایک دوسرے کی طرف (اور) وہ باہم آپس میں ملامت کر رہے تھے۔
قَالُوْا يٰوَيْلَنَا	کہنے لگے ہائے ہماری خرابی!
اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ﴿۳۱﴾	بے شک ہم ہی حد سے گزرنے والے تھے۔

عَسٰى رَبُّنَاۤ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَا	امید ہے ہمارا ربّ کہ بدل کر دے ہمیں بہتر اِس سے
اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ﴿۳۲﴾	بے شک ہم اپنے ربّ کی طرف ہی رجوع کرنے والے ہیں۔
كَذٰلِكَ الْعَذَابُ	اِسی طرح ہوتا ہے عذاب
وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ	اور یقیناً آخرت کا عذاب زیادہ بڑا ہے
لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ ع	کاش کہ وہ جان لیتے۔

باغ والوں میں سے ایک بھائی نے دوسروں کو متوجہ کیا کہ کیا تم بھول گئے ہو کہ میں نے تمہیں بار بار اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہنے کی دعوت دی تھی۔ یہ بات سن کر پہلے تو بھائیوں نے ایک دوسرے پر اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل کرنے کا الزام لگایا۔ آخر کار اُنہوں نے اعتراف کیا کہ ہم سب نہ صرف ظالم بلکہ حد سے بڑھنے والے تھے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ وہ ہمیں زیادہ بہتر باغ عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حادثات سے محفوظ رکھے اور اگر وہ پیش آ ہی جائیں تو اُن سے سبق سیکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

باغ کا اجڑنا بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے عذاب ہی کی ایک صورت تھی۔ البتہ اگر اِس بربادی سے اپنے رویہ کی اصلاح نہ کی تو پھر آخرت کے عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ وہ عذاب زیادہ بڑا اور سخت ہو گا۔ اس حقیقت کا احساس کر کے مجرموں کو اصلاحِ حال کی کوشش کرنی چاہیے۔

آیات ۳۴ تا ۴۱

کیا متقی اور مجرم برابر ہیں؟

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۳۴﴾	بے شک پرہیزگاروں کے لیے اُن کے ربّ کے ہاں

	نعمت والے باغات ہیں۔
اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِیْنَ كَالْمُجْرِمِیْنَ ﴿۳۵﴾	کیا ہم کر دیں گے فرمانبرداروں کو مجرموں کی طرح؟
مَا لَكُمْ	کیا ہے تمہیں
كَیْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۶﴾	کیسا فیصلہ کر رہے ہو تم؟
اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِیْهِ تَدْرُسُوْنَ ﴿۳۷﴾	کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم یہ پڑھتے ہو؟
اِنَّ لَكُمْ فِیْهِ لَمَا تَخَیَّرُوْنَ ﴿۳۸﴾	کہ بے شک تمہارے لیے آخرت میں یقیناً وہی ہو گا جو تم پسند کرو گے۔
اَمْ لَكُمْ اَیْمَانٌ عَلَیْنَا	کیا تمہارے لیے قسمیں ہیں ہم پر (لازم)
بَالِغَةٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ	جو پہنچنے والی ہیں قیامت تک
اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۹﴾	کہ بے شک تمہارے لیے یقیناً وہی ہو گا جو تم فیصلہ کرو گے؟
سَلْهُمْ اَیُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِیْمٌ ﴿۴۰﴾	اے نبیؐ! پوچھیے اِن سے کہ کون اِن میں سے اِس کا ضامن ہے؟
اَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ	کیا اِن کے کوئی شریک ہیں؟
فَلْیَاْتُوْا بِشُرَكَآىِٕهِمْ	تو وہ لے آئیں اپنے شریکوں کو
اِنْ كَانُوْا صٰدِقِیْنَ ﴿۴۱﴾	اگر وہ سچے ہیں۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کے دو من گھڑت اور باطل تصورات کی نفی کی ہے :

i-اُن کا تصور تھا کہ اللہ تعالیٰ بڑا غفور ور حیم ہے اور وہ تمام انسانوں کو خواہ گناہ گار ہوں یا نیکو کار جنت میں داخل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا کہ نعمتوں والی جنت صرف متقیوں کے لیے ہے۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ متقی اور مجرم برابر ہو جائیں۔ مشرکین بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے کس کتاب میں نازل کیا ہے کہ مجرموں کو بھی اُن کی خواہشات کے مطابق جنت کی نعمتیں حاصل ہوں گی؟ کیا اللہ تعالیٰ نے مشرکین سے کوئی وعدہ کر رکھا ہے کہ جسے وہ روزِ قیامت پورا کرنے کا پابند ہے؟ کوئی ہے جو اِس طرح کا دعویٰ کر سکے؟ بلاشبہ یہ تصورات من گھڑت اور خود ساختہ ہیں۔

ii-مشرکین دعویٰ کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ ہستیاں شریک ہیں۔ اُن سے سوال کیا گیا کہ اپنے اِس دعویٰ کے لیے سند پیش کریں کہ کب اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ کچھ ہستیاں میرے ساتھ شریک ہونے کا درجہ رکھتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں خود ساختہ اور من گھڑت تصورات اختیار کرنے سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۲ تا ۴۳

جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والوں کی ذلت

يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ	جس دن کھولی جائے گی پنڈلی
وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ	اور وہ بلائے جائیں گے سجدہ کرنے کی طرف
فَلَا يَسْتَطِيعُونَ ﴿٤٢﴾	تو وہ سجدہ نہ کر سکیں گے۔
خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ	جھکی ہوئی ہوں گی اُن کی نگاہیں
تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ	چھا رہی ہو گی اُن پر ذلت
وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ	حالانکہ وہ بلائے جاتے تھے سجدے کی طرف (دنیا میں)

وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾	جبکہ وہ صحیح سالم تھے (لیکن سجدہ نہ کرتے تھے)۔

روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کی خاص تجلی کا ظہور ہو گا۔ اُس وقت تمام انسانوں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ کرنے کی دعوت دی جائے گی ۔کچھ بدنصیب یہ سعادت حاصل کرنے سے محروم ہوں گے۔ شرم کے مارے اُن کی نگاہیں جھکی ہوں گی اور چہروں پر ذلت اور سیاہی چھا رہی ہو گی۔ اُن کا جرم یہ تھا کہ اُنہیں دنیا میں جب نماز کی طرف بلایا جاتا تھا تو وہ صحیح سالم ہونے کے باوجود نماز ادا نہیں کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پنج وقتہ نماز پورے ذوق و شوق اور خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۴ تا ۴۷

حق کو جھٹلانے والوں کا برا انجام ہو گا

فَذَرْنِیْ وَمَنْ یُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ	پس اے نبیؐ! چھوڑیے مجھے اور اُسے جو جھٹلاتا ہے اِس بات کو
سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۴۴﴾	ہم آہستہ آہستہ پکڑیں گے اُنہیں ایسی جگہ سے جہاں سے اُنہیں خبر بھی نہ ہو گی۔
وَاُمْلِیْ لَهُمْ	میں مہلت دوں گا اُنہیں
اِنَّ كَیْدِیْ مَتِیْنٌ ﴿۴۵﴾	بے شک میری تدبیر بہت مضبوط ہے۔
اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا	کیا آپؐ مانگتے ہیں اُن سے کوئی اجرت
فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ﴿۴۶﴾	تو وہ تاوان سے بوجھل کیے جانے والے ہیں؟
اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَیْبُ	کیا اُن کے پاس غیب (کا علم) ہے؟
فَهُمْ یَكْتُبُوْنَ ﴿۴۷﴾	تو وہ لکھ لیتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کو حوصلہ دیا گیا کہ آج آپ ﷺ کو مخالفین ذہنی و جسمانی اذیت دے رہے ہیں لیکن عنقریب اِن کا برا انجام ہونے والا ہے۔ یہ اِس طرح سے عذاب کے نرغے میں آئیں گے کہ اِنہیں شعور تک نہ ہو گا۔ اِنہیں مہلت دی جارہی ہے لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچ نہ سکیں گے۔ کیا آپ ﷺ اِن سے کوئی حق خدمت مانگ رہے ہیں کہ جس کی وجہ سے یہ آپ ﷺ سے دشمنی کررہے ہیں۔ کیا اِن کے پاس غیب کے حقائق کا علم ہے کہ جس کی بنیاد پر اپنے تصورات پیش کررہے ہیں اورآپ ﷺ پر الزامات لگارہے ہیں۔ ایسے بدبخت برے انجام ہی کے مستحق ہیں۔

آیات ۴۸ تا ۵۰

نبی اکرم ﷺ کو صبر کی تلقین

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ	پس اے نبیؐ! انتظار کیجئے اپنے ربّ کے حکم کا
وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ	اور نہ ہوں مچھلی والے کی طرح
اِذْ نَادٰى	جب اُنہوں نے پکارا اپنے ربّ کو
وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ﴿۴۸﴾	اِس حال میں کہ وہ غمزدہ تھے۔
لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ	اگر یہ نہ ہوتا کہ سنبھالتی اُنہیں نعمت اُن کے ربّ کی
لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ	تو ضرور وہ ڈال دیے جاتے چٹیل میدان میں
وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ﴿۴۹﴾	اِس حال میں کہ وہ ہوتے الزام دیے ہوئے۔
فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ	پھر چن لیا اُنہیں اُن کے ربّ نے
فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۵۰﴾	پس شامل کر دیا اُنہیں نیک لوگوں میں۔

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کو مخالفین کی ایذا رسانی پر صبر کی تلقین کی گئی۔ اُن کے سامنے سیدنا یونسؑ کی مثال پیش کی گئی۔ سیدنا یونسؑ اپنی قوم کی سرکشی برداشت نہ کر سکے اور اللہ تعالیٰ کا حکم آنے سے پہلے ہی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے۔ اُس نے اُنہیں ایک آزمائش سے گزارا۔ ایک مچھلی نے اُنہیں نگل لیا۔ اب اُنہوں نے مچھلی کے پیٹ میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کی، اپنی لغزش کا اعتراف کیا اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی۔ اُس نے اُنہیں مشکل سے نکالا اور صالحین میں بلند مقام سے نوازا۔ صبر کی کئی صورتیں ہیں۔ ایک صورت یہ بھی ہے کہ مخالفین کی ہٹ دھرمی اور ضد کو برداشت کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کا حکم آنے سے پہلے اُن سے دوری اختیار نہ کی جائے۔

آیات ۵۱ تا ۵۲

قرآنِ حکیم حقائق کی یاد دہانی ہے

وَ اِنْ یَّكَادُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا	اور بے شک اے نبیؐ! لگتا ہے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ہے
لَیُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ	یقیناً اکھاڑ دیں گے آپؐ کو (قدموں سے) اپنی نظروں سے
لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ	جب وہ سنتے ہیں قرآن
وَ یَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۵۱﴾	اور وہ کہتے ہیں بے شک یہ تو مجنون ہیں۔
وَ مَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۵۲﴾ ع ۲ ۱۹ ۴	حالانکہ وہ نہیں ہے مگر نصیحت تمام جہان والوں کے لیے۔

مشرکین مکہ قرآنِ حکیم کے دشمن تھے۔ جب آپ ﷺ قرآنِ حکیم کی لوگوں کے سامنے تلاوت کرتے تو لوگوں تک قرآن کا پیغام پہنچنے میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کرتے۔ شور و غل کرتے اور نبی اکرم ﷺ کو معاذ اللہ مجنون قرار دے کر آپ ﷺ کی تلاوت آیات کا اثر زائل کرنے کی کوشش کرتے۔ آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر آپ ﷺ کو

متزلزل کرنے کی کوشش کرتے۔ اُنہیں آگاہ کیا گیا کہ قرآنِ حکیم دنیا و آخرت کے حقائق کی یاد دہانی کرا رہا ہے۔ تمہاری خیر اِسی میں ہے کہ اِس یاد دہانی سے فائدہ اٹھالو۔

سورۂ الحاقۃ

آخرت کا ذکر مؤثر اسلوب میں

اِس سورۂ مبارکہ میں آخرت کے احوال اور اِس یقینی حقیقت کو جھٹلانے والوں کا عبرتناک انجام بڑے مؤثر پیرائے میں بیان ہوا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۱۲ — انکارِ آخرت کا عبرتناک انجام
- آیات ۱۳ تا ۳۷ — احوالِ آخرت
- آیات ۳۸ تا ۵۲ — عظمت قرآن

آیات ۱ تا ۵

قومِ ثمود کی ہلاکت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَآقَّةُ ۝۱	وہ ہو کر رہنے والی۔
مَا الْحَآقَّةُ ۝۲	کیا ہے وہ ہو کر رہنے والی؟
وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ ۝۳	اور تم کیا جانو کہ کیا ہے وہ ہو کر رہنے والی؟
كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ ۝۴	جھٹلایا ثمود اور عاد نے اُس کھڑکھڑانے والی کو۔
فَاَمَّا ثَمُوْدُ	سو جو ثمود تھے
فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ۝۵	تو وہ ہلاک کر دیے گئے حد سے بڑی آواز کے ساتھ۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ قیامت کا واقع ہونا ایک برحق حقیقت ہے۔ بدقسمت قوموں نے ماضی میں اِس حقیقت کو جھٹلایا۔ اِن قوموں میں عاد اور ثمود کی قومیں بھی شامل تھیں۔ قومِ ثمود کو اللہ تعالیٰ نے زبردست زلزلہ کے ذریعہ ہلاک کیا۔ زلزلہ کے وقت ایک آتش فشاں پھٹا جس کے دھماکہ کی آواز اِس قدر شدید تھی کہ وہی قومِ ثمود کے لیے ہلاکت خیز ثابت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بدقسمت قوموں کی روش اختیار کرنے سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۶ تا ۸

قومِ عاد کا عبرت ناک انجام

وَ اَمَّا عَادٌ	اور جو عاد تھے
فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝۶	تو وہ ہلاک کر دیے گئے ایک ایسی ہوا کے ساتھ جو حد سے زیادہ تیز و تند تھی۔
سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّ ثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا	اللہ نے مسلط رکھا اُسے اُن پر سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل
فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى	تو تم دیکھو گے اُن لوگوں کو اُس میں مرے پڑے ہوئے
كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝۷	جیسے کہ وہ کھجور کے تنے ہیں گرے ہوئے۔
فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ۝۸	تو کیا تم دیکھتے ہو اُن میں کوئی بھی باقی رہنے والا؟

قومِ عاد کی بربادی ایک تیز و تند ہوا کے ذریعہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ہوا، اُن پر آٹھ دنوں اور سات راتوں تک چھوڑے رکھی۔ اِس ہوا نے اُس قوم کے ہر کافر کو اٹھا اٹھا کر پٹخا۔ اُن کے قد کاٹھ بہت اونچے تھے لہٰذا اُن کی لاشیں کھجور کے کھوکھلے تنوں کی مانند

بکھری ہوئی نظر آرہی تھیں۔ بدقسمت قوم کا ایک بھی کافر فرد سلامت نہ رہا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اُن کے انجام سے عبرت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۹ تا ۱۲

آلِ فرعون، قومِ لوط اور قومِ نوح پر عذاب

وَ جَآءَ فِرْعَوْنُ	اور آیا فرعون
وَ مَنْ قَبْلَهٗ	اور جو اُس سے پہلے تھے
وَ الْمُؤْتَفِكٰتُ	اور الٹ جانے والی بستیاں
بِالْخَاطِئَةِ ۝۹	خطائیں کرتے ہوئے۔
فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ	پس اُنہوں نے نافرمانی کی اپنے ربّ کے رسول کی
فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً ۝۱۰	تو اُس نے پکڑ لیا اُنہیں ایک سخت گرفت میں۔
اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ۝۱۱	بے شک ہم نے جب پانی حد سے گزر گیا سوار کیا تمہیں ایک کشتی میں۔
لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً	تاکہ ہم بنادیں اُسے تمہارے لیے ایک یاددہانی
وَ تَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ۝۱۲	اور یاد رکھیں اُسے یاد رکھنے والے کان۔

آلِ فرعون، قومِ لوطؑ اور قومِ نوحؑ اللہ کے رسولوں کی نافرمانی اور سنگین جرائم کرنے والی قومیں تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی شدید پکڑ کی۔ آلِ فرعون کو سمندر میں غرق کیا۔، قومِ لوطؑ کی بستیاں الٹ دیں اور قومِ نوحؑ کو ایک زبردست طوفان کے ذریعہ ہلاک

کیا۔ البتہ ہر قوم کے مومن گروہ کو عذاب سے محفوظ رکھا گیا۔ خاص طور پر قومِ نوحؑ کے صالح افراد کو ایک کشتی میں سوار کر لیا گیا۔ اِس کشتی کو اللہ تعالیٰ نے رہتی دنیا تک کے لیے نشانی اور یادگار بنا دیا۔

آیات ۱۳ تا ۱۸

قیامت کا نقشہ

فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿۱۳﴾	پس جب پھونکی جائے گی صور میں ایک ہی پھونک۔
وَ حُمِلَتِ الْاَرْضُ وَ الْجِبَالُ	اور اٹھا لیا جائے گا زمین اور پہاڑوں کو
فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ﴿۱۴﴾	پھر وہ ریزہ ریزہ کر دیے جائیں گے ایک ہی چوٹ سے۔
فَیَوْمَىٕذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿۱۵﴾	تو اُس دن واقعہ ہو گی واقعہ ہونے والی۔
وَ انْشَقَّتِ السَّمَآءُ	اور پھٹ جائے گا آسمان
فَهِیَ یَوْمَىٕذٍ وَّاهِیَةٌ ﴿۱۶﴾	تو وہ اُس دن ہو گا کمزور۔
وَ الْمَلَكُ عَلٰۤى اَرْجَآىِٕهَا	اور فرشتے ہوں گے اُس کے کناروں پر
وَ یَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ یَوْمَىٕذٍ ثَمٰنِیَةٌ ﴿۱۷﴾	اور اٹھائے ہوں گے تمہارے ربّ کے عرش کو اپنے اوپر اُس دن آٹھ (فرشتے)۔
یَوْمَىٕذٍ تُعْرَضُوْنَ	اُس دن تم پیش کیے جاؤ گے
لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِیَةٌ ﴿۱۸﴾	چھپی نہیں رہے گی تمہاری کوئی پوشیدہ بات۔

روزِ قیامت صور میں پھونک ماری جائے گی اور کائنات میں ہولناک تباہی آجائے گی۔ زمین کو پہاڑوں سمیت اٹھا کر پٹخا جائے گا۔ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور زمین بالکل صاف چٹیل میدان بن جائے گی جس پر نہ کوئی ابھار ہو گا اور نہ ہی کوئی موڑ۔ آسمان پھٹ کر بالکل ہی کمزور اور بودا ہو جائے گا۔ فرشتے آسمان کے کناروں پر ہوں گے۔ ربّ ذوالجلال انسانوں کا حساب لینے کے لیے زمین پر جلوہ افروز ہو گا اور اُس کا عرش آٹھ فرشتوں نے تھاما ہوا ہو گا۔ اب ہر انسان باری باری ربّ کے حضور پیش ہو گا اور اُس کا کوئی بھی راز اپنے رب سے پوشیدہ نہ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اُس روز کی رسوائی سے ہمیں محفوظ فرمائے۔ آمین !

آیات ۱۹ تا ۲۴

نیک انسان کے لیے حسین انعام

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ	سو جسے دیا گیا اُس کا نامۂ اعمال اُس کے دائیں ہاتھ میں
فَیَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِیَهْ ﴿۱۹﴾	تو وہ کہے گا کہ لو پڑھو میرا نامۂ اعمال۔
اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ ﴿۲۰﴾	بے شک میں نے سمجھ لیا تھا کہ میں ملنے والا ہوں اپنے حساب سے۔
فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ ﴿۲۱﴾	پس وہ ہو گا ایک خوشی والی زندگی میں۔
فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ ﴿۲۲﴾	ایک بلند باغ میں۔
قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ ﴿۲۳﴾	جس کے میوے جھکے ہوئے ہوں گے۔
كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓـًٔا	(کہا جائے گا) کھاؤ اور پیو مزے سے
بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ ﴿۲۴﴾	بوجہ اُس عمل کے جو تم نے آگے بھیجا گزرے ہوئے دنوں میں۔

نیک انسان کو نامۂ اعمال سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ وہ دوسروں کو نامۂ اعمال دکھاتا پھرے گا۔ خوشی سے کہے گا کہ مجھے دنیا میں یقین تھا کہ اعمال کا حساب کتاب ہو گا اور میں نے اِس کے لیے تیاری کی تھی۔ اب وہ جنت میں بڑے اطمینان کے ساتھ راحتوں سے بھرپور زندگی بسر کرے گا۔ جنت کے درخت اونچے ہوں گے لیکن اُن کے میوے جھکے ہوئے ہوں گے۔ کہا جائے گا کہ اِس جنت میں کھاؤ اور پیو خوب جی بھر کر اور لطف لیتے ہوئے۔ یہ انعام ہے دنیا میں نیک اعمال کرنے کا۔ اللہ تعالیٰ یہ انعام ہم سب کو عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۵ تا ۲۹

روزِ قیامت مجرم کی چیخ و پکار

وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ	اور جسے دیا گیا اُس کا نامۂ اعمال اُس کے بائیں ہاتھ میں
فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِیَهْ ﴿۲۵﴾	تو وہ کہے گا اے کاش! مجھے نہ دیا جاتا میرا نامۂ اعمال۔
وَ لَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِیَهْ ﴿۲۶﴾	اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے؟
یٰلَیْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِیَةَ ﴿۲۷﴾	اے کاش! وہ (موت) کام تمام کر دینے والی ہوتی۔
مَاۤ اَغْنٰی عَنِّیْ مَالِیَهْ ﴿۲۸﴾	کچھ کام نہ آیا میرے میرا مال۔
هَلَكَ عَنِّیْ سُلْطٰنِیَهْ ﴿۲۹﴾	جاتا رہا مجھ سے میرا اختیار۔

روزِ قیامت مجرموں کو نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ نامۂ اعمال ملتے ہی مجرم نالہ و فریاد کرے گا۔ ہائے کاش مجھے نامۂ اعمال نہ دیا گیا ہوتا۔ میرے سیاہ اعمال میرے سامنے نہ آئے ہوتے اور میں یوں رسوا نہ ہوتا۔ کاش میری موت نے مجھے ختم ہی کر دیا ہوتا۔ میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا۔ دنیا میں جس اختیار کے بل بوتے پر میں اکڑتا تھا وہ یہاں ختم ہو گیا۔ اب میں ایک بے

بس اور لاچار بندے کی حیثیت سے کھڑا ہوں جو اپنے دفاع کے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی رسوائی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۰ تا ۳۷

برے انسان کا برا انجام

خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ﴿۳۰﴾	(حکم ہوگا) پکڑ لو اِسے پس طوق پہنا دو اِسے۔
ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ﴿۳۱﴾	پھر بھڑکتی آگ میں ڈال دو اِسے۔
ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ﴿۳۲﴾	پھر ایک ایسی زنجیر میں جس کا ناپ ستر ہاتھ ہے پس جکڑ دو اِسے۔
اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ﴿۳۳﴾	بے شک وہ ایمان نہیں رکھتا تھا عظمت والے اللہ پر۔
وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿۳۴﴾	اور نہ ہی ترغیب دیتا تھا مسکین کو کھانا کھلانے کی۔
فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ﴿۳۵﴾	سو نہیں ہے اُس کا آج یہاں کوئی گرم جوش دوست۔
وَلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ﴿۳۶﴾	اور نہ کوئی کھانا ہے سوائے پیپ کے۔
ع ۲ لَا يَاْكُلُهٗۤ اِلَّا الْخَاطِـُٔوْنَ ﴿۳۷﴾ ع	کوئی نہیں کھاتا اُسے سوائے گناہ گاروں کے۔

برا انسان نامۂ اعمال دیکھ کر چیخ و پکار کر رہا ہو گا لیکن اب اس کا کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ اِس کے گلے میں طوق ڈال دو۔ پھر اِسے جہنم میں پھینک دو اور ایسی زنجیر میں جکڑ دو جس کی لمبائی ستر گز ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے غیظ و غضب

سے نہیں ڈرتا تھا اور نہ ہی اُسے مساکین کو دیکھ کر رحم آتا تھا۔ خود کسی غریب کو کھانا کھلانا تو درکنار، کسی سے یہ کہنا بھی پسند نہ کرتا تھا کہ اِن بھوکے محتاجوں کو روٹی دے دو۔ اب جہنم میں کوئی اُس کا ہمدرد نہ ہو گا۔ اُسے دوزخیوں کے زخموں کا خون، پیپ اور پس غذا کے طور پر کھانا اور پینا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِس انجامِ بد سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۸ تا ۴۳

عظمت قرآن

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۳۸﴾	پس نہیں میں قسم کھاتا ہوں اُس کی جسے تم دیکھتے ہو۔
وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۳۹﴾	اور جسے تم نہیں دیکھتے۔
اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿۴۰﴾	بے شک یہ (قرآن) یقیناً ایک عزت والے رسولؐ کا بیان کردہ قول ہے۔
وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ	اور یہ نہیں ہے کسی شاعر کا قول
قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾	بہت کم ہی تم ایمان لاتے ہو۔
وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ	اور یہ نہیں ہے کسی کاہن کا قول
قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾	بہت کم ہی تم نصیحت حاصل کرتے ہو۔
تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۳﴾	نازل کیا گیا ہے تمام جہانوں کے ربّ کی طرف سے۔

اِن آیات میں عظمت قرآن کے بیان کے لیے کائنات کی ہر شے کی قسم کھائی گئی ہے۔ نظر آنے والی اور نظر نہ آنے والی ہر شے قرآنِ حکیم کی عظمت کی گواہ ہے۔ بلاشبہ یہ قرآنِ حکیم کے لیے بہت بڑا اعزاز ہے۔ کائنات کی ہر شے کی قسم کھا کر کہا گیا ہے کہ قرآنِ حکیم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو ایک ایسے رسول کی مبارک زبان سے نوعِ انسانی تک پہنچ رہا ہے جو انتہائی مکرم و معزز ہیں۔

قرآن کسی شاعر کی شاعری نہیں جو اکثر داد وصول کرنے کے لیے کی جاتی ہے۔ نہ ہی قرآن کسی عامل کا بیان ہے جو غیب کی جھوٹی خبریں دے رہا ہوتا ہے۔ قرآن ایسے حقائق پر مبنی کلام ہے جن کی صداقت کی گواہی تمام مظاہرِ قدرت دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے کلام کی عظمت کی معرفت عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۴ تا ۴۷

اگر قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام نہ ہوتا...

وَ لَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِیْلِ ﴿۴۴﴾	اور اگر وہ بنا کر کہتے ہم پر کوئی بات۔
لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْیَمِیْنِ ﴿۴۵﴾	تو یقیناً ہم پکڑتے اُنہیں دائیں ہاتھ سے۔
ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِیْنَ ﴿۴۶﴾	پھر یقیناً ہم کاٹ دیتے اُن کی شہ رگ۔
فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِیْنَ ﴿۴۷﴾	تو نہ ہوتا تم میں سے کوئی بھی (ہمیں) اُن سے روکنے والا۔

یہ آیات بڑے جلالی اسلوب میں آگاہ کر رہی ہیں کہ بالفرض حضرت محمد ﷺ خود سے کلام وضع کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے تو وہ اُنہیں ہرگز ایسا نہ کرنے دیتا۔ اگر وہ محض چند باتیں ہی خود سے بنا کر اُنہیں اللہ کا کلام قرار دیتے تو وہ اُن کی سخت پکڑ فرماتا اور کوئی اُنہیں اُس کی پکڑ سے بچا نہ سکتا۔ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے ایسے سچے نبی ہیں کہ جن کی سچائی کی تصدیق دشمن بھی الصادق کہہ کر کرتے رہے ہیں۔ ایسی عظیم ہستی ہرگز کسی خود ساختہ کلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں کر سکتی۔

آیات ۴۸ تا ۵۲

قرآن عظیم نصیحت اور یقینی حق ہے

وَ اِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾	اور بے شک یہ (قرآن) یقیناً نصیحت ہے پرہیزگاروں کے لیے۔
وَ اِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾	اور بے شک ہم یقیناً جانتے ہیں کہ تم میں سے کچھ جھٹلانے والے ہیں۔
وَ اِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾	اور بے شک یہ (جھٹلانا) باعث حسرت ہوگا کافروں پر۔
وَ اِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۵۱﴾	اور بے شک یہ (قرآن) واقعی یقینی حق ہے۔
فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۵۲﴾ ع	سو تسبیح کرو اپنے اُس ربّ کے نام کی جو بڑی عظمت والا ہے۔

ع ۲ ۱۵ ۶

قرآنِ حکیم پرہیزگاروں کے لیے دنیا و آخرت کے حقائق کی یاد دہانی ہے۔ اِس کی ناقدری کرنے والے دنیا و آخرت میں ذلیل اور رسوا ہوں گے۔ قرآنِ حکیم کی دی ہوئی ہر خبر یقینی حق ہے۔ بلاشبہ اِس کا نازل کرنے والا رب اِس لائق ہے کہ ہر وقت اور ہر گھڑی اُس کے مبارک نام کی تسبیح کی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ

سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ ، سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ (بخاری)

"دو کلمے ہلکے ہیں زبان پر، بھاری ہوں گے ترازو میں، بہت پسند ہیں رحمان کو سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ ، سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ"۔

ہے یہ وہ نام خاک کو پاک کرے نکھار کر
ہے یہ وہ نام خار کو پھول کرے نکھار کر
ہے یہ وہ نام ارض کو کر دے سما ابھار کر
اکبر اِسی کا ورد تو صدق سے بے شمار کر

سورۂ معارج

اچھے اور برے کردار کی وضاحت

اِس سورۂ مبارکہ میں اچھے اور برے کردار کے اوصاف اور انجام سے آگاہ کیا گیا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۱۸ برے لوگوں پر عذابِ آخرت
- آیات ۱۹ تا ۳۵ اچھے لوگوں کے اوصاف اور حسن انجام
- آیات ۳۶ تا ۴۴ برے لوگوں کا کردار اور انجام

آیات ۱ تا ۷

کافروں کے لیے نبی اکرم ﷺ کی بد دعا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ﴿۱﴾	مانگا ایک مانگنے والے نے واقع ہونے والا عذاب۔
لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۙ﴿۲﴾	کافروں کے لیے نہیں ہے جسے کوئی ہٹانے والا۔
مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ ۭ﴿۳﴾	اللہ کی طرف سے ہے جو بلند مرتبوں والا ہے۔
تَعْرُجُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ	چڑھتے ہیں فرشتے اور روح اُس کی طرف
فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ﴿۴﴾	ایک ایسے دن میں جس کا اندازہ پچاس ہزار برس ہے۔
فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ۭ﴿۵﴾	تو اے نبیؐ! صبر کیجئے خوبصورت صبر۔

اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ۝۶	بے شک وہ دیکھ رہے ہیں اُسے بہت دور۔
وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا ۝۷	اور ہم دیکھ رہے ہیں اُسے قریب۔

نبی انسان ہوتے تھے اور اُن کے سینوں میں بھی دل ہوتے تھے۔ اُن کے دل کافروں کی ایذا رسانی سے دکھتے تھے اور دکھی دلوں سے بددعائیں نکلتی تھیں۔ نبی اکرم ﷺ نے بھی کفار کی شرارتوں کے حد سے بڑھنے کے بعد اُن کے حق میں بددعا کی۔ اللہ تعالیٰ اِن آیات میں آپ ﷺ کو صبر کی تلقین فرمارہا ہے۔ ساتھ ہی یقین دہانی کرا رہا ہے کہ اِن کافروں پر ایسا عذاب آئے گا جسے ٹالا نہ جاسکے گا۔ یہ عذاب روزِ قیامت آئے گا جس کی طوالت کافروں کے لیے پچاس ہزار برس کے برابر ہوگی۔ وحشت اور بے چینی کے ساتھ یہ طوالت بھی کسی عذاب سے کم نہ ہوگی۔ اِس کے بعد اُنہیں جہنم کے ہولناک عذاب سے دوچار کر دیا جائے گا۔ کافر روزِ قیامت کو دور محسوس کر رہے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی تقویم کے مطابق وہ دن بہت ہی قریب ہے۔

آیات ۸ تا ۱۴

میرے پیاروں کو جہنم میں ڈال دو، مجھے چھوڑ دو

يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ۝۸	جس دن ہو جائے گا آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی طرح۔
وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۝۹	اور ہو جائیں گے پہاڑ دھنکی ہوئی اون کی طرح۔
وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ۝۱۰	اور نہ پوچھے گا کوئی دلی دوست کسی دلی دوست کو۔
يُّبَصَّرُوْنَهُمْ	حالانکہ وہ دکھائے جا رہے ہوں گے اُنہیں
يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍۭ بِبَنِيْهِ ۝۱۱	چاہے گا مجرم کاش کہ فدیے میں دے دے اُس دن کے عذاب سے (بچنے کے لیے) اپنے بیٹوں کو۔

وَ صَاحِبَتِهٖ وَ اَخِیْهِ ﴿۱۲﴾	اور اپنی بیوی اور اپنے بھائی کو۔
وَ فَصِیْلَتِهِ الَّتِیْ تُـْٔوِیْهِ ﴿۱۳﴾	اور اپنے خاندان کو جو پناہ دیتا تھا اُسے۔
وَ مَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا	اور اُنہیں جو زمین میں ہیں سب کے سب کو
ثُمَّ یُنْجِیْهِ ﴿۱۴﴾	پھر وہ بچالے اپنے آپ کو۔

یہ آیات روزِ قیامت کا ہولناک نقشہ کھینچ رہی ہیں۔ آسمان تباہ ہو کر پگھلے ہوئے تانبے کی صورت اختیار کر جائے گا۔ پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح ہو جائیں گے۔ اُس روز قریبی دوست قریب ہونے کے باوجود ایک دوسرے کا حال نہ پوچھیں گے۔ مجرم اُس روز چاہے گا کہ خود کو جہنم کی آگ سے بچالے اپنے بیٹوں، بیوی، بھائی، پورے خاندان بلکہ دیگر تمام انسانوں کو فدیہ میں دے کر۔ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ آج ہم جن محبتوں کو ترجیح دے کر اللہ تعالیٰ کے احکامات کو پس پشت ڈالتے ہیں وہ کتنی عارضی ہیں۔ دوسروں کی دنیا سنوارنے کے لیے اپنی آخرت برباد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی محبت کو تمام رشتہ داروں کی محبتوں پر ترجیح دینے اور ہر حال میں اپنی رضا والے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۵ تا ۱۸

مجرم جہنم سے بچ نہ سکے گا

كَلَّا	ہر گز نہیں!
اِنَّهَا لَظٰى ﴿۱۵﴾	بے شک وہ بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔
نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ﴿۱۶﴾	کھینچ لینے والی ہے کھال۔
تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ	پکارے گی اُسے جس نے پیٹھ دکھائی

وَ تَوَلّٰى ﴿۱۷﴾	اور رخ پھیر لیا۔
وَ جَمَعَ فَاَوْعٰى ﴿۱۸﴾	اور جمع کیا (مال) پھر روکے رکھا (اُسے)۔

روزِ قیامت کوئی فدیہ دینے کی کوشش مجرم کو جہنم سے بچا نہ سکے گی۔ جہنم کی دہکتی ہوئی آگ اُس کی کھال ادھیڑ دے گی۔ یہ آگ ہر ایسے بخیل کو عذاب دینے کے لیے پکارے گی جس نے ناجائز ذرائع سے یا دینی فرائض سے غافل ہو کر مال جمع کیا اور اُسے سمیٹ کر رکھا۔ دنیا میں سرمایہ اور جائدادیں بڑھتی رہیں لیکن انسان اُن سے فائدہ نہ اٹھا سکا۔ البتہ آخرت میں اپنے آپ کو شدید سے شدید تر عذاب کا مستحق بنالیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس خسارے سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۹ تا ۲۱

اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ناپسندیدہ کردار

اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ﴿۱۹﴾	بے شک انسان پیدا کیا گیا ہے بہت بے صبرا۔
اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ﴿۲۰﴾	جب پہنچتی ہے اُسے کوئی تکلیف تو بڑا فریاد کرنے والا ہوتا ہے۔
وَ اِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ﴿۲۱﴾	اور جب پہنچتی ہے اُسے کوئی بھلائی تو بہت روکنے والا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ایسے انسان کو پسند نہیں کرتا جو نعمتیں ملنے پر شکر ادا نہ کرے اور تکالیف آنے پر صبر نہ کرے۔ وہ تکالیف پہنچنے پر خوب آہ وزاری اور اللہ تعالیٰ سے شکوے کرتا ہے۔ نعمتیں مل جائیں تو بخل کرتے ہوئے اُنہیں سمیٹ سمیٹ کر رکھنے اور دوسروں کو اِن کی برکات سے محروم رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس کے برعکس مومنانہ کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایسا کردار جس کے بارے میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

عَجَباً لِّاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَهٗ كُلَّهٗ خَيْرٌ وَّلَيْسَ ذٰلِكَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّآءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ وَاِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّآءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ (مسلم)

" مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ اُس کے ہر معاملے میں خیر ہے اور یہ چیز مومن کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں، اگر اُسے نعمت ملے وہ شکر کرتا ہے تو یہ اُس کے لیے بہتر ہے اور اگر اُسے تکلیف پہنچے وہ صبر کرتا ہے تو یہ اُس کے لیے بہتر ہے"۔

آیات ۲۲ تا ۳۵

اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں پسندیدہ کردار

اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ﴿۲۲﴾	سوائے نماز ادا کرنے والوں کے۔
اَلَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ﴿۲۳﴾	جو اپنی نماز پر ہمیشہ قائم رہنے والے ہیں۔
وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ﴿۲۴﴾	اور اُن کے مال میں ایک مقرر حصہ ہے۔
لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۲۵﴾	مانگنے والوں اور محرومین کے لیے۔
وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۲۶﴾	اور وہ جو تصدیق کرتے ہیں بدلے کے دن کی۔
وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۲۷﴾	اور وہ جو اپنے ربّ کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں۔
اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ﴿۲۸﴾	بے شک اُن کے ربّ کا عذاب ایسا نہیں جس سے بے خوف ہوا جائے۔
وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿۲۹﴾	اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔
اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ	سوائے اپنی بیویوں کے

اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ	یا وہ جن کے مالک ہوں اُن کے دائیں ہاتھ (یعنی کنیزیں)
فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ﴿۳۰﴾	پھر بے شک وہ ملامت زدہ نہیں ہیں۔
فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ	تو جو کوئی چاہے گا اِس کے سوا کوئی راہ
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ﴿۳۱﴾	تو یہی لوگ حد سے گزرنے والے ہیں۔
وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ﴿۳۲﴾	اور جو اپنی امانتوں اور وعدوں کی پاسداری کرنے والے ہیں۔
وَالَّذِیْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ﴿۳۳﴾	اور جو اپنی گواہیوں پر قائم رہنے والے ہیں۔
وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ﴿۳۴﴾	اور جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔
اُولٰٓئِكَ فِیْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۳۵﴾ ع	یہی لوگ جنتوں میں عزت دیے جانے والے ہیں۔

ع ۲۵ ۷

اللہ تعالیٰ کو اپنے وہ بندے محبوب ہیں جو:

i- باقاعدگی سے پنج وقتہ نماز ادا کرتے ہیں۔

ii- اپنی کمائی کا ایک متعین حصہ مستحقین کی مدد کے لیے خرچ کرتے ہیں۔

iii- اپنے طرزِ عمل سے عملی ثبوت پیش کرتے ہیں کہ اُنہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں جوابدہی کا احساس ہے اور اِس احساس سے وہ لرزاں و ترساں رہتے ہیں۔

iv- جنسی اعتبار سے ایک پاکیزہ زندگی بسر کرتے ہیں۔

v- اپنی امانتوں کی پاسداری کرتے ہیں۔

vi- اپنے وعدوں کو پورا کرتے ہیں۔

vii- گواہی کو نہیں چھپاتے اور نہ اُس میں کوئی کمی بیشی کرتے ہیں۔

viii-اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں یعنی اُنہیں پورے آداب اور پابندیٔ وقت کے ساتھ مساجد میں با جماعت ادا کرتے ہیں۔

بشارت دی گئی کہ ایسا کردار رکھنے والوں کی جنت میں خوب عزت افزائی کی جائے گی۔

آیات ۳۶ تا ۳۹

کیا نبی ﷺ کے دشمن جنت میں جائیں گے ؟

فَمَالِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا	کیا ہے اُن لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا ہے
قِبَلَكَ مُهْطِعِیْنَ ﴿۳۶﴾	اے نبیؐ ! آپ کی طرف وہ دوڑے چلے آتے ہیں۔
عَنِ الْیَمِیْنِ وَ عَنِ الشِّمَالِ عِزِیْنَ ﴿۳۷﴾	دائیں اور بائیں طرف سے ٹولیاں بن کر۔
اَیَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ	کیا توقع رکھتا ہے ہر شخص اُن میں سے
اَنْ یُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِیْمٍ ﴿۳۸﴾	کہ اُسے داخل کیا جائے گا نعمت والی جنت میں؟
كَلَّا	ہر گز نہیں !
اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾	بے شک ہم نے پیدا کیا ہے اُنہیں جس چیز سے اُسے وہ جانتے ہیں۔

جب نبی اکرم ﷺ حرم میں نماز ادا فرماتے تو آپ ﷺ کے دشمن ہر طرف سے دوڑتے ہوئے آپ ﷺ کے گرد جمع ہو جاتے اور آپ ﷺ کو نماز پڑھنے سے روکتے۔ اِسی طرح جب آپ ﷺ قرآنِ حکیم کی تبلیغ فرما رہے ہوتے تو اُس میں بھی شور شرابہ کر کے رکاوٹ ڈالتے۔ اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کو ستانے جیسا سنگین جرم کرنے کے باوجود دعویٰ کرتے کہ ہمارے

معبود ہماری شفاعت کریں گے اور ہم اُس کے ذریعہ نعمتوں والی جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اِن آیات میں مجرموں کے اِس دعویٰ کو سختی سے رد فرمادیا ہے۔ یہ جانتے نہیں کہ اُنہیں کیسی ناپاک شے سے پیدا کیا گیا ہے۔ اِس ناپاک شے سے بنی مخلوق ہر گز اِس لائق نہیں کہ نعمتوں والی جنت میں جائے۔ جنت میں صرف وہی انسان جائے گا جس نے ایمان اور اعمالِ صالحہ کے ذریعہ خود کو پاک کر لیا ہو۔

آیات ۳۶ تا ۳۹

کیا نبی ﷺ کے دشمن جنت میں جائیں گے ؟

فَمَالِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا	کیا ہے اُن لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا ہے
قِبَلَكَ مُهْطِعِیْنَ ﴿۳۶﴾	اے نبیؐ ! آپ کی طرف وہ دوڑے چلے آتے ہیں۔
عَنِ الْیَمِیْنِ وَ عَنِ الشِّمَالِ عِزِیْنَ ﴿۳۷﴾	دائیں اور بائیں طرف سے ٹولیاں بن کر۔
اَیَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ	کیا توقع رکھتا ہے ہر شخص اُن میں سے
اَنْ یُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِیْمٍ ﴿۳۸﴾	کہ اُسے داخل کیا جائے گا نعمت والی جنت میں؟
كَلَّا	ہر گز نہیں !
اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾	بے شک ہم نے پیدا کیا ہے اُنہیں جس چیز سے اُسے وہ جانتے ہیں۔

جب نبی اکرم ﷺ حرم میں نماز ادا فرماتے تو آپ ﷺ کے دشمن ہر طرف سے دوڑتے ہوئے آپ ﷺ کے گرد جمع ہو جاتے اور آپ ﷺ کو نماز پڑھنے سے روکتے۔ اِسی طرح جب آپ ﷺ قرآنِ حکیم کی تبلیغ فرمارہے ہوتے تو اُس میں بھی شور شرابہ کر کے رکاوٹ ڈالتے۔ اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کو ستانے جیسا سنگین جرم کرنے کے باوجود دعویٰ کرتے کہ ہمارے

معبود ہماری شفاعت کریں گے اور ہم اُس کے ذریعہ نعمتوں والی جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اِن آیات میں مجرموں کے اِس دعویٰ کو سختی سے رد فرمادیا ہے۔ یہ جانتے نہیں کہ اُنہیں کیسی ناپاک شے سے پیدا کیا گیا ہے۔ اِس ناپاک شے سے بنی مخلوق ہر گز اِس لائق نہیں کہ نعمتوں والی جنت میں جائے۔ جنت میں صرف وہی انسان جائے گا جس نے ایمان اور اعمالِ صالحہ کے ذریعہ خود کو پاک کر لیا ہو۔

آیات ۴۰ تا ۴۴

نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دشمن ذلیل و رسوا ہوں گے

فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ	پس نہیں! میں قسم کھاتا ہوں مشرقوں اور مغربوں کے ربّ کی
اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ ﴿۴۰﴾	بے شک ہم قدرت رکھنے والے ہیں۔
عَلٰٓی اَنْ نُّبَدِّلَ خَیْرًا مِّنْھُمْ	اِس پر کہ ہم بدل کر لے آئیں بہتر اِن سے
وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِیْنَ ﴿۴۱﴾	اور ہم عاجز نہیں ہیں۔
فَذَرْھُمْ یَخُوْضُوْا وَیَلْعَبُوْا	تو اے نبیؐ! چھوڑیئے اِنہیں فضول بحث کرتے رہیں اور کھیلتے رہیں
حَتّٰی یُلٰقُوْا یَوْمَھُمُ الَّذِیْ یُوْعَدُوْنَ ﴿۴۲﴾	یہاں تک کہ ملیں اپنے اُس دن سے جس کا اِن سے وعدہ کیا گیا ہے۔
یَوْمَ یَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا	جس دن یہ نکلیں گے قبروں سے تیزی سے دوڑتے ہوئے

كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ﴿۴۳﴾	جیسے یہ کسی نشان کی طرف دوڑے جارہے ہوں۔
خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ	جھکی ہوئی ہوں گی اِن کی نگاہیں
تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ	چھارہی ہوگی اِن پر ذلت
ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِیْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۴۴﴾ ع	یہی وہ دن ہے جس کا اِن سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

ع ۲ ۹ ۸

نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی کرتے ہوئے تلقین کی گئی کہ آپ ﷺ اپنے دشمنوں کی شرارتوں سے غمگین نہ ہوں۔ اُنہیں تمسخر و استہزاء کرنے دیں۔ وہ اللہ تعالیٰ جو زمین کے ہر حصہ پر سورج طلوع اور غروب کرکے دن اور رات بدلتا ہے اور جس نے اُنہیں پہلی بار ایک ناپاک شے سے بنایا ہے، وہ اُنہیں روزِ قیامت دوبارہ پیدا کرے گا۔ اُس روز یہ قبروں سے نکل کر میدانِ حشر کی طرف تیزی سے دوڑیں گے جیسے کسی ہدف کا تعاقب کررہے ہوں۔ اُس روز شرم کے مارے اُن کی نگاہیں جھکی ہوئی ہوں گی اور ذلت اُن پر چھائی ہوئی ہوگی۔ یہی وہ دن ہے جس روز اُنہیں جرائم کی سزا دینے کا وعدہ کیا گیا تھا۔

سورۂ نوح

سیدنا نوحؑ کی دعوت اور فریاد

اِس سورۂ مبارکہ میں سیدنا نوحؑ کی رب کی بارگاہ میں فریاد کا ذکر ہے۔ اُنہوں نے قوم کے سامنے پیش کی گئی دعوت، مخالفین کا ردِّ عمل اور اُن کی سازشوں کا ذکر اپنے رب کو سنایا اور پھر اُن مخالفین کو سخت ترین سزا دینے کی بد دعا کی۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۴ سیدنا نوح کی اجمالی دعوت
- آیات ۵ تا ۷ مخالفین کا ردِّ عمل
- آیات ۸ تا ۲۰ سیدنا نوح کی تفصیلی دعوت
- آیات ۲۱ تا ۲۸ سیدنا نوح کی فریاد اور مخالفین کے خلاف بد دعا

آیات ۱ تا ۴

سیدنا نوحؑ کی اجمالی دعوت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖۤ	بے شک ہم نے بھیجا نوحؑ کو اُن کی قوم کی طرف
اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۱	کہ (اے نوحؑ) خبردار کرو اپنی قوم کو اِس سے پہلے کہ آجائے اُن پر دردناک عذاب۔
قَالَ يٰقَوْمِ	اُنہوں نے فرمایا اے میری قوم!
اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۲	بے شک میں تمہارے لیے واضح خبردار کرنے والا ہوں۔

اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ	کہ بندگی کرو اللہ کی
وَ اتَّقُوْهُ	اور بچو اُس کی نافرمانی سے
وَ اَطِیْعُوْنِ ۝۳	اور اطاعت کرو میری۔
یَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ	اللہ بخش دے گا تمہارے گناہ
وَ یُؤَخِّرْكُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى	اور مہلت دے گا تمہیں ایک مقررہ وقت تک
اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ	بے شک اللہ کا مقرر کردہ وقت جب آ جائے
لَا یُؤَخَّرُ	وہ ٹالا نہیں جا سکتا
لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۴	کاش کہ تم جانتے ہوتے۔

اللہ تعالیٰ نے سیدنا نوحؑ کو اُن کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ آپ نے قوم کے سامنے اپنی رسالت کا اعلان کیا اور اُنہیں دعوت دی کہ صرف اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو، اُس کی نافرمانیوں سے بچو اور اِس کے لیے میری اطاعت کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرمادے گا اور تمہیں ایک معینہ مدت تک دنیا کی نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کا موقع دے گا۔ ہاں جب تمہاری وہ مدت ختم ہونے کا وقت آ گیا تو پھر اُسے کوئی ٹال نہ سکے گا۔

آیات ۵ تا ۷
مخالفین کا ردِّ عمل

قَالَ رَبِّ	عرض کی نوحؑ نے اے میرے ربّ !
اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّ نَهَارًا ۝۵	بے شک میں نے دعوت دی اپنی قوم کو رات اور دن۔

فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِيْٓ اِلَّا فِرَارًا ۝۶	تو زیادہ نہیں کیا اُن کے لیے میری دعوت نے سوائے بھاگنے کے۔
وَ اِنِّيْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ	اور بے شک میں نے جب بھی اُنہیں دعوت دی
لِتَغْفِرَ لَهُمْ	تاکہ تو بخش دے اُنہیں
جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ	اُنہوں نے ڈال لیں اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں
وَ اسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ	اور اوڑھ لیے اپنے کپڑے
وَ اَصَرُّوْا	اور اڑ گئے
وَ اسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۝۷	اور تکبر کیا بڑا تکبر۔

سیدنا نوحؑ نے دن اور رات میں بار بار قوم کے سامنے اللہ تعالیٰ کا پیغام پیش کیا۔ قوم نے بڑی حقارت سے آپ کی دعوت کو جھٹلا دیا۔ آپ نئے نئے اسلوب اور مثالوں سے اُنہیں سمجھاتے رہے لیکن اُن کی سرکشی اور حق سے دوری بڑھتی چلی گئی۔ آپ اُن کے لیے بھلائی اور بخشش کے خواہش مند تھے لیکن وہ آپ کو اپنا دشمن سمجھتے تھے۔ آپ دعوت دیتے اور وہ کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے۔ اپنی چادروں سے منہ کو ڈھانپتے اور تکبر سے اٹھ کر چل پڑتے۔ سلام ہے سیدنا نوحؑ کے صبر و تحمل پر کہ وہ پھر بھی دل سوزی سے قوم کی اصلاح کی مسلسل کوشش کرتے رہے۔

آیات ۸ تا ۱۳

استغفار کی برکتیں

ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۝۸	(کہا نوحؑ نے) پھر بے شک میں نے دعوت دی اُنہیں بلند آواز سے۔

ثُمَّ اِنِّیْۤ اَعْلَنْتُ لَهُمْ	پھر بے شک میں نے اعلانیہ دعوت دی اُنہیں
وَ اَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ۙ﴿۹﴾	اور پوشیدہ بھی سمجھایا اُنہیں بڑی رازداری سے۔
فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ	تو میں نے کہا بخشش مانگو اپنے ربّ سے
اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۙ﴿۱۰﴾	بے شک وہ بہت بخشنے والا ہے۔
یُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًا ۙ﴿۱۱﴾	وہ بھیجے گا آسمان کو تم پر برسنے والا بنا کر۔
وَ یُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِیْنَ	اور مدد کرے گا تمہاری مال اور بیٹوں کے ساتھ
وَ یَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ	اور عطا کرے گا تمہیں باغات
وَ یَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ﴿۱۲﴾	اور جاری کرے گا تمہارے لیے نہریں۔
مَا لَكُمْ	کیا ہے تمہیں
لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ﴿۱۳﴾	تم خیال نہیں رکھتے اللہ کے وقار کا۔

سیدنا نوحؑ قوم کو بار بار اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ اور استغفار کرنے کی تلقین کرتے رہے۔ اُنہوں نے قوم کو بشارت دی کہ استغفار کرنے کا انعام یہ ملے گا کہ :

i- اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرمادے گا۔

ii- وہ تم پر رحمتوں والی بارش برسائے گا۔

iii- تمہیں مالی اعتبار سے خوشحالی عطا فرمائے گا۔

iv- تمہیں اولاد کی نعمت سے نوازے گا۔

v- باغات اور پھلوں کی فراوانی کر دے گا۔

vi- تمہارے لیے بہتی ہوئی نہریں جاری فرمادے گا۔

یہ نعمتیں تو حاصل ہوں گی استغفار کرنے سے۔ اِس کے برعکس اگر تم اپنے گناہوں پر اڑے رہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت پکڑ کا اندیشہ ہے۔ خیر اِسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جلال و غضب کے اظہار سے ڈرا جائے اور استغفار کر کے اُس کی رحمت اور عنایات کے حصول کی کوشش کی جائے۔

آیات ۱۴ تا ۲۰

اللہ تعالیٰ کی آیات کے ذریعہ تذکیر

وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ﴿۱۴﴾	اور (کہا نوحؑ نے) یقیناً اللہ نے پیدا کیا ہے تمہیں طرح طرح کی حالتوں سے۔
اَلَمْ تَرَوْا	کیا تم نے نہیں دیکھا
كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ﴿۱۵﴾	کیسے بنائے اللہ نے سات آسمان اوپر نیچے۔
وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا	اور بنایا چاند کو اُن میں چمکتا ہوا
وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ﴿۱۶﴾	اور سورج کو چراغ (جلتا ہوا)۔
وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ﴿۱۷﴾	اور اللہ نے اگایا ہے تمہیں زمین سے جیسے اگایا جاتا ہے۔
ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا	پھر لوٹا دے گا تمہیں اُس میں
وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ﴿۱۸﴾	اور نکالے گا تمہیں ایسے جیسے نکالا جاتا ہے۔
وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ﴿۱۹﴾	اور اللہ نے بنا دیا تمہارے لیے زمین کو بچھونا۔

لِتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ﴿۲۰﴾ ع ۹	تاکہ تم چلواُس کے کشادہ راستوں پر۔

اِن آیات میں سیدنا نوحؑ نے قوم کو اللہ تعالیٰ کی کئی آیات کی طرف متوجہ فرمایا تاکہ قوم اُس کی معرفت حاصل کرے اور اُس کی نعمتوں کا احساس کر کے اُس کے سامنے سر جھکا دے۔ سیدنا نوحؑ نے قوم کو متوجہ کیا کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے :

i- کس طرح مختلف مراحل سے گزار کر انسان کی تخلیق کو مکمل کیا۔

ii- سات آسمان تہہ بہ تہہ بنائے۔

iii- چاند کو رات کی تاریکی میں روشن نشانی کے طور پر بنایا۔

iv- سورج کو جلتے ہوئے چراغ کی صورت میں پیدا فرمایا۔

v- انسان کو زمین سے نباتات کی طرح اگایا یعنی زمین کی مٹی سے انسان کی تخلیق کی ابتداء کی۔

vi- انسان کو موت دی، زمین کے حوالے کیا اور پھر زندہ کر کے زمین سے نکالے گا۔

vii- زمین کو انسانوں کے لیے بچھونا بنا دیا اور وہ اِس کے کشادہ راستوں پر اپنی ضروریات کے لیے بڑی سہولت کے ساتھ سفر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی آیات پر غور کرنے اور اِن کے ذریعہ اپنی معرفت کے حصول اور نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۱ تا ۲۴

سیدنا نوحؑ کی فریاد اور بد دعا

قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ	عرض کی نوحؑ نے اے میرے ربّ !
اِنَّهُمْ عَصَوْنِیْ	بے شک اُنھوں نے نافرمانی کی میری

وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗٓ اِلَّا خَسَارًا ﴿۲۱﴾	اور پیروی کی اُس کی، نہیں بڑھایا جسے اُس کے مال اور اولاد نے مگر خسارے میں۔
وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ﴿۲۲﴾	اور اُنہوں نے چال چلی بہت بڑی چال۔
وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ	اور کہتے رہے ہر گز نہ چھوڑنا اپنے معبودوں کو
وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ﴿۲۳﴾	اور ہر گز نہ چھوڑنا ود کو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث اور یعوق اور نسر کو۔
وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا	اور یقیناً اُنہوں نے گمراہ کیا بہت سوں کو
وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ﴿۲۴﴾	اور (اے میرے ربّ!) تو نہ بڑھا اِن ظالموں کو مگر گمراہی میں۔

سیدنا نوحؑ نے نو سو پچاس برس کی تبلیغ کے بعد بڑے دکھی دل سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فریاد کی کہ میری قوم کی اکثریت نے میری نافرمانی کی اور اپنے اُن سرداروں کی پیروی کی جو مال و دولت کی کثرت سے غفلت کا شکار تھے اور خسارے سے دوچار ہونے والے تھے۔ اِن سرداروں نے میرے خلاف بڑی بڑی سازشیں کیں۔ میری دعوتِ توحید کی ضد میں دوسروں کو شرک پر ڈٹے رہنے کی تاکید کرتے رہے۔ اپنی قوم پر زور دیا کہ ہر گز اپنے معبودوں، ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو نہ چھوڑنا۔ اُنہوں نے قوم کی اکثریت کو گمراہ کر دیا۔ اب مجھے اُن کی اصلاح کی کوئی امید نہیں۔ اے اللہ! اِن ظالموں کی گمراہی میں اور اضافہ فرما۔

آیت ۲۵

قومِ نوح پر عذابِ قبر

مِمَّا خَطِيْٓـَٔاتِهِمْ اُغْرِقُوْا	اپنے گناہوں کی وجہ سے قومِ نوحؑ کے سرکش لوگ غرق کیے گئے
فَاُدْخِلُوْا نَارًا	پس وہ داخل کر دیے گئے آگ میں
فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ﴿۲۵﴾	پھر اُنھوں نے نہیں پائے اپنے لیے اللہ کے سوا کوئی مدد کرنے والے۔

اللہ تعالیٰ نے سیدنا نوحؑ کی مخالفین کے خلاف بد دعا قبول فرمائی اور اُنہیں ہدایت سے محروم کر دیا۔ پھر اُنہیں طوفان کے ذریعہ ہلاک کیا اور آگ کے عذاب سے دوچار کر دیا۔ گویا اُنہیں برزخ ہی سے عذاب پہنچنا شروع ہو گیا۔ گویا اِس آیت سے بھی برزخ یا قبر کا عذاب ثابت ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے سیدنا نوحؑ کے مخالفین پر تباہی آئی تو اُن کا کوئی معبود مددگار بن کر اُنہیں بچانے کے لیے نہیں آیا۔ بلاشبہ ظالم اِسی انجام کے مستحق ہیں۔

آیات ۲۶ تا ۲۸

دکھی دل کی صدا

وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ	اور عرض کی نوح نے اے میرے ربّ !
لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴿۲۶﴾	نہ چھوڑ زمین پر کافروں میں سے کسی ایک کو بھی بستا ہوا۔
اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ	بے شک تو اگر چھوڑے رکھے گا اِنہیں
يُضِلُّوْا عِبَادَكَ	یہ گمراہ کریں گے تیرے بندوں کو
وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿۲۷﴾	اور نہیں جنم دیں گے مگر نافرمان، سخت کافر کو۔

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ	اے میرے ربّ! بخش دے مجھے
وَ لِوَالِدَیَّ	اور میرے ماں باپ کو
وَ لِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا	اور اُسے جو داخل ہو میرے گھر میں مومن ہو کر
ع ۲۸ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ	اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کو
وَ لَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا تَبَارًا ﴿۲۸﴾ ع	اور نہ بڑھا ظالموں کو مگر بربادی میں۔

سیدنا نوحؑ نے دکھے دل سے صدا دی کہ اے میرے ربّ، زمین پر کافروں کا بستا ہوا ایک فرد بھی باقی نہ رہنے دے۔ یہ بدبخت نہ صرف دوسرے لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں بلکہ اُن کی آئندہ نسلوں سے بھی کسی خیر کی توقع نہیں۔ اے میرے ربّ! بخشش فرمادے میری، میرے ماں باپ کی اور تمام اہل ایمان مردوں اور عورتوں کی۔ البتہ کافروں کے لیے اضافہ نہ فرما مگر زیادہ سے زیادہ تباہی و بربادی کا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سچے مومنوں میں شامل فرمائے اور سیدنا نوحؑ کی دعا ہمارے حق میں بھی قبول فرمائے۔ آمین!

سورۂ جن

جنات کی ایمان افروز دعوت

اِس سورۂ مبارکہ میں جنات کی اپنے ہم جنسوں کے لیے ایمان افروز دعوت کا بیان ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱تا۱۵ جنات کی دعوت
- آیات ۱۶تا۲۸ نبی اکرم ﷺ کا مشرکینِ مکہ سے خطاب

آیات ۱تا۳

قرآن کی عظمت جنات کی زبانی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ	اے نبیؐ! فرمایئے میری طرف وحی کی گئی
اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ	بے شک بڑے غور سے سنا (قرآن کو) جنوں کی ایک جماعت نے
فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۙ﴿۱﴾	تو وہ پکار اٹھے بے شک ہم نے سنا ہے ایک عجیب قرآن۔
یَّهْدِیْٓ اِلَى الرُّشْدِ	جو لے جاتا ہے سیدھی راہ کی طرف
فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ	تو ہم ایمان لے آئے اُس پر
وَ لَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۙ﴿۲﴾	اور (اب) ہم ہر گز نہیں شریک کریں گے اپنے ربّ کے ساتھ کسی کو۔

وَّ اَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا	اور بے شک بہت بلند ہے ہمارے ربّ کی شان
مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّ لَا وَلَدًا ۙ﴿۳﴾	نہیں بنا رکھی اُس نے کوئی بیوی اور نہ ہی کوئی اولاد۔

جنات کی ایک جماعت نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی قرآنِ کریم کا بیان سنا اور فوراً ہی ایمان لے آئے اور جا کر اپنی قوم کو بھی ایمان لانے کی دعوت دی۔ اُنہوں نے کہا کہ ہم نے حیرت میں ڈالنے والا فصیح، بلیغ اور حسین قرآن سنا ہے۔ یہ قرآن کامیابی کی راہ یعنی توحید کے عقیدہ کی طرف رہنمائی کر رہا ہے۔ ہم نے یہ راہ اختیار کر لی ہے اور اب ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے۔ قرآن ہمیں آگاہ کر رہا ہے کہ ہمارے رب کا مقام بہت ہی بلند و بالا ہے۔ نہ اُس کی کوئی بیوی ہے نہ ہی اولاد۔ وہ ہر اعتبار سے یکتا ہے۔

آیات ۴ تا ۷

گمراہی کا سبب... انکارِ آخرت

وَّ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۙ﴿۴﴾	(جنات نے کہا) اور بے شک کہا کرتا تھا ہمارا ایک بیوقوف (ابلیس) اللہ کے بارے میں زیادتی کی بات۔
وَّ اَنَّا ظَنَنَّاۤ	اور بے شک ہم نے سمجھا تھا
اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۙ﴿۵﴾	کہ ہر گز نہیں بولیں گے انسان اور جن اللہ کے بارے میں جھوٹ۔
وَّ اَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ	اور بے شک انسانوں میں سے کچھ لوگ پناہ پکڑتے تھے جنوں میں سے کچھ لوگوں کی
فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۙ﴿۶﴾	تو اُنہوں نے بڑھا دیا تھا اُن (جنوں) کو سرکشی میں۔

وَّ اَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ	اور بے شک وہ گمان کرتے تھے جیسے تم گمان کرتے ہو
اَنْ لَّنْ یَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۙ﴿۷﴾	کہ ہر گز نہیں زندہ کرے گا اللہ کسی کو۔

جنات ابلیس کی مذمت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ ہم میں سے ایک احمق ہے جو اللہ تعالیٰ کے حوالے سے گمراہی پر مبنی تصورات پھیلا رہا ہے۔ ہمیں تو گمان بھی نہیں تھا کہ جنات اور انسان اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھوٹ بول سکتے ہیں۔ پھر انسانوں میں سے کچھ گمراہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے بجائے جنات کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ اِس سے سرکش جنات کا تکبر اور احساسِ بڑائی اور بڑھ جاتا ہے۔ جنات اور انسانوں کی گمراہی کا اصل سبب یہ ہے کہ اُنہیں یقین ہی نہیں کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے اور اپنے ہر عمل کی اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہی کرنی ہے۔

آیات ۸ تا ۱۰

آسمان پر وحی کی خصوصی حفاظت

وَّ اَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ	(جنات نے کہا) اور بے شک ہم نے چھوا آسمان کو
فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِیْدًا وَّ شُهُبًا ۙ﴿۸﴾	تو ہم نے پایا اُسے کہ وہ بھر دیا گیا ہے سخت پہرے اور شعلوں سے۔
وَّ اَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ	اور بے شک ہم بیٹھا کرتے تھے اُس میں بیٹھنے کی جگہوں پر سننے کے لیے
فَمَنْ یَّسْتَمِعِ الْاٰنَ	تو جو غور سے سنے گا اب
یَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۙ﴿۹﴾	وہ پائے گا اپنے لیے گھات میں لگا ہوا شعلہ۔
وَّ اَنَّا لَا نَدْرِیْۤ اَشَرٌّ اُرِیْدَ بِمَنْ فِی الْاَرْضِ	اور بے شک ہم نہیں جانتے آیا برائی کا ارادہ کیا گیا ہے

	اُن کے لیے جو زمین میں ہیں
اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ﴿۱۰﴾	یاارادہ فرمایا ہے اُن کے لیے اُن کے ربّ نے بھلائی کا۔

جنات بیان کرتے ہیں کہ ہم آسمان پر جاکر یہ سن گن لینے کی کوشش کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اہل زمین کے لیے کیا فیصلے فرشتوں کے حوالے کررہا ہے؟ اِن دنوں ہم نے دیکھا کہ آسمان انگاروں سے بھرا ہوا ہے اور اُس میں سخت پہرہ ہے۔ اگر کوئی جن سن گن لینے کی کوشش کرتا ہے تو اُس پر فوراً انگارہ پھینکا جاتا ہے۔ اِس طرح کی آسمان پر نگرانی اُسی وقت ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ نے دنیا میں کسی رسول کو بھیج دیا ہو اور وحی کا نزول ہورہا ہو۔ وحی کی حفاظت اِس لیے کی جاتی ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وحی کے کچھ الفاظ شیاطین فرشتوں سے سن کر اپنے عاملوں کو بتادیں۔ اگر عامل نے وہ الفاظ رسول سے پہلے ہی لوگوں کو سنادیے تو رسول کی ساکھ مجروح ہوگی۔ رسول کے آنے کے بعد اہل زمین ایک نازک صورت سے دوچار ہوجاتے ہیں۔ رسول کی دعوت قبول نہیں کریں گے تو لازماً ہلاک ہوں گے اور اگر دعوت قبول کرلیں گے تو نعمتوں سے سرفراز ہوں گے۔ اب اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ اِس بار رسول ﷺ کے آنے کے بعد زمین والوں کے ساتھ کیا ہوتا ہے؟ جنات کا یہ بیان اِس بات کا مظہر ہے کہ وہ ماضی میں آنے والے رسولوں اور اُن کی قوموں کی تاریخ اور انجام سے واقف تھے۔

آیات ۱۱ تا ۱۳

ایمان لانے ہی میں خیر ہے

وَ اَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ	(جنات نے کہا) اور بے شک ہم میں سے کچھ نیک ہیں
وَ مِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ	اور ہم میں سے کچھ اِس کے علاوہ ہیں
كُنَّا طَرَآىِٕقَ قِدَدًا ﴿۱۱﴾	ہم تھے مختلف طریقوں پر۔
وَ اَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِی الْاَرْضِ	اور بے شک ہم سمجھ چکے ہیں کہ ہر گز نہ عاجز کر سکیں

	گے اللہ کو زمین میں
وَ لَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ﴿۱۲﴾	اور نہ ہی ہم عاجز کر سکیں گے اُسے بھاگ کر۔
وَ اَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰۤى	اور بے شک جب ہم نے سن لی ہدایت
اٰمَنَّا بِهٖ	ہم ایمان لے آئے اُس پر
فَمَنْ یُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ	پھر جو ایمان لائے گا اپنے ربّ پر
فَلَا یَخَافُ بَخْسًا وَّ لَا رَهَقًا ﴿۱۳﴾	تو وہ نہیں ڈرے گا کسی نقصان سے اور نہ ہی کسی زیادتی سے۔

جنات بیان کرتے ہیں کہ ہم میں سے صالحین بھی ہیں اور نافرمان بھی۔ البتہ نافرمانوں کو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ زمین یا آسمان میں کہیں بھی پہنچ جائیں اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے نہیں بچ سکتے۔ ہم سب کی خیر اِسی میں ہے کہ ہم اُس کی نازل کردہ ہدایت پر ایمان لے آئیں اور اُس کے فرمانبردار بن جائیں۔ جس نے بھی سعادت حاصل کی اُسے کوئی نقصان نہ ہو گا اور نہ ہی اُس پر کوئی زیادتی ہو گی۔ نہ اُس کی کوئی نیکی کم کی جائے گی اور نہ ہی کوئی ناکردہ گناہ اُس کے ذمہ ڈال دیا جائے گا۔

آیات ۱۴ تا ۱۷

اچھے اور برے کردار کا انجام

وَ اَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ	(جنات نے کہا) اور بے شک ہم میں سے کچھ فرمانبردار ہیں
وَ مِنَّا الْقٰسِطُوْنَ	اور ہم میں سے کچھ ظالم ہیں
فَمَنْ اَسْلَمَ	تو جس نے فرمانبرداری اختیار کی

فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ﴿۱۴﴾	تو یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اختیار کیا بھلائی کا راستہ۔
وَ اَمَّا الْقٰسِطُوْنَ	اور جو لوگ ظالم ہیں
فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ﴿۱۵﴾	تو وہ ہوں گے جہنم کے لیے ایندھن۔
وَ اَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ	اور (اے نبیؐ! فرمایئے مجھے وحی کیا گیا) اگر وہ سیدھے رہتے راستے پر
لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ﴿۱۶﴾	یقیناً ہم پلاتے اُنہیں وافر پانی۔
لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ	تاکہ ہم آزمائیں اُنہیں اِس (نعمت) میں
وَ مَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ	اور جو کوئی رُخ پھیرے گا اپنے ربّ کی یاد سے
يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ﴿۱۷﴾	وہ داخل کرے گا اُسے سخت عذاب میں۔

جنات آگاہ کر رہے ہیں کہ نزولِ قرآن کے بعد ہمارے لیے دو کردار ہو سکتے ہیں۔ اگر ہم نے قرآن کی تعلیمات کے سامنے سر جھکا دیا تو کامیابی کی راہ چن لی۔ اِس کے برعکس اگر ہم نے قرآن کی تعلیمات سے پہلو تہی کی تو ہم جہنم کا ایندھن بن جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف اِن جنات کے بیان کی توثیق کی گئی اور ارشاد ہوا جو سیدھے راستے پر چلتا رہا اُسے رحمتوں سے نوازا جائے گا۔ جس نے سیدھے راستے سے رخ پھیر لیا اُس کے لیے عذاب میں مسلسل اضافہ کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ تمام جن و انس کو تعلیماتِ قرآنی کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۸ تا ۱۹

مساجد میں اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو

وَ اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ	اور بے شک مسجدیں اللہ کے لیے ہیں

فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾	پس نہ پکارو اللہ کے ساتھ کسی کو۔
وَ اَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ	اور بے شک جب کھڑا ہوا اللہ کا بندہ
یَدْعُوْهُ	وہ پکارتا ہے اُسی (اللہ) کو
كَادُوْا یَكُوْنُوْنَ عَلَیْهِ لِبَدًا ﴿۱۹﴾ ع ۱۱	لگتا ہے وہ ہو جائیں گے اُس پر ٹوٹ پڑنے والے۔

مساجد اللہ تعالیٰ کے گھر اور توحید کے مراکز ہیں۔ اُن میں صرف اُسی کی عبادت جاری و ساری رہنی چاہیے اور صرف اُسی کو پکارا جانا چاہیے۔ یہ مساجد کی بڑی بے حرمتی ہے کہ وہاں شرک کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو پکارا جائے۔ مشرکین مکہ اِسی بے حرمتی کے مرتکب ہو رہے تھے۔ وہ مسجدِ حرام میں اپنے خود ساختہ معبودوں کو پکارتے تھے۔ جب نبی اکرم ﷺ وہاں آکر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تو مشرکین آپ ﷺ پر دست درازی کرتے اور آپ ﷺ کو اُس کی خالص عبادت سے روکنے کی کوشش کرتے تھے۔ گویا وہ بدبخت دہرے جرم کا ارتکاب کر رہے تھے۔

آیات ۲۰ تا ۲۵

اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچانے کی نازک ذمہ داری

قُلْ اِنَّمَاۤ اَدْعُوْا رَبِّیْ	اے نبیؐ! فرمایئے بے شک میں تو پکارتا ہوں صرف اپنے ربّ کو
وَ لَاۤ اُشْرِكُ بِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۰﴾	اور میں شریک نہیں کرتا اُس کے ساتھ کسی کو۔
قُلْ اِنِّیْ لَاۤ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا	فرمایئے بے شک میں اختیار نہیں رکھتا تمہارے لیے کسی نقصان کا
وَّ لَا رَشَدًا ﴿۲۱﴾	اور نہ ہی کسی بھلائی کا۔

قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ	فرمایئے بے شک ہر گز نہ پناہ دے گا مجھے اللہ سے کوئی بھی
وَ لَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۲﴾	اور میں ہر گز نہ پاؤں گا اُس کے سوا پناہ کی کوئی جگہ۔
اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِسٰلٰتِهٖ	مگر پہنچادینا اللہ کی طرف سے (قرآن) اور اُس کے (دوسرے) پیغامات
وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ	اور جو نافرمانی کرے گا اللہ اور اُس کے رسولؐ کی
فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ	تو بے شک اُس کے لیے ہے جہنم کی آگ
خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ﴿۲۳﴾	وہ رہنے والے ہیں اُس میں ہمیشہ ہمیش۔
حَتّٰۤی اِذَا رَاَوْا مَا یُوْعَدُوْنَ	یہاں تک کہ جب وہ دیکھ لیں گے وہ (عذاب) کہ جس کا اُن سے وعدہ کیا جاتا ہے
فَسَیَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا	تو وہ جان لیں گے کہ کون زیادہ کمزور ہے مدد گار کے اعتبار سے
وَ اَقَلُّ عَدَدًا ﴿۲۴﴾	اور کون زیادہ کم ہے تعداد میں؟
قُلْ اِنْ اَدْرِیْۤ اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ	فرمایئے میں نہیں جانتا آیا قریب ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے
اَمْ یَجْعَلُ لَهٗ رَبِّیْۤ اَمَدًا ﴿۲۵﴾	یا رکھی ہے اُس کے لیے میرے ربّ نے کچھ مدت۔

جب مشرکین مکہ نبی اکرم ﷺ پر ہجوم کرتے تو آپ ﷺ اُنہیں صاف صاف بتادیتے کہ میں تمہارے دباؤ میں نہیں آؤں گا۔ اپنے ربّ کو پکارتا رہوں گا اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کروں گا۔ میں ذاتی طور پر تمہارے مقابلے کی قوت نہیں رکھتا۔

نہ تمہیں نقصان پہنچا سکتا ہوں اور نہ ہی تمہیں ہدایت دے سکتا ہوں۔ میرا کل بھروسہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ پر ہے۔ میں خود اُس سے ڈرتا ہوں کہ اگر میں نے اُس کا پیغام تم تک نہ پہنچایا تو وہ میری پکڑ فرمائے گا۔ کان کھول کر سن لو اگر تم نے اُس کی اور میری نافرمانی کی تو اللہ تمہیں ہمیشہ ہمیش کے لیے جہنم میں ڈال دے گا۔ آج تمہیں اپنی قوت اور نفری کی کثرت پر بڑا ناز ہے لیکن روزِ قیامت تمہیں اندازہ ہو جائے گا کہ تم اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کس قدر کمزور اور بے یارو مددگار ہو۔ البتہ میں نہیں جانتا کہ وہ قیامت کا دن کب آئے گا؟ ہاں! آئے گا ضرور۔ اب یہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ دن قریب ہے یا ابھی اُس نے تمہیں مزید مہلت دینے کا فیصلہ کیا ہوا ہے۔

جس طرح رسول اللہ ﷺ کے لیے ضروری تھا کہ لوگوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچائیں، اِسی طرح ختم نبوت کی وجہ سے اِس امت پر بھی اب یہ فریضہ لازم ہے۔ اگر ہم نے نوعِ انسانی تک اللہ تعالیٰ کا پیغام نہ پہنچایا تو ہمیں بھی اُس کی پکڑ کا سامنا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ ذمہ داری ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۶ تا ۲۸

رسولوں کو غیب کا کچھ علم دیا جاتا ہے

عٰلِمُ الْغَیْبِ	وہ (اللہ) جاننے والا ہے غیب کا
فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾	وہ آگاہ نہیں کرتا اپنے غیب پر کسی کو۔
اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ	مگر اُسے جو وہ پسند فرمالے کوئی رسول
فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۷﴾	تو بے شک وہ چلاتا ہے اُس کے آگے اور پیچھے محافظ۔
لِّیَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ	تاکہ وہ ظاہر کر دے کہ یقیناً اُنہوں نے پہنچا دیے اپنے ربّ کے پیغامات

وَ اَحَاطَ بِمَا لَدَیْهِمْ	اور اُس نے احاطہ کر رکھا ہے اُس کا جو اُن کے پاس ہے
ع ۲/۹/۱۲ وَ اَحْصٰى كُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا ﴿۲۸﴾	اور شمار کر رکھا ہے ہر چیز کو گن کر۔

اللہ تعالیٰ ہی کل علم غیب رکھتا ہے۔ یہ علم وہ کسی پر ظاہر نہیں فرماتا۔ البتہ اپنے رسولوں کو اِس میں سے کچھ علم دیتا ہے تاکہ وہ پورے یقین کے ساتھ لوگوں کو غیبی حقائق پر ایمان لانے کی دعوت دیں۔ اللہ تعالیٰ جب رسولوں تک غیب کا علم فرشتوں کے ذریعہ بھیجتا ہے تو اُس کی حفاظت کے لیے خصوصی اہتمام کرتا ہے تاکہ جنات اُس میں سے کچھ اُچک نہ لیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر شے کا نگران و نگہبان ہے۔

سورۂ مزمل

تزکیۂ نفس کے لیے قرآن کا لائحۂ عمل

اِس سورۂ مبارکہ میں وہ ہدایات دی گئی ہیں جو انسان کے نفس کے تزکیہ اور قلب کے تصفیہ کے لیے مفید ہیں۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۱۰ تزکیۂ نفس کے لیے ہدایات
- آیات ۱۱ تا ۱۹ مخالفین حق کے لیے وعید
- آیت ۲۰ قیام الیل کے حکم میں تخفیف

آیات ۱ تا ۵

قیام الیل کا حکم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ﴿۱﴾	اے کپڑے میں لپٹنے والے !
قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ﴿۲﴾	قیام کیجئے رات میں سوائے تھوڑی سی رات کے۔
نِّصْفَهٗٓ	آدھی رات
اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۙ﴿۳﴾	یا کم کر لیجئے اُس میں سے تھوڑا سا۔
اَوْ زِدْ عَلَيْهِ	یا زیادہ کر لیجئے اُس پر
وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۙ﴿۴﴾	اور ٹھہر کر پڑھیے قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر
اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ﴿۵﴾	بے شک ہم جلد ہی ڈالیں گے آپؐ پر ایک بھاری

	بات۔

یہ آیات نزولِ وحی کے ابتدائی زمانہ میں نازل ہوئیں۔ اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ اور اُن کے توسط سے اہل ایمان پر قیام الیل یعنی تہجد کی نماز فرض کر دی گئی۔ حکم دیا گیا کہ اوسطاً آدھی رات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑے رہیے اور ترتیل کے ساتھ قرآنِ حکیم پڑھیے۔ ترتیل سے مراد ہے آہستہ آہستہ، سمجھ سمجھ کر اور قلب پر تاثر محسوس کرتے ہوئے قرآنِ حکیم کی تلاوت کرنا۔ نبی اکرم ﷺ کو آگاہ کیا گیا کہ عنقریب آپ ﷺ پر دعوت و اقامت دین کے حوالے سے ایک بھاری ذمہ داری آنے والی ہے۔ اِس ذمہ داری کو استقامت کے ساتھ ادا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ آپ ﷺ روحانی اور قلبی طور پر مضبوط ہوں ۔ تلاوتِ قرآن کے ساتھ قیام الیل کی ریاضت روحانی ترقی اور قلبی ثبات کے لیے انتہائی مؤثر ہے۔ جوں جوں قرآنِ حکیم انسان کے اندر اترتا ہے، انسان کا دل دنیا کی محبت سے خالی، آخرت کی تیاری کے لیے بے چین اور اللہ تعالیٰ کی محبت سے منور ہو جاتا ہے۔ تب انسان اُس کی خوشنودی کے لیے پورے ذوق و شوق سے ہر قربانی دینے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔

آیات ۶ تا ۱۱

تزکیۂ نفس کے لیے ہدایات

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً	بے شک رات کا اٹھنا ہی زیادہ سخت ہے (نفس کو) زیر کرنے میں
وَ اَقْوَمُ قِيْلًا ۝۶	اور زیادہ درست ہے بات کرنے میں۔
اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ۝۷	اے نبیؐ! بے شک آپؐ کے لیے دن میں طویل مصروفیت ہے۔
وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ	اور ذکر کرتے رہیے اپنے ربّ کے نام کا
وَ تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝۸	اور سب سے کٹ کر اُسی سے لو لگائیے۔

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ	وہ مشرق اور مغرب کا ربّ ہے
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ۝۹	نہیں ہے کوئی معبود سوائے اُس کے۔
فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ۝۹	سو بنایئے اُسی کو کارساز۔
وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ	اور صبر کیجئے اُس پر جو وہ کہتے ہیں
وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ۝۱۰	اور الگ ہو جایئے اُن سے خوبصورت کنارہ کشی کرتے ہوئے۔
وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ	اور چھوڑ دیجئے مجھے اور اِن جھٹلانے والوں کو جو نعمتوں والے ہیں
وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ۝۱۱	اور مہلت دیجیے اِنہیں تھوڑی سی۔

تزکیۂ نفس کے لیے یہ آیات حسب ذیل ہدایات دے رہی ہیں:

i- قیام الیل کا باقاعدگی سے اہتمام کیا جائے۔ رات کو اُٹھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑا ہونا نفس کی خواہشات کو قابو میں رکھنے کے لیے انتہائی مؤثر ہے۔

ii- کثرت سے اللہ تعالیٰ کے مبارک اسماء کے ذریعہ اُس کا ذکر کیا جائے۔

iii- انسان شعوری طور پر سب سے کٹ کر اللہ تعالیٰ سے جڑ جائے یعنی اُس سے اپنے تعلق کو مضبوط سے مضبوط کرے۔

iv- اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا رب یعنی تمام ضروریات کا پورا کرنے والا سمجھے اور صرف اُسی پر توکل و بھروسہ کرے۔

v- مخالفین کی طنزیہ باتوں پر صبر کیا جائے اور اُن سے الجھنے کے بجائے خوبصورتی سے علیحدگی اختیار کی جائے۔

vi- مخالفین کے کسی ظلم کا بدلہ نہ لیا جائے بلکہ اُن کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیا جائے۔

مذکورہ بالا ہدایات پر عمل کر کے صحابہ کرام کندن بن گئے۔ پورے مکی دور میں اِن ہی ہدایات پر عمل کا حکم رہا۔ البتہ مدنی دور میں صحابہ کرام کی تربیت یافتہ جماعت کو مخالفین کے خلاف ہاتھ اٹھانے کی اجازت دی گئی۔

آیات ۱۲ تا ۱۹

مخالفین حق کے لیے وعید

اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّ جَحِيْمًا ⑫	بے شک ہمارے پاس بیڑیاں اور اور بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔
وَ طَعَامًا ذَا غُصَّةٍ	اور کھانا ہے گلے میں پھنس جانے والا
وَّ عَذَابًا اَلِيْمًا ⑬	اور دردناک عذاب ہے۔
يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَ الْجِبَالُ	جس دن کانپے گی زمین اور پہاڑ
وَ كَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا ⑭	اور ہو جائیں گے پہاڑ بکھرتی ہوئی ریت کے ٹیلے۔
اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا	بے شک ہم نے بھیجے ہیں تمہاری طرف رسولؐ
شَاهِدًا عَلَيْكُمْ	جو گواہ ہیں تم پر
كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ⑮	جیسے ہم نے بھیجے فرعون کی طرف رسول۔
فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ	تو نافرمانی کی فرعون نے رسول کی
فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ⑯	پھر ہم نے پکڑ لیا اُس کو سخت پکڑ میں۔
فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ	سو تم کیسے بچو گے اگر تم نے کفر کیا

یَوْمًا یَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِیْبًا ﴿۱۷﴾	اُس دن سے جو کر دے گا بچوں کو بوڑھا۔
اَلسَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ	آسمان پھٹ جانے والا ہے اُس (دن کی شدت) سے
كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ﴿۱۸﴾	اُس (اللہ) کا وعدہ پورا ہونے والا ہے۔
اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ	بے شک یہ ایک نصیحت ہے
فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِیْلًا ﴿۱۹﴾ ع ۱۳	پس جو چاہے اختیار کر لے اپنے ربّ کی طرف راستہ۔

مشرکین مکہ نے مکی دور میں صحابہ کرام پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ دیے۔ اللہ تعالیٰ اِن آیات میں اُن ظالموں کو خبر دار کر رہا ہے کہ تمہیں اِس ظلم کی بھرپور سزا ملے گی۔ تمہارے لیے وہ جہنم تیار ہے جس میں تمہیں جکڑنے کے لیے بیڑیاں، تمہاری غذا کے لیے حلق میں اٹکنے والا کانٹے دار جھاڑ جھنکار اور دہکتی ہوئی آگ ہے۔ تم سے پہلے آلِ فرعون نے سیدنا موسیٰ کی قوم کے ساتھ اِسی طرح کا ظلم و ستم کیا تھا۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے کس طرح اُنہیں شدید عذاب سے دوچار کیا۔ وہ تم سے زیادہ طاقتور تھے۔ جب وہ نہیں بچ سکے تو تم کفر کر کے کیسے بچ جاؤ گے؟ خاص طور پر اُس دن کی ہلاکت سے جس میں زمین لرزے گی، پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے، آسمان پھٹ جائے گا اور بچے خوف سے بوڑھے ہو جائیں گے۔ خیر اِسی میں ہے کہ اِن باتوں سے ہوش کے ناخن لو اور توبہ و استغفار کر کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو جنہوں نے دنیا میں حق کی بھرپور گواہی دی ہے اور اب وہ آخرت میں بھی تم پر گواہ بنیں گے۔

آیت ۲۰

قیام الیل کے حکم میں تخفیف

اِنَّ رَبَّكَ یَعْلَمُ	اے نبیؐ بے شک آپؐ کا ربّ جانتا ہے
اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَیِ الَّیْلِ	کہ آپؐ قیام کرتے ہیں دو تہائی شب کے قریب

وَ نِصْفَهٗ	اور (کبھی) نصف شب
وَ ثُلُثَهٗ	اور (کبھی) ایک تہائی شب
وَ طَآىِٕفَةٌ مِّنَ الَّذِیْنَ مَعَكَ	اور ایک جماعت اُن کی بھی جو آپؐ کے ساتھ ہیں
وَ اللّٰهُ یُقَدِّرُ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ	اور اللہ اندازہ رکھتا ہے رات اور دن کا
عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ	جانتا ہے اللہ کہ تم ہر گز طاقت نہ رکھو گے اِس کی
فَتَابَ عَلَیْكُمْ	تو اُس نے نظر کرم کی تم پر
فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ	تو پڑھ لو جتنا آسانی سے ہو قرآن میں سے
عَلِمَ اَنْ سَیَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى	جانتا ہے اللہ کہ ہوں گے تم میں سے کچھ بیمار
وَ اٰخَرُوْنَ یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ	اور کچھ دوسرے سفر کر رہے ہوں گے زمین میں
یَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ	تلاش کر رہے ہوں گے اللہ کا فضل
وَ اٰخَرُوْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ	اور کچھ دوسرے جنگ کر رہے ہوں گے اللہ کی راہ میں
فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنْهُ	تو پڑھ لو جتنا آسانی سے ہو اُس میں سے
وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ	اور قائم کرو نماز
وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ	اور ادا کرو زکوٰۃ
وَ اَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا	اور قرض دو اللہ کو اچھا قرض

وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ	اور جو تم آگے بھیجو گے اپنے لیے بھلائی میں سے
تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ	تم پاؤ گے اُسے اللہ کے پاس
هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا	کہ وہ بہتر ہے اور زیادہ بڑی ہے ثواب میں
وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ	اور بخشش مانگو اللہ سے
اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾ ع ۲ ۱۴	بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم کرنے والا ہے۔

پنج وقتہ نماز کے فرض ہونے سے قبل قیام الیل یعنی تہجد کی نماز فرض تھی۔ پنج وقتہ نماز کے احکامات آنے کے بعد تہجد کی نماز کو صرف نبی اکرم ﷺ کے لیے فرض کے طور پر برقرار رکھا گیا اور امت کے لیے اِس کی فرضیت ختم کر دی گئی۔ اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تحسین فرمائی کہ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام دو تہائی رات یا آدھی رات یا ایک تہائی رات اُس کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر قرآنِ حکیم کی ترتیل کے ساتھ تلاوت کرتے ہیں۔ وہ جانتا ہے کہ امت کے لیے اِس حکم پر مسلسل عمل تکلیف دہ ہے۔ لہٰذا اب امت کو سہولت دی جاتی ہے کہ ہر فرد آسانی سے جس قدر قیام الیل کر سکتا ہے کر لے۔ البتہ پانچ وقت نماز ادا کرے، زکوٰۃ دے، خاص طور پر تزکیہ نفس کے لیے اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرے اور استغفار کرتا رہے۔ اُس کی راہ میں دیا گیا مال، اُس کے ذمہ قرض ہے جسے وہ بڑھا چڑھا کر بہترین بدلہ کی صورت میں روزِ قیامت لوٹائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِن نیک اعمال کو انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سورۂ مدثر

ایمان بالآخرت کا مؤثر بیان

اِس سورۂ مبارکہ میں ایمان بالآخرت کی اہمیت مختلف اسالیب سے واضح کی گئی ہے۔ آخرت کے واقع ہونے کو ایک بڑی خبر قرار دیا گیا اور مجرموں کے جرائم کا سبب یہ بتایا گیا کہ وہ آخرت کا خوف نہیں رکھتے۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۷ نبی اکرم ﷺ کا عظیم مشن اور اِس کے لیے ہدایات
- آیات ۸ تا ۲۶ دشمن حق ولید بن مغیرہ کی مذمت
- آیات ۲۷ تا ۴۸ ذکرِ آخرت
- آیات ۴۹ تا ۵۶ مشرکین مکہ کا حق سے اعراض

آیات ۱ تا ۳

نبی اکرم ﷺ کا مشن ... اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا نفاذ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝۱	اے لحاف میں لپٹنے والے!
قُمْ فَاَنْذِرْ ۝۲	کھڑے ہو جایئے پھر خبردار کیجئے۔
وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝۳	اور اپنے ربّ ہی کی پھر بڑائی کیجئے۔

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ پر ایک بھاری ذمہ داری ڈالنے کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکم دیا کہ لوگوں کو آخرت کی جوابدہی کے حوالے سے خبردار کیجیے اور یہ تبلیغ اُس وقت تک جاری رکھیے جب تک زمین پر اللہ تعالیٰ کی بڑائی تسلیم کرنے والا نظام قائم نہ ہو جائے۔ لوگوں کو برائیوں کے حوالے سے اصلاح کا پیغام دینا ایک مشکل کام ہے۔ اِس سے کہیں زیادہ

کٹھن کام ظالموں کے ظلم کے خلاف آواز اٹھانا، ظلم کو مٹانے کے لیے ایک منظم تحریک برپا کرنا، صالحین کی جماعت تیار کر کے اُسے ظالموں سے ٹکرانا اور پھر ظالموں کو شکست دے کر اللہ تعالیٰ کی بڑائی یعنی عدل کا نظام قائم کرنا ہے۔ اِسی کو سورۂ مزمل میں قولِ ثقیل کہا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آپ ﷺ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے یہی کٹھن کام کرنے کی ہمت عطا فرمائے اور اِس کے لیے خصوصی مدد ہمارے شامل حال فرمائے۔ آمین!

آیات ۴ تا ۷

غلبۂ دین کی جدوجہد کرنے والوں کے لیے ہدایات

وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ ۝۴	اور اے نبیؐ! اپنے کپڑوں کو پھر پاک رکھیے۔
وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝۵	اور گندگی سے پس دور رہیے۔
وَ لَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝۶	اور احسان نہ کیجئے کہ آپؐ (اِس سے) زیادہ چاہیں۔
وَ لِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝۷	اور اپنے ربّ ہی کے لیے پھر صبر کیجئے۔

نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی بڑائی قائم کرنے کا نہایت اعلیٰ مشن دیا گیا۔ آپ ﷺ کے توسط سے یہی مشن آپ ﷺ کی امت کو بھی دیا گیا۔ اب اِس اونچے مشن کے لیے کام کرنے والوں کو چند ہدایات دی جا رہی ہیں تاکہ وہ استقامت سے اِس مشن کے لیے محنت کر سکیں اور اللہ تعالیٰ کی مدد بھی اُنہیں حاصل ہو سکے۔ وہ ہدایات حسب ذیل ہیں :

i- لباس اور جسم کی طہارت کا خصوصی اہتمام کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ طہارت کا اہتمام کرنے والوں سے محبت کرتا ہے (البقرہ ۲۲۲)۔

ii- ہر قسم کی ظاہری و معنوی نجاست سے دوری اختیار کی جائے۔ گویا ظاہری طور پر ہر طرح کے میل کچیل سے دور رہیں اور معنوی اعتبار سے دل اور جسم کو ہر گناہ سے پاک رکھیں۔

iii- نیکی صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کی جائے اور دنیا میں اِس کا کوئی بدلہ مطلوب نہ ہو۔

iv- اپنے رب کی رضا کے حصول کے لیے صبر کیا جائے۔ بلاشبہ نیکی کرنا، برائی سے بچنا اور حق کی سربلندی کرنے کے لیے استقامت سے جدوجہد کرنا بغیر صبر کے ممکن نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دین کی خدمت اور مذکورہ بالا ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۸ تا ۱۰

ایک مشکل دن ... روزِ قیامت

فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ ۝۸	اور جب پھونکا جائے گا صور میں۔
فَذٰلِكَ یَوْمَىٕذٍ یَّوْمٌ عَسِیْرٌ ۝۹	تو ایسا ہوگا اُس دن جو بہت مشکل دن ہے۔
عَلَى الْكٰفِرِیْنَ غَیْرُ یَسِیْرٍ ۝۱۰	کافروں پر وہ آسان نہیں ہوگا۔

جب صور میں پھونک ماری جائے گی تو قیامت برپا ہو جائے گی۔ تمام انسان زندہ ہو کر زمین سے نکل کر باہر کھڑے ہو جائیں گے اور تیزی سے میدانِ حشر کی طرف دوڑیں گے۔ کافروں کے لیے وہ دن انتہائی بھاری ہوگا۔ بڑی حسرت کے ساتھ افسوس کرتے ہوئے کہیں گے کہ یہ تو بدلہ کا دن ہے جس کو ہم نے جھٹلایا تھا۔ اللہ تعالیٰ اُس روز کی سختیوں سے ہمیں محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۱ تا ۱۷

ولید بن مغیرہ کی مذمت

ذَرْنِیْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًا ۝۱۱	اے نبیؐ! چھوڑیے مجھے اور اُس کو جسے میں نے پیدا کیا ہے اکیلا۔
وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ۝۱۲	اور میں نے دیا ہے اُسے بڑھنے والا مال۔

وَ بَنِیْنَ شُهُوْدًا ﴿۱۳﴾	اور بیٹے جو پاس رہنے والے ہیں۔
وَ مَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِیْدًا ﴿۱۴﴾	اور میں نے تیاری کر دی ہے اُس کے لیے (سامان کی) خوب تیاری۔
ثُمَّ یَطْمَعُ اَنْ اَزِیْدَ ﴿۱۵﴾	پھر وہ امید کرتا ہے کہ میں اُسے اور زیادہ دوں گا۔
كَلَّا	ہر گز نہیں
اِنَّهٗ كَانَ لِاٰیٰتِنَا عَنِیْدًا ﴿۱۶﴾	بے شک وہ ہماری آیات کا سخت مخالف ہے۔
سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ﴿۱۷﴾	جلد ہی میں اُسے تکلیف دوں گا دشوار چڑھائی چڑھنے کی۔

ولید بن مغیرہ مکہ کا سردار تھا۔ اُس بدبخت پر حق واضح ہو چکا تھا لیکن مکہ کے دیگر مشرک سرداروں کی ناراضگی کے ڈر سے حق قبول کرنے سے محروم رہا۔ وہ بذاتِ خود اکلوتا پیدا ہوا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اُسے دس ایسے بیٹے دیے تھے جو بڑے تندرست و توانا اور ہر وقت اُس کی خدمت کے لیے موجود رہتے تھے۔ اُس کی جائداد مکہ سے لے کر طائف تک پھیلی ہوئی تھی اور تجارت و مویشیوں کی صورت میں اُس کا مال مزید بڑھنے والا تھا۔ وہ بڑے اعتماد سے کہتا تھا کہ جس اللہ نے یہاں دیا ہے وہ آخرت میں بھی خوب نوازے گا۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا ہر گز نہیں۔ وہ ہمارے برحق کلام کا دشمن ہے ہماری دی ہوئی نعمتوں کی ناشکری کرنے والا ہے۔ اُسے ان جرائم کی پاداش میں جہنم میں ایسا عذاب دیا جائے گا جس کی شدت بڑھتی چلی جائے گی۔

آیات ۱۸ تا ۲۵

ولید بن مغیرہ کا مکر و فریب

اِنَّهٗ فَكَّرَ وَ قَدَّرَ ﴿۱۸﴾	بے شک اُس نے غور کیا اور طے کر لی ایک بات۔
فَقُتِلَ كَیْفَ قَدَّرَ ﴿۱۹﴾	پس وہ مارا جائے اُس نے کیسی بات طے کی!

ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿۲۰﴾	پھر وہ مارا جائے اُس نے کیسی بات طے کی!
ثُمَّ نَظَرَ ﴿۲۱﴾	پھر اُس نے دیکھا۔
ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ﴿۲۲﴾	پھر اُس نے تیوری چڑھائی اور منہ بنایا۔
ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ﴿۲۳﴾	پھر اُس نے پیٹھ پھیری اور تکبر کیا۔
فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ﴿۲۴﴾	پھر اُس نے کہا یہ نہیں ہے مگر جادو جو پہلے سے چلا آ رہا ہے۔
اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿۲۵﴾	یہ نہیں ہے مگر انسان کا کلام۔

ولید بن مغیرہ نے ایک موقع پر نبی اکرم ﷺ سے قرآنِ مجید سنا تو اُس پر واضح ہو گیا کہ یہ کسی انسان کا نہیں اللہ تعالیٰ ہی کا کلام ہے۔ قرآن کے حق ہونے کی تاثیر کے ساتھ جب وہ دیگر مشرک سرداروں کے پاس گیا تو اُنہوں نے ولید بن مغیرہ کے چہرے پر حق کے اثرات کی وجہ سے ہونے والی تبدیلی کو محسوس کر لیا۔ اُنہوں نے پوچھا کہ محمد ﷺ جو کچھ سنا رہے ہیں کیا وہ جادو ہے، شاعری ہے یا کاہن کا منتر ہے؟ اُس نے کہا نہیں، اِن سب میں سے کچھ نہیں۔ سردارانِ قریش کو محسوس ہو گیا کہ ولید بھی اسلام قبول کرنے والا ہے۔ اُن کے تیور بدل گئے۔ ولید نے جب ساتھی سرداروں کی ناراضگی دیکھی تو فوراً ایک بناوٹی صورت اختیار کی۔ کچھ دیر سوچا، پھر دیکھا، تیوری چڑھائی، منہ بسورا، رخ پھیرا اور بڑے تکبر سے کہا کہ محمد جو کلام پیش کر رہے ہیں وہ پرانا جادو ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کے اِس فریب پر غضبناک ہوا اور اُسے ایسے عذاب کی وعید سنائی جس کا ذکر اگلی آیات میں ہے۔

آیات ۲۶ تا ۲۹

جہنم کی ہولناکی

سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ﴿۲۶﴾	جلد ہی میں داخل کروں گا اُسے سقر (جہنم) میں۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ﴿۲۷﴾	اور تم کیا جانو کہ کیا ہے وہ سقر ؟
لَا تُبْقِیْ وَلَا تَذَرُ ﴿۲۸﴾	وہ نہ باقی رکھتی ہے اور نہ چھوڑتی ہے۔
لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ﴿۲۹﴾	جھلس دینے والی ہے کھال کو۔

ولید بن مغیرہ کو پھینکا جائے گا اُس جہنم میں جس کی بھڑکتی ہوئی آگ بڑی شدت والی ہے۔ یہ جہنمیوں کے ساتھ چمٹ جائے گی۔ نہ اُنہیں چھوڑے گی کہ کہیں بھاگ جائیں اور نہ ہی باقی رہنے دے گی۔ یعنی جہنمی نہ زندوں میں شمار ہوں گے اور نہ مردوں میں ۔یہ آگ انسانوں کی کھالوں کو جھلسادے گی لیکن کھال دوبارہ پیدا ہو جائے گی۔ یہ سلسلہ مسلسل جاری رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اِس آفت سے ہم سب کو محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۶ تا ۲۹

جہنم کی ہولناکی

سَاُصْلِیْهِ سَقَرَ ﴿۲۶﴾	جلد ہی میں داخل کروں گا اُسے سقر (جہنم) میں۔
وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ﴿۲۷﴾	اور تم کیا جانو کہ کیا ہے وہ سقر ؟
لَا تُبْقِیْ وَلَا تَذَرُ ﴿۲۸﴾	وہ نہ باقی رکھتی ہے اور نہ چھوڑتی ہے۔
لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ﴿۲۹﴾	جھلس دینے والی ہے کھال کو۔

ولید بن مغیرہ کو پھینکا جائے گا اُس جہنم میں جس کی بھڑکتی ہوئی آگ بڑی شدت والی ہے۔ یہ جہنمیوں کے ساتھ چمٹ جائے گی۔ نہ اُنہیں چھوڑے گی کہ کہیں بھاگ جائیں اور نہ ہی باقی رہنے دے گی۔ یعنی جہنمی نہ زندوں میں شمار ہوں گے اور نہ مردوں میں ۔یہ آگ انسانوں کی کھالوں کو جھلسادے گی لیکن کھال دوبارہ پیدا ہو جائے گی۔ یہ سلسلہ مسلسل جاری رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اِس آفت سے ہم سب کو محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۰ تا ۳۱

جہنم پر ۱۹ فرشتے مامور ہیں

عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿۳۰﴾	اُس (جہنم) پر انیس (فرشتے) مقرر ہیں۔
وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً	اور ہم نے مقرر نہیں کیے جہنم پر مامور مگر فرشتے
وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا	اور ہم نے نہیں رکھی اُن کی تعداد مگر آزمائش کے طور پر اُن کے لیے جنہوں نے کفر کیا
لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ	تاکہ یقین کر لیں وہ جنہیں دی گئی ہے کتاب
وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا	اور بڑھ جائیں وہ جو ایمان لائے، ایمان میں
وَلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ	اور شک نہ کریں وہ جنہیں دی گئی ہے کتاب اور مومنین
وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْكٰفِرُوْنَ	اور کہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے اور کافر
مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا	کیا چاہتا ہے اللہ اِس سے بطورِ مثال
كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ	اِسی طرح گمراہ کرتا ہے اللہ جسے چاہتا ہے
وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ	اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے
وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ	اور کوئی نہیں جانتا تمہارے ربّ کے لشکروں کو سوائے اُس کے
ع ۱ ۳۱ ۱۵ وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ﴿۳۱﴾ ع	اور یہ نہیں ہے مگر نصیحت انسان کے لیے۔

اللہ تعالیٰ نے جہنم پر فرشتے مامور کر رکھے ہیں۔ ایک رائے یہ ہے کہ جہنم میں ۱۹ قسم کے عذاب ہوں گے اور ہر فرشتہ ایک خاص عذاب دینے کی نگرانی کرے گا۔ مشرکین نے کی تعداد کا مذاق اڑایا کہ اِس کم تعداد سے تو ہم نمٹ لیں گے۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ صرف ایک فرشتہ بھی قوت کے اعتبار سے تمام انسانوں پر بھاری ہے؟ بعض نے اعتراض کیا کہ تعداد بتانے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ یہ تعداد اِس لیے بتائی گئی کہ اہل کتاب پہلے ہی اِس تعداد سے واقف ہیں۔ لہٰذا اُنہیں یقین ہو جائے گا کہ قرآن واقعی اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اِس سے اہل ایمان کے ایمان کو بھی اور تقویت حاصل ہو۔ پھر اِسی تعداد کے بتانے سے کافروں کی آزمائش بھی ہو گئی۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایک ہی حقیقت کے بیان سے گمراہوں کی گمراہی میں مزید اضافہ فرماتا ہے اور اہل حق کے یقین کو اور پختہ کر دیتا ہے۔

آیات ۳۲ تا ۳۷

جہنم بہت بڑی چیز ہے

كَلَّا وَالْقَمَرِ ﴿۳۲﴾	ہر گز نہیں! قسم ہے چاند کی۔
وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ ﴿۳۳﴾	اور رات کی جب وہ جانے لگے۔
وَالصُّبْحِ اِذَآ اَسْفَرَ ﴿۳۴﴾	اور صبح کی جب وہ روشن ہو۔
اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ ﴿۳۵﴾	بے شک وہ (جہنم) یقیناً بڑی چیزوں میں سے ایک ہے۔
نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ﴿۳۶﴾	خبردار کرنے والی ہے انسان کو۔
لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ ﴿۳۷﴾	اُس کے لیے جو چاہے تم میں سے کہ آگے بڑھے یا پیچھے ہٹے۔

جس طرح رات رفتہ رفتہ ختم ہو جاتی ہے اور دن نمودار ہو جاتا ہے۔ اِسی طرح رفتہ رفتہ یہ دنیا بھی اپنے اختتام کو پہنچے گی اور پھر قیامت ظاہر ہو جائے گی۔ بلاشبہ قیامت کے دن ظاہر ہونے والی بڑی چیزوں میں سے ایک جہنم ہے۔ یہ انسان کو ہولناک انجام

سے خبر دار کر رہی ہے۔ ہر انسان کو دنیا میں اختیار دیا گیا ہے، چاہے اچھے اعمال کر کے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرے اور جہنم سے بچ جائے یا گناہ کر کے اللہ تعالیٰ کے غضب کا شکار بنے اور جہنم میں جا گرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اچھے اعمال کرنے اور جہنم سے بچنے کی راہ اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۸ تا ۴۸

جہنم میں لے جانے والے جرائم

كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ﴿۳۸﴾	ہر شخص اُس کے بدلے جو اُس نے کمایا ہے گروی رکھا ہوا ہے۔
اِلَّآ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ﴿۳۹﴾	سوائے دائیں ہاتھ والوں کے۔
فِيْ جَنّٰتٍ يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۴۰﴾	جنتوں میں وہ سوال کریں گے۔
عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۴۱﴾	مجرموں سے۔
مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ﴿۴۲﴾	کس چیز نے داخل کر دیا تمہیں جہنم میں۔
قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴿۴۳﴾	وہ کہیں گے ہم نہیں تھے نماز ادا کرنے والوں میں سے۔
وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ﴿۴۴﴾	اور نہ ہم کھانا کھلایا کرتے تھے مسکینوں کو۔
وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ﴿۴۵﴾	ہم فضول بحث کیا کرتے تھے فضول بحث کرنے والوں کے ساتھ۔
وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴۶﴾	اور ہم جھٹلایا کرتے تھے بدلے کے دن کو۔
حَتّٰٓى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ﴿۴۷﴾	یہاں تک کہ آ پہنچی ہمارے پاس یقینی بات (موت)۔

فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِیْنَ ﴿۴۸﴾	پس اُنہیں فائدہ نہ دے گی سفارش کرنے والوں کی سفارش۔

ہر بدنصیب گناہ گار انسان اپنے جرائم کی وجہ سے پھنسا ہوا ہے۔ عنقریب اُسے اِن جرائم کی سزا ملے گی۔ اِس کے برعکس نیکیاں کرنے والے سعادت مند ہیں جو جنت میں ہوں گے۔ وہ بدنصیب گناہ گار انسانوں سے پوچھیں گے کہ آخر تم کیوں جہنم میں چلے گئے۔ گناہ گار اپنے اُن جرائم کا اعتراف کریں گے جن کی وجہ سے ایک شخص مسلمان ہونے کے باوجود جہنم میں چلا جائے گا۔ وہ جرائم حسبِ ذیل ہیں:

i- باقاعدہ نمازادا نہ کرنا۔

ii- محتاجوں کو کھانا نہ کھلانا۔

iii- دین وشریعت کی تعلیمات پر اعتراضات کرتے رہنا۔

iv- بدلہ کے دن کو جھٹلانا اور اِس حوالے سے شکوک وشبہات اور خوش فہمیوں کا شکار رہنا۔

جہنمی حسرت سے کہیں گے کہ ہماری پوری زندگی اِن جرائم میں گزری یہاں تک کہ موت نے ہماری دنیا کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ جہنمیوں کا اعترافِ جرم اب اُنہیں کوئی فائدہ نہ دے گا اور نہ کسی سفارش کرنے والے کی سفارش اُن کے کام آئے گی۔ اللہ تعالیٰ اِس انجامِ بد سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۹ تا ۵۳

حق سے اعراض کا سبب... انکارِ آخرت

فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۹﴾	تو اُنہیں کیا ہے کہ وہ نصیحت سے رخ پھیرنے والے ہیں۔
كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ﴿۵۰﴾	جیسے وہ بدک کر بھاگنے والے گدھے ہیں۔
فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾	جو بھاگے ہیں شیر سے۔

بَلْ یُرِیْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ	بلکہ چاہتا ہے ہر شخص اُن میں سے
اَنْ یُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿۵۲﴾	کہ اُسے دیے جائیں کھلے ہوئے صحیفے۔
كَلَّا	ہر گز نہیں ہو گا ایسا!
بَلْ لَّا یَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿۵۳﴾	بلکہ وہ نہیں ڈرتے آخرت سے۔

اِن آیات میں اظہارِ تعجب کیا گیا کہ مشرکین مکہ حق کی دعوت سے اعراض کر رہے ہیں۔ جب اُنہیں قرآنِ حکیم سنایا جاتا ہے تو ایسے بھاگتے ہیں جیسے جنگلی گدھا شیر کو دیکھ کر بھاگتا ہے۔ پھر وہ مطالبہ کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک پر براہِ راست ہدایت نازل کر دے تو ہم مان لیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہر گز ایسا نہیں کرے گا۔ وہ ہدایت کا نزول بندوں میں سے چنے ہوئے پاکیزہ نفوس پر کرتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ حق سے اعراض کرنے والے آخرت کی جوابدہی کا خوف نہیں رکھتے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری اور اعمال کی جوابدہی کا یقین نہیں رکھتا اُس سے کسی خیر کی توقع نہیں کی جاسکتی۔

آیات ۵۴ تا ۵۶

قرآن حقائق کی یاددہانی ہے

كَلَّاۤ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ ﴿۵۴﴾	ہر گز نہیں! بے شک یہ (قرآن) تو ایک نصیحت ہے۔
فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ﴿۵۵﴾	تو جو چاہے نصیحت حاصل کر لے اِس سے۔
وَمَا یَذْكُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ	وہ نصیحت حاصل نہیں کریں گے مگر یہ کہ چاہے اللہ
هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى	وہی ہے اِس لائق کہ اُس کی نافرمانی سے بچا جائے
ع ۲ ۱۲ وَ اَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿۵۶﴾ ع	اور اُسی کے لائق ہے بخشش فرمانا۔

قرآنِ حکیم ایک نعمت ہے جو انسانوں کو حقائق کی یاددہانی کرا رہا ہے۔ یہ ہمارا امتحان ہے کہ ہم یاددہانی حاصل کرتے ہیں یا نہیں۔ خیر اِسی میں ہے کہ حقائق پر ایمان لے آئیں اور اُن کی روشنی میں زندگی کا لائحہ عمل طے کریں۔ البتہ اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر اِیسا ممکن نہیں لہٰذا ہمیں اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے کہ :

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ (نسائی، ابو داؤد)

" اے اللہ میری مدد فرما اپنے ذکر، اپنے شکر اور اپنی اچھی عبادت کے لیے"۔

بلاشبہ اللہ ہی اِس لائق ہے کہ اُس کا تقویٰ اختیار کیا جائے، اُس سے نیکیوں کی توفیق مانگی جائے اور اُس کی بخشش کا سوال کیا جائے۔ اُسی کا اختیار ہے کہ جسے چاہے بخش دے۔

سورۂ قیامہ

قیامت کے مناظر کا بیان

اِس سورۂ مبارکہ میں قیامت کے احوال مختلف مناظر کی صورت میں بڑے مؤثر انداز سے بیان کیے گئے ہیں۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۵ انکارِ آخرت کی زور دار نفی
- آیات ۶ تا ۱۵ قیامت کی ہولناکی کا منظر
- آیات ۱۶ تا ۱۹ نبی اکرم ﷺ کی قرآن سے محبت
- آیات ۲۰ تا ۲۵ میدانِ حشر کا منظر
- آیات ۲۶ تا ۳۰ موت کا منظر
- آیات ۳۱ تا ۳۵ سرکشوں پر اللہ کا غضب
- آیات ۳۶ تا ۴۰ موت کے بعد حیات کا سبب اور دلیل

آیات ۱ تا ۵

انکارِ آخرت کی زور دار نفی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَاۤ اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ ۙ﴿۱﴾	نہیں ! میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی۔
وَ لَاۤ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ؕ﴿۲﴾	اور نہیں ! میں قسم کھاتا ہوں بہت ملامت کرنے والے نفس کی۔
اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ؕ﴿۳﴾	کیا گمان کرتا ہے انسان کہ ہم ہر گز جمع نہ کریں گے اُس

	کی ہڈیاں۔
بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ۝۴	کیوں نہیں! ہم قادر ہیں اِس پر کہ درست کر دیں اُس کی انگلیوں کے پور۔
بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ ۝۵	بلکہ چاہتا ہے انسان کہ وہ نافرمانی کرتا رہے اپنے آگے (کی زندگی میں بھی)۔

اِن آیات میں اُن تمام تصورات کی زور دار نفی کی گئی ہے جو آخرت کے حوالے سے شکوک و شبہات پیدا کرتے ہیں۔ آگاہ کیا گیا کہ قیامت ایسی یقینی شے ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کی قسم کھا رہا ہے۔ پھر وہ اُس ضمیر کو گواہ کے طور پر پیش کر رہا ہے جو ہر نیکی پر انسان کو مسرت کی کیفیت دیتا ہے اور ہر بدی پر پشیمانی کی۔ ضمیر کا یہ احساس ثابت کر رہا ہے کہ نیکی کا اچھا اور بدی کا برا نتیجہ نکل کر رہے گا۔ انسان سمجھتا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ اُس کی بوسیدہ ہڈیاں جمع نہ کر سکے گا۔ ہڈیاں کیا وہ تو ہر انسان کی انگلیوں کے پور تک دوبارہ درست کر دے گا۔ اصل بات یہ ہے کہ انسان نہیں چاہتا کہ جو گناہوں۔ بدکاریوں اور حرام خوریوں کی لذت وہ لے رہا ہے اُسے چھوڑ دے۔ اِسی لیے گناہوں کی باز پرس کی یقینی خبر کو جھٹلا رہا ہے۔

آیات ۶ تا ۱۵

قیامت کی ہولناکی کا منظر

يَسْـَٔلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ۝۶	انسان پوچھتا ہے کب ہو گا قیامت کا دن؟
فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۝۷	پھر جب پتھرا جائے گی آنکھ۔
وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۝۸	اور بے نور ہو جائے گا چاند۔
وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۝۹	اور جمع کر دیے جائیں گے سورج اور چاند۔

یَقُوْلُ الْاِنْسَانُ یَوْمَىٕذٍ اَیْنَ الْمَفَرُّ ۝۱۰	کہے گاانسان اُس دن کہاں ہے بھاگنے کی جگہ ؟
كَلَّا لَا وَزَرَ ۝۱۱	ہر گز نہیں ! نہیں کوئی پناہ کی جگہ۔
اِلٰى رَبِّكَ یَوْمَىٕذِ الْمُسْتَقَرُّ ۝۱۲	تمہارے ربّ کی طرف ہی اُس دن جا ٹھہرنا ہے۔
یُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ یَوْمَىٕذٍ بِمَا قَدَّمَ وَ اَخَّرَ ۝۱۳	بتایا جائے گاانسان کو اُس دن جو اُس نے آگے بھیجااور جو پیچھے چھوڑا۔
بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِیْرَةٌ ۝۱۴	بلکہ انسان اپنے آپ کو خوب دیکھنے والا ہے۔
وَ لَوْ اَلْقٰى مَعَاذِیْرَهٗ ۝۱۵	اگرچہ وہ پیش کرے اپنے بہانے۔

انسان قیامت کے دن کی رسوائی سے بچنے کے لیے تیاری کے بجائے طنزیہ انداز میں پوچھتا ہے کہ قیامت کب آئے گی؟ طنزیہ سوال کا سخت اسلوب میں جواب دیا گیا کہ قیامت اُس روز آئے گی جب انسان کی آنکھیں چندھیا جائیں گی۔ چاند بے نور ہو جائے گا۔ سورج اور چاند باہم ٹکرا جائیں گے۔ انسان اِس تباہی سے گھبرا کر کوئی پناہ گاہ تلاش کرنے کی کوشش کرے گا۔ کہا جائے گا کہ آج کوئی پناہ گاہ نہیں۔ اب چلو اور رب کے سامنے پیش ہو جاؤ۔ اب تمہیں بتا دیا جائے گا کہ تم نے دنیا میں کس شے کو ترجیح دی تھی اور کس شے کو پسِ پشت ڈالا تھا؟ اپنے اعمال میں سے تم نے کیا آگے بھیجے اور اُن کے کیا اثرات پیچھے چھوڑے؟ حقیقت میں یہ سب بتانے کی بھی ضرورت نہیں۔ ہر انسان خوب جانتا ہے کہ دنیا میں اُس کی ترجیح اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کی فلاح تھی یا دنیا کا عارضی اور گھٹیا مال و اسباب۔ وہ اپنی دنیاداری کے جواز کے لیے خواہ کیسی ہی خوشنما توجیحات پیش کرے، اُس کا باطن جانتا ہے کہ اُس کا مطلوب و مقصود کیا تھا؟ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رضا اور آخرت کی نعمتوں کو مطلوب و مقصود بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۶ تا ۱۹

نبی اکرم ﷺ کی قرآنِ کریم سے محبت

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ	اے نبی ﷺ ! حرکت نہ دیجئے اِس (قرآن) کے ساتھ اپنی زبان کو
لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿۱۶﴾	تاکہ آپؐ جلدی کریں اِس کے ساتھ (یاد کرنے کے لیے)۔
اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ﴿۱۷﴾	بے شک ہمارے ذمے ہے اِس کو جمع کرنا (آپؐ کے سینے میں) اور اِس کا پڑھنا (آسان کر دینا)۔
فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿۱۸﴾	پھر جب ہم پڑھیں اِسے تو پیروی کیجئے اِس کے پڑھنے کی۔
ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ﴿۱۹﴾	پھر بے شک ہمارے ذمے ہے اِس کو واضح کرنا۔

نبی اکرم ﷺ کو قرآن کریم سے والہانہ محبت تھی۔ جب آپ ﷺ پر اُس کا نزول ہوتا تو آپ ﷺ نازل ہونے والی آیات کو حفظ کرنے کے لیے تیزی سے اپنی زبانِ مبارک سے دہراتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر احسانِ عظیم فرمایا کہ اے حبیب ﷺ! آپ قرآنِ کریم کو حفظ کرنے کے لیے جلدی نہ کریں۔ اِس قرآنِ کریم کو آپ ﷺ کے سینہ میں محفوظ کرنا اور پھر آپ ﷺ کے ذریعے لوگوں تک اِسے پہنچانا اور اِس کے مضامین کی وضاحت کرا دینا ہمارے ذمے ہے۔ جب قرآنِ حکیم آپ ﷺ پر نازل کیا جارہا ہو تو آپ ﷺ توجہ سے اِسے سنتے رہیں۔ یہ آیات اِس حقیقت کو بھی واضح کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن کی تفسیر اور وضاحت بھی آپ ﷺ کو سکھادے گا۔ گویا قرآنِ حکیم کی وضاحت کے لیے احادیث نبوی ﷺ سے رہنمائی حاصل ہو گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں انکارِ حدیث کے فتنہ سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۰ تا ۲۵

روزِ قیامت نتیجہ چہروں سے ظاہر ہو گا

كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ﴿۲۰﴾	ہر گز نہیں! بلکہ تم پسند کرتے ہو جلدی ملنے والی (دنیا) کو۔
وَ تَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿۲۱﴾	اور چھوڑ دیتے ہو بعد میں آنے والی (آخرت) کو
وُجُوْهٌ یَّوْمَىٕذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾	کئی چہرے اُس دن تروتازہ ہوں گے۔
اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾	اپنے ربّ کی طرف دیکھنے والے ہوں گے۔
وَ وُجُوْهٌ یَّوْمَىٕذٍۭ بَاسِرَةٌ ﴿۲۴﴾	اور کئی چہرے اُس دن بگڑے ہوئے ہوں گے۔
تَظُنُّ اَنْ یُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿۲۵﴾	سمجھتے ہوں گے کہ اُن کے ساتھ کی جائے گی کمر توڑ دینے والی سختی۔

اَنسانوں کی اکثریت کی افسوسناک روش ہے کہ وہ دنیا کی فوری ملنے والی لذتوں کو ترجیح دیتی ہے اور آخرت کی ابدی اور اعلیٰ نعمتوں کے حصول کے لیے تیاری سے غفلت برتتی ہے۔ عنقریب آخرت آنے والی ہے۔ اُس روز تمام انسان اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گے۔ نیک لوگوں کے چہرے بڑے تروتازہ ہوں گے۔ اُنہیں اللہ سبحانہ تعالیٰ کے رُخِ انور کے دیدار کی لذت عطا کی جائے گی۔ اِس کے برعکس مجرموں کے چہرے خوف سے بگڑے ہوئے ہوں گے۔ وہ جان لیں گے کہ اب اُنہیں جہنم میں داخل کیا جائے گا اور کمر توڑ دینے والے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا کے مقابلہ میں آخرت کو ترجیح دینے کی توفیق عطا فرمائے اور روزِ قیامت کی رسوائی سے محفوظ رکھے۔ آمین!

آیات ۲۶ تا ۳۰

موت کا منظر

كَلَّاۤ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِیَ ﴿۲۶﴾	ہر گز نہیں! جب پہنچتی ہے جان گلے تک۔
وَ قِیْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ﴿۲۷﴾	اور کہا جائے گا کوئی ہے دم کرنے والا؟
وَ ظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿۲۸﴾	اور سمجھ جائے گا مرنے والا کہ یہ جدائی ہے۔
وَ الْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿۲۹﴾	اور لپٹ جائے گی پنڈلی، پنڈلی کے ساتھ
اِلٰى رَبِّكَ یَوْمَىٕذِ ِۨالْمَسَاقُ ﴿۳۰﴾ ع ۱۷	تمہارے ربّ کی طرف ہی اُس دن جانا ہے۔

انسان پر جب موت کی کیفیت طاری ہوتی ہے تو اُس کی جان حلق کے قریب آکر اٹک جاتی ہے۔ انسان شدید اذیت سے دوچار ہوتا ہے۔ قرابت داروں پر انتہائی مایوسی طاری ہو جاتی ہے۔ دوائیں اب کارگر نہیں رہتیں۔ اب بے کسی کے عالم میں پکارا جاتا ہے کہ ہے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا جو مرنے والے کو بچالے۔ مرنے والا جان چکا ہوتا ہے کہ اب دنیا سے جدائی کا وقت آچکا ہے۔ پنڈلی، پنڈلی سے لپٹ جاتی ہے اور انسان خالق حقیقی سے جاملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر موت کی سختیاں آسان فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۱ تا ۳۵

سرکشوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب

فَلَا صَدَّقَ وَ لَا صَلّٰى ﴿۳۱﴾	پھر اُس نے نہ تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی۔

وَ لٰكِنْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰى ﴿۳۲﴾	اور لیکن اُس نے جھٹلایا اور رخ پھیرا۔
ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰۤى اَهْلِهٖ یَتَمَطّٰى ﴿۳۳﴾	پھر گیا اپنے گھر والوں کی طرف اکڑتا ہوا۔
اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۴﴾	تباہی ہے تیرے لیے پھر تباہی۔
ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۵﴾	پھر تباہی ہے تیرے لیے پھر تباہی۔

اِن آیات میں ایسے شخص کی شدید مذمت کی گئی ہے جس نے سرکشی اختیار کی، حق کو قبول نہ کیا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے سامنے سر جھکایا۔ اِس کے برعکس بڑے تکبر سے دینی تعلیمات کو جھٹلایا۔ یہ بدنصیب اِسی قابل ہے کہ اِس کے لیے تباہی و بربادی ہو، شدید تباہی و بربادی۔ اُسے چار مرتبہ تباہی کی وعید سنائی گئی یعنی موت کے وقت، قبر میں، میدانِ حشر میں اور پھر ہمیشہ کے لیے جہنم میں۔ اللہ تعالیٰ اِس روش اور اِس انجام سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۶ تا ۴۰

کیا انسان سے حساب کتاب نہ ہو گا؟

اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَكَ سُدًى ﴿۳۶﴾	کیا گمان کرتا ہے انسان کہ اُسے یونہی چھوڑ دیا جائے گا بغیر پوچھے۔
اَلَمْ یَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِیٍّ یُّمْنٰى ﴿۳۷﴾	کیا وہ نہیں تھا قطرہ منی کا جو ٹپکایا جاتا ہے۔
ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ﴿۳۸﴾	پھر وہ تھا جما ہوا خون تو اللہ نے پیدا کیا پھر درست بنا دیا۔
فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَیْنِ الذَّكَرَ وَ الْاُنْثٰى ﴿۳۹﴾	پھر اُس نے بنائے اُس میں سے دو جوڑے مذکر اور مونث۔
اَلَیْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ یُّحْیِۦَ الْمَوْتٰى ﴿۴۰﴾	کیا نہیں ہے وہ قادر اِس پر کہ زندہ کرے مردوں کو؟

کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ وہ بے مقصد چھوڑ دیا گیا ہے؟ جو جی میں آئے کرتا رہے؟ کسی کی آبرو کی دھجیاں اڑادے، کسی کی جان کے ساتھ کھیلے اور کسی کے مال و اسباب کو لوٹے؟ نہیں! اللہ تعالیٰ نے اُسے دیگر مخلوقات کے مقابلے میں امتیازی صلاحیتیں دی ہیں اور نعمتوں سے نوازا ہے۔ لہٰذا اب وہ اُس سے دی گئی صلاحیتوں کے حوالے سے باز پرس کرے گا اور نعمتوں کے استعمال کے بارے میں حساب لے گا۔ ذرا غور تو کرو کہ جس اللہ نے انسان کو نطفہ سے پیدا کیا اور نطفہ ہی سے مرد بھی پیدا کیے اور عورتیں بھی، کیا وہ انسان کو دوبارہ زندہ کرنے پر قدرت نہیں رکھتا؟ کوئی مانے یا نہ مانے حقیقت یہ ہے کہ ہر انسان نے دوبارہ زندہ ہونا ہے، اپنی روش کی اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہی کرنی ہے اور اعمال کا بدلہ پانا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے جن سے وہ ہم سے راضی ہو جائے۔ آمین!۔

ع ۲ ۱۸

سورۂ دھر

ناشکری اور شکر گزاری کا نتیجہ

یہ سورۂ مبارکہ آگاہ کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو با اختیار مخلوق بنایا ہے۔ اب وہ اپنے اختیارات کا جیسا استعمال کرے گا، روزِ قیامت ویسا ہی اُس کے حق میں نتیجہ ظاہر ہو گا۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۳ انسان کو پیدا کرنے اور اختیار دینے کا بیان
- آیت ۴ اختیار کے غلط استعمال کا انجام
- آیات ۵ تا ۲۲ اختیار کے اچھے استعمال کا انعام
- آیات ۲۳ تا ۲۶ نبی اکرم ﷺ کو صبر اور ذکر کی تلقین
- آیات ۲۷ تا ۳۱ دنیاداروں کو نیکی کی راہ اختیار کرنے کی دعوت

آیات ۱ تا ۳

خالق نے انسان کو ہدایت دی اور اختیار بھی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ	کیا گزرا ہے انسان پر ایسا وقت زمانے میں
لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ۝۱	کہ وہ نہیں تھا کوئی قابل ذکر چیز؟
اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ	بے شک ہم نے پیدا کیا انسان کو ملے جلے قطرے سے
نَّبْتَلِيْهِ	تاکہ ہم آزمائیں اُسے

فَجَعَلْنٰهُ سَمِیْعًۢا بَصِیْرًا ۝۲	سو ہم نے بنایا ہے اُسے خوب سننے والا، خوب دیکھنے والا
اِنَّا هَدَیْنٰهُ السَّبِیْلَ	بے شک ہم نے دکھادیا ہے اُسے راستہ
اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوْرًا ۝۳	خواہ شکر کرنے والا بنے اور خواہ ناشکرا۔

یہ آیات انسان کو یاددہانی کرا رہی ہیں کہ ایک وقت ایسا بھی تھا جب اُس کا بظاہر کوئی نام ونشان ہی نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے ایک مرد اور ایک عورت کے ملے جلے نطفہ سے پیدا فرمایا اور ایک مکمل انسان کی صورت دی۔ پھر اُسے نیکی اور بدی کی تمیز، نیکی کی طرف رغبت اور برائی سے کراہت کی ہدایت عطا فرمائی۔ پھر اُسے ضمیر دیا جو نیکی پر شاباش دیتا ہے اور بدی پر بے چین کر دیتا ہے۔ اب انسان کو اختیار ہے کہ وہ نیکی کی راہ اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بن جائے یا بدی کی راہ پر چل کر اپنے خالق کے احسانات کی ناشکری کرتا پھرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا شکر گزار بندہ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۴

ناشکروں کا برا انجام

اِنَّاۤ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِیْنَ سَلٰسِلَا۠ وَ اَغْلٰلًا وَّ سَعِیْرًا ۝۴	بے شک ہم نے تیار کی ہیں کافروں کے لیے زنجیریں اور طوق اور بھڑکتی ہوئی آگ۔

اِس آیت میں خبردار کر دیا گیا کہ جو شخص ناشکری کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے اختیار کو اُس کی نافرمانیوں کے لیے استعمال کرے گا، اُس کا برا انجام ہو گا۔ روزِ قیامت اُسے زنجیروں میں جکڑ کر اور اُس کے گلے میں طوق ڈال کر اسے دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ مولانا شبیر احمد عثمانی اِس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"جو لوگ رسم ورواج اور اوہام وظنون کی زنجیروں میں جکڑے رہے اور غیر اللہ کی حکومت واقتدار کے طوق اپنے گلوں سے نہ نکال سکے بلکہ حق وحاملین حق کے خلاف دشمنی اور برائی کی آگ بھڑکانے میں عمریں گزار دیں۔ کبھی بھول کر بھی اللہ کی نعمتوں

کو یاد نہ کیا؟ نہ اُس کی سچی فرمانبرداری کا خیال دل میں لائے، اُن کے لیے اللہ تعالیٰ نے آخرت میں دوزخ کے طوق و سلاسل اور بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے"۔

آیات ۵ تا ۱۰

شکر گزاری کی راہ اور حسین انجام

اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ	بے شک نیک لوگ پئیں گے ایسے جام سے
كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ۝۵	جس کی آمیزش کافور سے ہے۔
عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ	وہ ایک چشمہ ہے پئیں گے جس سے اللہ کے بندے
یُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِیْرًا ۝۶	وہ بہا کر لے جائیں گے اُسے شاخیں نکالتے ہوئے۔
یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ	وہ پورا کرتے ہیں نذروں کو
وَ یَخَافُوْنَ یَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِیْرًا ۝۷	اور ڈرتے ہیں اُس دن سے جس کی سختی پھیلنے والی ہو گی۔
وَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِیْنًا وَّ یَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا ۝۸	اور وہ کھلاتے ہیں کھانا اللہ کی محبت میں محتاجوں اور یتیموں اور قیدیوں کو۔
اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ	(کہتے ہیں) بے شک ہم تمہیں کھلاتے ہیں صرف اللہ کی رضا کے لیے
لَا نُرِیْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا ۝۹	ہم نہیں چاہتے تم سے کوئی بدلہ اور نہ شکریہ۔
اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا یَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِیْرًا ۝۱۰	بے شک ہم خوف رکھتے ہیں اپنے ربّ کا اُس دن سے جو

	نہایت تلخ، بہت سخت ہو گا۔

شکر گزاری کی روش اختیار کرتے ہوئے جو لوگ نیکی کی راہ پر چلیں گے اُنہیں اللہ تعالیٰ جنت میں ایک ایسے چشمے کا مشروب پلائے گا جس میں کافور کی آمیزش ہو گی۔ یہ مشروب اِس قدر لذیذ ہو گا کہ جنتی نالیوں کے ذریعہ اِسے اپنے محلات تک لے آئیں گے۔ اِن خوش نصیبوں نے جو نیکی کی راہ اختیار کی تھی اُس کے مظاہر یہ ہیں:

i. وہ اپنی مانی ہوئی نذریں ذوق و شوق سے پوری کرتے تھے۔

ii. وہ ہر وقت آخرت کے دن کی رسوائی کے خوف سے لرزاں و ترساں رہتے تھے۔

iii. وہ محتاجوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے تھے۔

iv. وہ اپنی نیکیوں کے لیے دنیا میں کسی اجر یہاں تک کہ کسی طرف سے شکریہ ادا کرنے کی بھی خواہش نہیں رکھتے تھے۔

v. اُن کی نیکیوں کا مقصد صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی طلب اور آخرت کے دن کے عذاب سے بچنا تھا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی ہی روش اختیار کرنے کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۱ تا ۲۲

شکر گزاری کی روش کے انعامات

فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ	پس بچالیا اُنہیں اللہ نے اُس دن کے شر سے
وَ لَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّ سُرُوْرًا ﴿۱۱﴾	اور عطا کی اُنہیں تازگی (چہروں پر) اور سرور (دلوں میں)۔
وَ جَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّ حَرِيْرًا ﴿۱۲﴾	اور بدلہ میں دی اُنہیں، اِس وجہ سے کہ اُنہوں نے صبر کیا تھا جنت اور ریشمی لباس۔
مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ	ٹیک لگا کر بیٹھنے والے ہیں اُس میں تختوں پر

لَا یَرَوْنَ فِیْهَا شَمْسًا وَّ لَا زَمْهَرِیْرًا ﴿۱۳﴾	نہیں دیکھیں گے اُس میں سخت دھوپ اور نہ سخت ٹھنڈ۔
وَ دَانِیَةً عَلَیْهِمْ ظِلٰلُهَا	اور جھکے ہوئے ہوں گے اُن پر اُس کے سائے
وَ ذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِیْلًا ﴿۱۴﴾	اور نیچے کر دیے جائیں گے اُس کے پھل پست کر کے۔
وَ یُطَافُ عَلَیْهِمْ بِاٰنِیَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ	اور پیش کیے جائیں گے اُن کے سامنے برتن چاندی کے
وَ اَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِیْرَا ﴿۱۵﴾	اور پیالے جو ہوں گے شیشے کے۔
قَوَارِیْرَا مِنْ فِضَّةٍ	وہ شیشہ بنا ہو گا چاندی سے
قَدَّرُوْهَا تَقْدِیْرًا ﴿۱۶﴾	اندازہ رکھا گیا ہے اُن کا ٹھیک اندازے پر۔
وَ یُسْقَوْنَ فِیْهَا كَاْسًا	اور اُنہیں پلایا جائے گا اُس میں ایک ایسے جام سے
كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِیْلًا ﴿۱۷﴾	جس کی آمیزش سونٹھ سے ہے۔
عَیْنًا فِیْهَا	وہ ایک چشمہ ہے اُس میں
تُسَمّٰى سَلْسَبِیْلًا ﴿۱۸﴾	جس کا نام رکھا گیا ہے سلسبیل۔
وَ یَطُوْفُ عَلَیْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ	آس پاس پھریں گے اُن کے وہ جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے
اِذَا رَاَیْتَهُمْ	جب تم دیکھو گے اُنہیں
حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ﴿۱۹﴾	گمان کرو گے اُنہیں بکھرے ہوئے موتی۔
وَ اِذَا رَاَیْتَ	اور جب تم دیکھو گے وہاں

ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّ مُلْكًا كَبِیْرًا ﴿۲۰﴾	تم دیکھو گے نعمت ہی نعمت اور بڑی بادشاہی۔
عٰلِیَهُمْ ثِیَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ	اُن کے بدن پر لباس ہو گا سبز باریک ریشم کا
وَ اِسْتَبْرَقٌ	اور دبیز ریشم کا
وَ حُلُّوْۤا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ	اور اُنہیں پہنائے جائیں گے کنگن چاندی کے
وَ سَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ﴿۲۱﴾	اور پلائے گا اُنہیں اُن کا ربّ پاکیزہ شراب۔
اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً	بے شک یہ ہے تمہارے لیے بدلہ
ع ۱۹ وَ كَانَ سَعْیُكُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۲۲﴾ ع	اور تمہاری کوششوں کی قدر کی گئی ہے۔

اِن آیات میں جنت کی حسب ذیل نعمتوں کا ذکر ہے جو شکر گزاری کی روش اختیار کرنے والوں کو عطا کی جائیں گی :

i–وہ ہمیشہ فرحت بخش تازگی اور قلبی سکون دینے والے سرور سے لطف اندوز ہوں گے۔

ii–وہ ٹیک لگا کر تختوں پر ایک ایسی فضا میں بیٹھے ہوں گے جس میں نہ سردی ہو گی اور نہ گرمی بلکہ معتدل موسم ہو گا۔

iii–اُن کے لیے ایسے درختوں کے سائے ہوں گے جو بہت اونچے ہیں لیکن اُن کے پھل لٹک رہے ہوں گے۔

iv–اُنہیں چاندی کے برتنوں میں لذیذ کھانے اور شیشے کے پیالوں میں مشروبات پیش کیے جائیں گے۔ شیشہ بھی ایسا ہو گا جو چاندی کو صیقل کر کے تیار کیا گیا ہو گا۔

v–اُنہیں سلسبیل نامی چشمے کا مشروب پلایا جائے گا جس میں سونٹھ کی آمیزش ہو گی۔

vi–اُن کی خدمت کے لیے موتیوں کی طرح خوبصورت لڑکے ہوں گے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے یعنی اُن کی عمر میں اضافہ نہ ہو گا تاکہ پردہ کا اہتمام نہ کرنا پڑے۔

vii–اُنہیں چہار طرف پھیلی ہوئی وسیع جنت اور اُس میں نعمتوں کی فراوانی میسر ہو گی۔

viii-اُنہوں نے سبز ریشم کا لباس زیب تن کیا ہو گا اور چاندی کے کنگنوں سے زیب و زینت اختیار کی ہو گی۔

ix-اللہ تعالیٰ اُنہیں اپنے ہاتھ سے پاکیزہ شراب کے جام پلائے گا۔

x-اللہ تعالیٰ اپنی رضا کا اظہار کرتے ہوئے فرمائے گا کہ یہ تمام نعمتیں تمہاری شکر گزاری کی روش کے انعام کے طور پر عطا کی جا رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ نعمتیں عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۳ تا ۲۶

صبر اور ذکر کی تلقین

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ﴿۲۳﴾	اے نبیؐ! بے شک ہم نے نازل کیا ہے آپؐ پر قرآن تھوڑا تھوڑا کر کے۔
فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ	پس انتظار کیجئے اپنے ربّ کے حکم کا
وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ﴿۲۴﴾	اور بات نہ مانیے اُن میں سے کسی بد عمل اور ناشکرے کی۔
وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ﴿۲۵﴾	اور ذکر کرتے رہیے اپنے ربّ کے نام کا صبح اور شام۔
وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ	اور رات کے کچھ حصے میں پھر سجدہ کیجئے اُسے
وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ﴿۲۶﴾	اور تسبیح کیجئے اُس کی طویل رات میں۔

یہ آیات ایسے پس منظر میں نازل ہوئیں جب مشرکین کی مخالفت عروج پر تھی اور وہ نبی اکرم ﷺ کو راہِ حق سے ہٹانے کے لیے شدید دباؤ ڈال رہے تھے۔ ایسے میں فرمایا:

i-اے نبی ﷺ ہم نے آپ ﷺ کے حوصلے اور قلب کو ثبات دینے کے لیے قرآن آہستہ آہستہ نازل کیا ہے تاکہ کسی سوال کا فوری جواب، کسی اعتراض کا بروقت ازالہ، کسی تکلیف پر دلجوئی اور حق کی خاطر قربانی وایثار پر تحسین نازل کر دی جائے۔

ii- اللہ تعالیٰ نے مخالفین کے لیے مہلت کا ایک وقت طے کر رکھا ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ صبر کیجئے اور کافروں کے طنز سے غمگین نہ ہوں، اُن کے تشدد سے ہمت نہ ہاریں اور اُن کے کسی دباؤ کو قبول نہ کریں۔ صبر کا نتیجہ جلد ظاہر ہو گا۔

iii- صبح وشام اور رات کے طویل حصہ میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیجئے۔ یہ ذکر آپ ﷺ کے لیے تسکین اور راحت کا ذریعہ بنے گا۔ بلاشبہ مخالفانہ فضا میں قرآنِ کریم کی تلاوت، صبر کی ریاضت اور ذکر کی کثرت مومنوں کے لیے بہت بڑا سہارا ہے۔

آیات ۲۷ تا ۲۹

انسان کی اصل کمزوری

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ	بے شک یہ لوگ پسند کرتے ہیں جلدی ملنے والی (دنیا) کو
وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ﴿۲۷﴾	اور چھوڑ رہے ہیں اپنے پیچھے ایک بھاری دن کو۔
نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ	ہم نے پیدا کیا ہے اُنہیں
وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ	اور ہم نے مضبوط کیا ہے اُن کے جوڑوں کو
وَاِذَا شِئْنَا	اور جب ہم چاہیں گے
بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا ﴿۲۸﴾	بدل کر لے آئیں گے اِن جیسے تبدیل کرتے ہوئے۔
اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ	بے شک یہ ایک نصیحت ہے
فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۲۹﴾	پس جو چاہے اختیار کر لے اپنے ربّ کی طرف راستہ۔

انسانوں کی اکثریت کا حق سے اعراض کا اصل سبب دنیا کی محبت ہے۔ انسان نقد اور فوری ملنے والی عارضی لذتوں کو ترجیح دیتا ہے اور آخرت کے اُس دن کی تیاری سے غافل ہو جاتا ہے جو مجرموں پر بہت ہی بھاری ہو گا۔ بعض مجرم ایسے بھی ہیں جو اُس دن دوبارہ اٹھنے کا ہی انکار کر دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ کیسے ممکن ہے کہ بوسیدہ ہڈیوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے۔ جس اللہ تعالیٰ نے پہلی بار انسانوں کو بنایا اور اُن کے جوڑوں کو خوب مضبوط کیا، وہ اُنہیں دوبارہ بنانے پر بھی قادر ہے۔ یہ مضمون بلاشبہ ایک نصیحت ہے۔ اب انسان کو اختیار ہے کہ نصیحت حاصل کرے یا نہ کرے۔ خیر اِسی میں ہے کہ نصیحت حاصل کرے اور رب کی طرف سیدھی راہ پر چل پڑے۔

آیات ۳۰ تا ۳۱

سیدھی راہ پر اللہ تعالیٰ ہی چلاتا ہے

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ	اور تم نہیں چاہ سکتے مگر یہ کہ چاہے اللہ
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝۳۰	بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔
يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ	وہ داخل کرتا ہے جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں
وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝۳۱ ع ۲ ۹ ۲۰	اور جو ظالم ہیں اُس نے تیار کیا ہے اُن کے لیے دردناک عذاب۔

انسان نیکی کا ارادہ کرتا ہے لیکن اِس کی توفیق اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ملتی ہے۔ پھر ایسے نیک لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے۔ اِس کے برعکس جو لوگ بدی کی راہ اختیار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُنہیں ڈھیل دیتا ہے۔ وہ ظالم ہیں اور اُن کے لیے اُس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ سے خیر کی توفیق مانگنی چاہیے اور اِس کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں کتنی پیاری دعا سکھائی ہے:

قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (الاحقاف:۱۵)

" اے میرے ربّ! مجھے توفیق عطا فرما کہ میں شکر کروں تیری نعمت کا جو کہ تونے انعام کی مجھ پر اور میرے ماں باپ پر اور یہ کہ میں عمل کروں اچھا تو پسند فرمائے جسے اور اصلاح فرمادے میرے لیے میری اولاد میں بے شک میں نے رجوع کیا تیری طرف اور بے شک میں فرمانبرداروں میں سے ہوں"

سورۂ مرسلات

ذکرِ آخرت جلالی اسلوب میں

اِس سورۂ مبارکہ میں احوالِ آخرت اور منکرین کے لیے عذاب کی دھمکی بڑے جلالی اسلوب میں بیان ہوئی ہے۔ دس بار یہ وعید دہرائی گئی کہ :

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ

" ہلاکت ہے اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے"۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱تا۲۸ قیامت کے واقعہ ہونے کا بیان
- آیات ۲۹تا۴۰ منکرین قیامت کے لیے وعید
- آیات ۴۱تا۴۴ متقین کا حسین انجام
- آیات ۴۵تا۵۰ مجرمین کا برا انجام

آیات ۱ تا ۷

قیامت واقع ہو کر رہے گی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ①	قسم ہے اُن ہواؤں کی جو بھیجی جاتی ہیں نرمی کے ساتھ۔
فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ②	پھر جو تند ہو کر خوب تیز چلنے والی ہیں۔

وَالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا ۝۳	اور جو پھیلانے والی ہیں (بادلوں کو) خوب ہی پھیلا کر۔
فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ۝۴	پھر جو جدا جدا کرنے والی ہیں (بادلوں کو) پھاڑ کر۔
فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ۝۵	پھر جو ڈالنے والی ہیں (دلوں میں اللہ کا) ذکر۔
عُذْرًا اَوْ نُذْرًا ۝۶	حجت تمام کرنے یا خبردار کرنے کے لیے۔
اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ۝۷	بے شک تم سے جو وعدہ کیا جاتا ہے یقیناً وہ واقع ہونے والا ہے۔

اِن آیات میں قسم کھا کر کہا گیا کہ حساب کتاب کا دن آ کر رہے گا۔ قسم کھائی گئی اُن ہواؤں کی جو بادل لا کر زمین پر برساتی ہیں۔ وہ پہلے آہستہ چلتی ہیں۔ رفتہ رفتہ اُن کی شدت بڑھتی ہے۔ پھر وہ بھاری بادلوں کو اٹھا کر مختلف علاقوں میں تقسیم کر دیتی ہیں۔ کسی پر رحمت کی بارش برساتی ہیں، کسی پر بارش کے ذریعہ عذاب نازل کرتی ہیں اور کسی کو عذاب سے خبردار کرتی ہیں۔ یہ ہوائیں اللہ تعالیٰ کی یاد کا ذریعہ بنتی ہیں۔ بارانِ رحمت پر انسان اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اور طوفانی ہواؤں سے ڈر کر اللہ کی طرف عافیت کے لیے متوجہ ہوتا ہے۔ یہی ہوائیں آگاہ کرتی ہیں کہ جو اللہ اِن کے ذریعہ مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے وہ تمام انسانوں کو بھی دوبارہ زندہ کرے گا۔ نیک لوگوں کو رحمت سے نوازے گا اور مجرموں کو جرائم کی مناسبت سے عذاب دے گا۔

آیات ۸ تا ۱۵

علاماتِ قیامت

فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ۝۸	پس جب ستارے بے نور کر دیے جائیں گے۔
وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ۝۹	اور جب آسمان پھاڑ دیا جائے گا۔
وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ۝۱۰	اور جب پہاڑ بکھیرے جائیں گے اڑا کر۔

وَ اِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ⑪	اور جب رسولوں کو وقت مقررہ پر اکٹھا کیا جائے گا۔
لِاَیِّ یَوْمٍ اُجِّلَتْ ⑫	کس دن کے لیے (اِن سب امور کی) مدت مقرر کی گئی ہے؟
لِیَوْمِ الْفَصْلِ ⑬	فیصلے کے دن کے لیے۔
وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ الْفَصْلِ ⑭	اور تم کیا جانو کہ کیا ہے وہ فیصلے کا دن؟
وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ⑮	ہلاکت ہے اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔

روزِ قیامت ستارے بے نور ہو جائیں گے، آسمان پھٹ جائے گا، پہاڑ بکھیر دیے جائیں گے اور رسولوں کے بطور گواہ آنے کا وقت آجائے گا۔ یہ وقت دراصل جزا و سزا کا فیصلہ کرنے کے لیے طے کیا گیا تھا۔ فیصلہ کے دن کیفیت کیا ہو گی؟ یہ کوئی نہیں جانتا، صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ بلاشبہ اُس روز اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کو جھٹلانے والوں کا تباہ کن انجام ہو گا۔

آیات ۱۶ تا ۱۹

مجرم قوموں کے انجام سے سبق حاصل کرو

اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِیْنَ ⑯	اور کیا ہم نے ہلاک نہیں کیا پہلوں کو؟
ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِیْنَ ⑰	پھر ہم پیچھے بھیجتے رہے دوسروں کو۔
كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِیْنَ ⑱	اِسی طرح ہم کرتے ہیں مجرموں کے ساتھ۔
وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ⑲	ہلاکت ہے اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔

ماضی میں کتنی ہی سرکش قومیں آئیں جنہوں نے آخرت کا انکار کیا۔ زمین کو اپنی بدکاریوں، ظلم اور استحصال سے پامال کر دیا۔ جب اُنہوں نے اصلاح کی دعوت قبول نہ کی تو اللہ تعالیٰ نے اُنہیں ہلاک و برباد کیا۔ اِس کے باوجود جو بدبخت اُن کے انجام سے سبق حاصل نہیں کرتے اور حق کو جھٹلاتے ہیں تو پھر اُن کے لیے تباہی و بربادی ہی ہے۔

آیات ۲۰ تا ۲۴

پہلی بار بنانے والا کیا دوبارہ نہ بنا سکے گا؟

اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ﴿۲۰﴾	کیا ہم نے پیدا نہیں کیا تمہیں حقیر پانی سے؟
فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿۲۱﴾	پھر ہم نے رکھا اُسے ایک مضبوط ٹھکانے میں۔
اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۲﴾	ایک معین اندازے تک۔
فَقَدَرْنَا	ہم نے اندازہ مقرر کیا
فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ﴿۲۳﴾	پس ہم کیا خوب اندازہ مقرر کرنے والے ہیں۔
وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۴﴾	ہلاکت ہے اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو ناپاک پانی سے بنایا۔ اِس ناپاک پانی کو ایک خاص مدت کے لیے رحمِ مادر میں بڑی مضبوطی کے ساتھ رکھا کہ کسی شدید حادثہ کے بغیر اِس کا اسقاط ہو نہیں سکتا۔ پھر اِس پانی سے رفتہ رفتہ انسان کے وجود کی ایک مقررہ مدت میں تکمیل کی۔ پھر ہر انسان کے لیے ایک تقدیر طے کر دی۔ اِس تقدیر میں یہ بھی طے ہے کہ انسان کو ایک روز مرنا ہے اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے۔ جس عظیم ہستی نے پہلی بار پیدا کیا کیا وہ دوبارہ زندہ کرنے پر قادر نہیں؟ جو لوگ اپنی تخلیق کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کو جاننے کے باوجود آخرت میں دوبارہ جی اٹھنے کا انکار کر دیں، وہ تو تباہ و برباد ہونے کے ہی لائق ہیں۔

آیات ۲۵ تا ۲۸

زمین پر اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظاہر

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ﴿۲۵﴾	کیا ہم نے نہیں بنایا زمین کو سمیٹنے والی۔
اَحْيَآءً وَّ اَمْوَاتًا ﴿۲۶﴾	زندوں کو اور مردوں کو۔
وَ جَعَلْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ شٰمِخٰتٍ	اور ہم نے بنائے اِس میں اونچے پہاڑ
وَ اَسْقَيْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا ﴿۲۷﴾	اور ہم نے پلایا تمہیں پیاس بجھانے والا میٹھا پانی۔
وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۸﴾	ہلاکت ہے اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔

اللہ تعالیٰ نے کیسی وسیع و عریض زمین بنائی ہے جس نے اربوں انسانوں کو خواہ زندہ ہوں یا مردہ اپنے اندر سمیٹا ہوا ہے اور وہ تمام مخلوقات کی ضروریات پورا کرنے کے تمام اسباب سے مالا مال ہے۔ زمین کو متوازن رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اِس میں بڑے بڑے پہاڑ میخوں کی طرح گاڑ دیئے ہیں۔ زمین میں کروڑوں گیلن میٹھے پانی کے سوتے ہیں جن سے زمین پر بسنے والے تمام انسان اور بے شمار دیگر مخلوقات اپنی پیاس بجھاتی اور دیگر ضروریات پوری کرتی ہیں۔ جس اللہ تعالیٰ کی قدرت کے یہ شاہکار ہیں کیا وہ انسانوں کو دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا؟ بلاشبہ جھٹلانے والے ہٹ دھرم ہیں اور اُن کی سزا یہی ہے کہ وہ تباہ و برباد کر دیے جائیں۔

آیات ۲۹ تا ۳۴

جھٹلانے والوں کے لیے جہنم کا عذاب

اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۹﴾	(روزِ قیامت کہا جائے گا) چلو اُس (عذاب) کی طرف جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔
اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِیْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ﴿۳۰﴾	چلو ایک سائے کی طرف جو تین شاخوں والا ہے۔
لَا ظَلِیْلٍ وَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ اللَّهَبِ ﴿۳۱﴾	نہ سایہ کرنے والا ہے اور نہ بچانے والا ہے تپش سے۔
اِنَّهَا تَرْمِیْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿۳۲﴾	بے شک وہ (جہنم) پھینکے گی بڑے بڑے انگارے جیسے محل۔
كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿۳۳﴾	گویا وہ زرد اونٹ ہیں۔
وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۳۴﴾	ہلاکت ہے اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔

روزِ قیامت جہنم سے ایک سایہ نکلے گا جو تین اطراف میں بٹ کر مجرموں کو گھیر لے گا۔ سایہ کا ایک حصہ اُن کے سر پر ہو گا، دوسرا دائیں طرف اور تیسرا بائیں طرف۔ یہ سایہ انتہائی ہولناک ہو گا۔ اِس میں نہ ٹھنڈک ہو گی اور نہ ہی گرمی سے بچاؤ کی کوئی خاصیت۔ یہ سایہ اُنہیں گھیر کر جہنم میں لے جائے گا۔ جہنم کی آگ جوش مار رہی ہو گی۔ اِس سے نکلنے والے انگارے محل کی طرح بڑے ہوں گے اور اونٹ کی طرح زرد۔ جو بد نصیب اللہ تعالیٰ کی خبر دار کرنے والی اِن باتوں کو جھٹلا دے تو پھر تباہی و بربادی ہی اُس کا مقدر ہے۔

آیات ۳۵ تا ۴۰

روزِ قیامت جھٹلانے والوں کی بے بسی

هٰذَا یَوْمُ لَا یَنْطِقُوْنَ ﴿۳۵﴾	یہ دن ہے کہ وہ نہیں بولیں گے۔
وَ لَا یُؤْذَنُ لَهُمْ فَیَعْتَذِرُوْنَ ﴿۳۶﴾	اور نہ اجازت دی جائے گی اُنہیں کہ پھر وہ عذر پیش

	کر سکیں۔
وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۷﴾	ہلاکت ہے اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔
هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ	یہ فیصلے کا دن ہے
جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾	ہم نے جمع کر دیا ہے تمہیں اور پہلوں کو۔
فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ	پس اگر ہے تمہارے پاس کوئی چال
فَكِيْدُوْنِ ﴿۳۹﴾	تو چال چلو میرے خلاف۔
وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۰﴾ ع	ہلاکت ہے اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔

ع ۲۱

اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کو جھٹلانے والے روزِ قیامت کچھ بھی نہ بول سکیں گے۔ اُن کے ہاتھ، پاؤں، آنکھیں، کان اور کھالیں اُن کے خلاف گواہی دیں گی۔ اُنہیں اِس کی بھی اجازت نہ دی جائے گی کہ وہ کوئی معذرت کر سکیں۔ اُن سے کہا جائے گا یہ ہے وہ فیصلہ کا دن جسے تم جھٹلا رہے تھے۔ اب خود کو تباہی و بربادی سے بچانے کے لیے کچھ کر سکتے ہو تو کر لو۔ وہ کچھ بھی نہ کر سکیں گے اور تباہی و بربادی سے دوچار ہو کر رہیں گے۔

آیات ۴۱ تا ۴۵

پرہیز گاروں کا حسین انجام

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۱﴾	بے شک پرہیز گار (اُس دن) سایوں اور چشموں میں ہوں گے۔
وَفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۴۲﴾	اور اُن پھلوں میں ہوں گے جنہیں وہ پسند کریں گے۔
كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾	(کہا جائے گا) کھاؤ اور پیو مزے لے کر اُس کے بدلے

	میں جو تم کیا کرتے تھے۔
اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۴۴﴾	بے شک اِسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو۔
وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۴۵﴾	ہلاکت ہے اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔

اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور اُس کی نافرمانی سے بچنے والے جنت کی ٹھنڈی چھاؤں اور لذیذ مشروبات کے چشموں سے لطف اندوز ہوں گے۔ اُنہیں ایسے میوے پیش کیے جائیں گے جو اُنہیں مرغوب ہوں گے۔ کہا جائے گا اپنے اعمال کے انعام کے طور پر جو چاہو کھاؤ اور پیو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے ہاں نیکی کرنے والوں کے لیے ایسی ہی قدردانی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے نیک بندوں میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! جو بدنصیب اللہ تعالیٰ کے ایسے خوش کن وعدوں کو جھٹلائیں تو پھر وہ ہلاکت و بربادی والے انجام ہی کے مستحق ہیں۔

آیات ۴۶ تا ۵۰

مجرموں کا برا انجام

كُلُوْا وَ تَمَتَّعُوْا قَلِیْلًا	(اے جھٹلانے والو!) کھالو اور فائدہ اٹھالو تھوڑا سا
اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ﴿۴۶﴾	بے شک تم مجرم ہو۔
وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۴۷﴾	ہلاکت ہے اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔
وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا یَرْكَعُوْنَ ﴿۴۸﴾	اور جب کہا جاتا ہے اُن سے جھک جاؤ تو وہ نہیں جھکتے۔
وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۴۹﴾	ہلاکت ہے اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔
فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۭ بَعْدَهٗ یُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۰﴾	تو کس بات پر اِس کے بعد وہ ایمان لائیں گے؟

مجرم جانوروں کی طرح دنیا میں جو کھانا ہے کھالیں اور جو پینا ہے پی لیں۔ عنقریب اُنہیں ہمیشہ ہمیش کی تباہی سے دوچار ہونا ہے۔ یہ اِس قدر ڈھیٹ ہیں کہ آخرت کے تمام حقائق سننے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے احکامات کے سامنے سر جھکانے کے لیے تیار نہیں۔ جو بدنصیب قرآنِ حکیم سن کر بھی اپنی اصلاح پر آمادہ نہ ہو تو اُسے اب کیسے راہِ راست پر لایا جا سکتا ہے؟ یہ بدنصیب اِسی قابل ہیں کہ تباہ و برباد کر دیے جائیں۔

ع ۲ ۱۰ ۲۲

سورۃ النبا

فانی دنیا اور ابدی آخرت کا بیان

اِس سورۂ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اپنی نعمتوں اور قدرتوں کے کئی مظاہر بیان فرمائے لیکن ساتھ ہی آگاہ کیا کہ یہ سب فنا ہونے والے ہیں۔ آخرت میں انسانوں کے انجام کا فیصلہ ہو گا اور وہاں ملنے والا بدلہ ابدی ہو گا۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۵ قیامت کی عظیم خبر کے بارے میں باہم سوالات
- آیات ۶ تا ۱۶ اللہ تعالیٰ کی قدرتیں اور نعمتیں
- آیات ۱۷ تا ۳۰ روزِ قیامت سرکشوں پر عذاب
- آیات ۳۱ تا ۳۶ متقیوں کا حسین انجام
- آیات ۳۷ تا ۴۰ میدانِ حشر کا منظر

آیات ۱ تا ۵

قیامت کے بارے میں باہم سوالات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عَمَّ یَتَسَآءَلُوۡنَ ۝۱	کس چیز کے بارے میں وہ آپس میں سوال کر رہے ہیں۔
عَنِ النَّبَاِ الۡعَظِیۡمِ ۝۲	ایک بہت بڑی خبر کے بارے میں۔
الَّذِیۡ ہُمۡ فِیۡہِ مُخۡتَلِفُوۡنَ ۝۳	ایسی خبر کہ وہ جس میں اختلاف کرنے والے ہیں۔

كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝۴	ہر گز نہیں ! جلد ہی وہ جان لیں گے۔
ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝۵	پھر ہر گز نہیں ! جلد ہی وہ جان لیں گے۔

قران مجید کی ابتداء میں نازل ہونے والی سورتوں نے دو اعتبارات سے سرزمین عرب میں ہلچل مچادی تھی۔ ایک تو وہ فصاحت، بلاغت اورزورِ کلام کی معراج تھیں اور دوسرے یہ کہ ان میں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے اور اعمال کی جوابدہی کے حوالے سے خبر دار کیا گیا تھا۔ اِن سورتوں نے وہ کیفیت پیدا کی کہ

وہ بجلی کا کڑکا تھا یاصوتِ ہادی
عرب کی زمین جس نے ساری ہلادی

ہر محفل میں قیامت کی عظیم خبر کے حوالے سے چہ مگوئیاں ہورہی تھیں۔ لوگ اپنے اپنے من گھڑت تصورات پیش کرکے اِس خبر سے اختلاف کررہے تھے۔ کسی کے خیال میں دوبارہ جی اٹھنا ناممکنات میں سے ہے۔ کوئی کہتا تھا کہ ہم گمان تو کرتے ہیں کہ آخرت ہوگی لیکن ہمیں اِس کا یقین نہیں ہے۔ کچھ کا عقیدہ تھا کہ آخرت ہوگی اور ہمارے معبود سفارش کرکے ہمیں بخشوالیں گے۔ کسی کا دعویٰ تھا کہ ہمیں دنیا میں سرداری اور مال و دولت دیا گیا ہے اوراگر آخرت ہوئی تو اُس میں بھی ہمیں یہی انعامات ملیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ اصل معاملہ کیا ہوگا، عنقریب اُنہیں معلوم ہوجائے گا، عنقریب اُنہیں معلوم ہوکر رہے گا۔

آیات ۶ تا ۱۶

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہی نعمتیں

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۝۶	کیا ہم نے نہیں بنایا زمین کو بچھونا؟
وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ۝۷	اور پہاڑوں کو میخیں؟

وَ خَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ۝۸	اور ہم نے پیدا کیا ہے تمہیں جوڑا جوڑا۔
وَ جَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۝۹	اور ہم نے بنایا تمہاری نیند کو آرام کے لیے۔
وَ جَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ۝۱۰	اور ہم نے بنایا رات کو ایک پردہ۔
وَ جَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۝۱۱	اور ہم نے بنایا دن کو روزگار کے لیے۔
وَ بَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۝۱۲	اور ہم نے بنائے تمہارے اوپر سات مضبوط (آسمان)۔
وَ جَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۝۱۳	اور ہم نے بنایا ایک چمکتا ہوا چراغ (یعنی سورج)۔
وَ اَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ۝۱۴	اور ہم نے نازل کیا بدلیوں سے موسلا دھار پانی۔
لِنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّ نَبَاتًا ۝۱۵	تاکہ ہم نکالیں اُس کے ساتھ اناج اور سبزہ۔
وَ جَنّٰتٍ اَلْفَافًا ۝۱۶	اور گھنے باغات۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی دس نعمتوں کا بیان ہے :

i- اُس نے زمین کو ہمارے فائدے کے لیے بچھونا بنا دیا ہے۔ ہم اِس سے کئی زرعی، تجارتی، تعمیراتی فوائد حاصل کر رہے ہیں اور اس میں پوشیدہ خزانوں سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔

ii- زمین کو متوازن رکھنے کے لیے اُس نے اِس پر بوجھل پہاڑوں کو میخوں کی طرح ٹھوک دیا ہے۔

iii- اُس نے ہمیں جوڑوں کی صورت میں بنایا تاکہ باہم تسکین حاصل کر سکیں۔

iv- نیند کو اُس نے آرام و سکون دینے کے لیے ہم پر طاری فرمایا۔

v- اُس نے رات بنائی جو لباس کی طرح زمین کو ڈھانپتی ہے اور انسانوں کو ایسا سکون بھی دیتی ہے کہ وہ بڑے مزے سے نیند کی نعمت سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

vi- دن میں وہ پھر سے ہمیں تازہ دم کر دیتا ہے اور ہم ایک نئے ولولہ کے ساتھ اپنی معاشی جدوجہد میں سرگرمِ عمل ہو جاتے ہیں۔

vii- اُس نے ہم پر سات آسمان مضبوط چھتوں کی صورت میں تخلیق فرمائے۔

viii- سورج کو اُس نے ہمارے لیے روشن چراغ کی صورت میں بنایا۔

ix- اُس نے بدلیوں سے مسلسل برستی ہوئی بارش نازل فرمائی۔

x- بارش کے پانی سے اُس نے اناج ، سبزہ اور طرح طرح کے گھنے باغات پیدا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۷ تا ۲۰

قیامت کا وقت طے شدہ ہے

اِنَّ یَوۡمَ الۡفَصۡلِ کَانَ مِیۡقَاتًا ﴿۱۷﴾	بے شک فیصلے کا دن ایک معین وقت ہے۔
یَّوۡمَ یُنۡفَخُ فِی الصُّوۡرِ	جس دن پھونکا جائے گا صور میں
فَتَاۡتُوۡنَ اَفۡوَاجًا ﴿۱۸﴾	پس تم آ جاؤ گے فوج در فوج۔
وَ فُتِحَتِ السَّمَآءُ فَکَانَتۡ اَبۡوَابًا ﴿۱۹﴾	اور کھولا جائے گا آسمان تو وہ ہو جائے گا دروازے دروازے۔
وَ سُیِّرَتِ الۡجِبَالُ	اور چلائے جائیں گے پہاڑ
فَکَانَتۡ سَرَابًا ﴿۲۰﴾	تو وہ ہو جائیں گے چمکتی ہوئی ریت۔

اللہ تعالیٰ نے طے فرمادیا ہے کہ قیامت کب واقع ہو گی۔ اُس روز صور میں پھونک ماری جائے گی اور تمام انسان فوج در فوج میدانِ حشر میں جمع ہو جائیں گے۔ آسمان میں کئی دروازے کھل جائیں گے جن سے فرشتوں کا میدانِ حشر میں نزول ہو گا۔ پہاڑ ریت بنا کر اڑادیے جائیں گے تاکہ زمین صاف اور چٹیل میدان بنادی جائے اور اِس پر سیدنا آدمؑ سے لے کر آخری انسان تک تمام لوگوں کو جمع کیا جاسکے۔

آیات ۲۱ تا ۲۶

سرکشوں کا برا انجام

اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ﴿۲۱﴾	بے شک جہنم گھات لگانے کی جگہ ہے۔
لِّلطَّاغِيْنَ مَاٰبًا ﴿۲۲﴾	سرکشوں کے لیے ٹھکانا ہے۔
لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ﴿۲۳﴾	رہنے والے ہیں اِسی میں مدتوں۔
لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ﴿۲۴﴾	نہیں چکھیں گے اُس میں کوئی ٹھنڈک کا مزہ اور نہ ہی کوئی پینے کی چیز۔
اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ﴿۲۵﴾	مگر کھولتا ہوا پانی اور بہتی ہوئی پیپ۔
جَزَآءً وِّفَاقًا ﴿۲۶﴾	بدلہ ہو گا پورا پورا۔

جہنم سرکشوں کے انتظار میں ہے۔ وہ بدنصیب صدیوں اِس ہولناک ٹھکانے میں رہیں گے۔ وہاں اُنہیں ٹھنڈک اور فرحت بخش مشروب نہیں ملے گا۔ اُن کی ضیافت کھولتے ہوئے پانی اور زخموں کے خون اور پیپ سے کی جائے گی۔ اُنہیں اُن کے جرائم کے تناسب سے پوری پوری سزا دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سرکشی سے بچائے اور جہنم سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۷ تا ۳۰

سرکشوں کے جرائم

اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا ﴿۲۷﴾	بے شک وہ توقع نہیں رکھتے تھے کسی حساب کی۔
وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ﴿۲۸﴾	اور اُنہوں نے جھٹلایا ہماری آیات کو بہت جھٹلاتے ہوئے۔
وَ كُلَّ شَیْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ﴿۲۹﴾	اور ہر چیز کہ ہم نے محفوظ رکھا تھا اُسے لکھ کر۔
فَذُوْقُوْا	پس (اے مجرمو اپنے کیئے کا مزہ) چکھو
ع فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ﴿۳۰﴾ ع	پھر ہم ہر گز نہیں بڑھائیں گے تمہیں مگر عذاب میں۔

سرکشوں کو جہنم کی ہولناک سزا اِس لیے دی جائے گی کہ وہ روزِ قیامت اعمال کی جوابدہی کا یقین نہیں رکھتے تھے۔ آخرت کی بازپرس کے حوالے سے خبردار کرنے والی آیات کو بڑے تکبر سے جھٹلاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی ایک ایک حرکت محفوظ فرمارہا تھا۔ جب وہ جہنم کے عذاب سے دوچار ہوں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ چکھتے رہو یہ عذاب۔ تمہارے لیے سوائے عذاب کے اور کسی چیز کا اضافہ نہ کیا جائے گا۔

آیات ۳۱ تا ۳۷

پرہیزگاروں کے لیے انعامات

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ﴿۳۱﴾	بے شک پرہیزگاروں کے لیے کامیابی ہے۔
حَدَآئِقَ وَ اَعْنَابًا ﴿۳۲﴾	باغات اور انگور ہیں۔

وَ كَوَاعِبَ اَتْرَابًا ﴿۳۳﴾	اور جواں سال ہم عمر بیویاں ہیں۔
وَ كَاْسًا دِهَاقًا ﴿۳۴﴾	اور چھلکتے ہوئے جام ہیں۔
لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّ لَا كِذّٰبًا ﴿۳۵﴾	وہ نہیں سنیں گے اُن (باغات) میں کوئی بے مقصد بات اور نہ ہی کوئی جھٹلانا۔
جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ	بدلہ ہے تمہارے ربّ کی طرف سے
عَطَآءً حِسَابًا ﴿۳۶﴾	عطیہ ہے (اعمال کے) حساب سے۔
رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ	وہ ربّ ہے آسمانوں اور زمین کا
وَ مَا بَيْنَهُمَا	اور اُن سب کا جو اِن دونوں کے درمیان ہیں
اَلرَّحْمٰنِ	وہ بہت ہی مہربان ہے
لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿۳۷﴾	لوگ اختیار نہیں رکھتے اُس سے بات کرنے کا۔

روزِ قیامت پرہیز گاروں کو کامیابی کی بشارت دی جائے گی۔ اُن کی رہائش کے لیے باغات اور غذا کے لیے انگور ہوں گے۔ ہم عمر بیویوں کی رفاقت اُنہیں حاصل ہو گی۔ چھلکتے ہوئے جام مشروب کے طور پر اُنہیں پیش کیے جائیں گے۔ وہاں کوئی جھوٹی یا بے مقصد بات وہ نہیں سنیں گے۔ ہر پرہیز گار کو اُس کی نیکیوں کے حساب سے پورا پورا انعام مل جائے گا۔ یہ انعام ہو گا کائنات کے اُس رب کی طرف سے جس کے جلال کا یہ عالم ہے کہ کوئی اُس سے اُس کی اجازت کے بغیر بات کرنے کی ہمت نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پرہیز گار بننے کی توفیق عطا فرمائے اور جنت کی لازوال نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین !

آیات ۳۸ تا ۴۰

میدانِ حشر کا منظر

یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَ الْمَلٰٓئِکَةُ صَفًّا	اُس دن کھڑے ہوں گے روح الامین اور فرشتے صف بنا کر
لَا یَتَکَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ	وہ نہیں بولیں گے سوائے اُس کے اجازت دی جسے رحمان نے
وَ قَالَ صَوَابًا ﴿۳۸﴾	اور وہ کہے گا حق بات۔
ذٰلِكَ الْیَوْمُ الْحَقُّ	وہ برحق دن ہے
فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ﴿۳۹﴾	پس جو چاہے بنالے اپنے ربّ کی طرف ٹھکانہ۔
اِنَّاۤ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِیْبًا	بے شک ہم نے خبر دار کر دیا ہے تمہیں قریبی عذاب سے
یَوْمَ یَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ یَدٰهُ	اُس دن دیکھ لے ایک آدمی وہ جو آگے بھیجا ہے اُس کے دونوں ہاتھوں نے
ع ۲ ۲ وَ یَقُوْلُ الْكٰفِرُ یٰلَیْتَنِیْ كُنْتُ تُرٰبًا ﴿۴۰﴾ ع	اور کہے گا کافر اے کاش! میں ہوتا مٹی۔

میدانِ حشر میں تمام انسان، فرشتے اور جبرائیل امین بھی صف باندھے اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔ اُن میں سے کسی کو اللہ تعالیٰ کے سامنے بولنے کی ہمت نہ ہو گی۔ جو بھی بولے گا اللہ تعالیٰ کی اجازت سے بولے گا اور کسی کی بے جا سفارش نہ کرے گا۔ بلاشبہ قیامت کے دن کا آنا یقینی ہے لہٰذا جو چاہے اُس کی تیاری کر کے اللہ تعالیٰ کے پاس جنت میں ٹھکانہ حاصل کرنے کی کوشش کر لے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر کرم کیا کہ اُنہیں جہنم کے جلد سامنے آنے والے عذاب سے پہلے سے خبر دار کر دیا۔ اُس روز ہر انسان اپنا نامۂ اعمال دیکھ رہا ہو گا۔ بدنصیب کافر نامۂ اعمال میں اپنے سیاہ اعمال دیکھ کر حسرت سے کہے گا کہ کاش! میں انسان نہیں مٹی ہوتا اور اِس برے انجام سے دوچار نہ ہوتا۔

سورۃ النّٰزعٰت

قیامت کا عبرت انگیز بیان

یہ سورۂ مبارکہ قیامت سے متعلق احوال و تفاصیل بڑے عبرت آمیز اسلوب میں بیان کر رہی ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۵ موت کا منظر
- آیات ۶ تا ۱۴ قیامت کا منظر
- آیات ۱۵ تا ۲۶ داستانِ سیدنا موسیٰؑ و فرعون
- آیات ۲۷ تا ۳۳ اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرتیں
- آیات ۳۴ تا ۴۶ احوالِ قیامت

آیات ۱ تا ۵

موت کا منظر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ①	قسم ہے اُن (فرشتوں) کی جو کھینچنے والے ہیں (جان) ڈوب کر۔
وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ②	اور جو بند کھولنے والے ہیں نرمی سے۔
وَالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ③	اور جو تیرنے والے ہیں تیزی سے۔
فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ④	پھر جو آگے نکلنے والے ہیں لپک کر۔

فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۝۵	پھر جو تدبیر کرنے والے ہیں کام کی۔

موت کے وقت دنیادار آدمی کی جان بڑی مشکل سے نکلتی ہے۔ فرشتوں کو اُس کے وجود میں ڈوب کر اور بڑی قوت سے کھینچ کر اُس کی جان نکالنی پڑتی ہے۔ اِس کے برعکس نیک انسان کی جان فرشتے بڑی آسانی سے محض ایک بند کھول کر نکال لیتے ہیں۔ اب وہ مرنے والے انسان کی روح کو لے کر تیرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف جاتے ہیں۔ ہر فرشتہ دوسرے فرشتے سے آگے نکلنے کی کوشش کرتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم پر نیک انسان کی روح کو راحت کی جگہ اور برے انسان کی روح کو عذاب کی جگہ پہنچاتے ہیں۔ ایسے محسوس ہوتا ہے کہ وہ بڑی تندہی اور تیزی سے اللہ تعالیٰ کے کیے ہوئے فیصلہ پر عمل درآمد کی تدبیر کر رہے ہیں۔ ظاہر ہے یہ فیصلہ مرنے والے پر موت طاری کرنے کا فیصلہ تھا۔ موت طاری کرنے والے فرشتوں کی قسم اِس بات پر شاہد ہے کہ جو اللہ ایک انسان کو فنا کر سکتا ہے وہ پوری کائنات کو بھی فنا کرنے پر قادر ہے اور جو ایک زندہ انسان کو مردہ کر دیتا ہے وہ مردہ کو دوبارہ زندہ کرنے کی بھی قدرت رکھتا ہے۔

آیات ۶ تا ۱۴

قیامت کا منظر

يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۝۶	جس دن لرزے گی لرزنے والی۔
تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۝۷	پیچھے آئے گی اُس کے پیچھے آنے والی۔
قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ۝۸	کئی دل اُس دن دھڑکنے والے ہوں گے۔
اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۝۹	اُن کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی۔
يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ۝۱۰	وہ کہتے ہیں کیا بے شک ہم یقیناً لوٹائے جانے والے ہیں پہلی حالت میں؟

ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ⑪	کیاجب ہم ہو جائیں گے بوسیدہ ہڈیاں۔
قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ⑫	اُنھوں نے کہایہ تواُس وقت خسارے والالوٹنا ہو گا۔
فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ⑬	پس بے شک وہ تو ہو گی ایک ہی ڈانٹ۔
فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ⑭	پھر یکایک وہ ہوں ایک کھلے میدان میں۔

روزِ قیامت زمین بڑی شدت سے کانپے گی۔ اُس پر ایک کے بعد دوسرا زلزلہ آئے گا۔ دل اُس روز دھڑکتے ہوں گے اور نگاہیں خوف کے مارے جھکی ہوئی ہوں گی۔ کفار بڑی حیرت سے کہتے ہیں جب ہماری ہڈیاں گل سڑ جائیں گی تو کیا ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا؟ اگر ایسا ہو گیا تو پھر ہماری شامت آجائے گی! اُنہیں کیا معلوم کہ جب صور میں پھونکا جائے گا تو ایسے محسوس ہو گا جیسے ایک زوردار جھڑکی کی آواز ہے اور وہ سب کے سب حشر کے کھلے میدان میں جمع ہو جائیں گے۔

آیات ۱۵ تا ۲۶

سرکش فرعون کا عبرت ناک انجام

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ⑮	اور کیاآ گئی تمہارے پاس خبر موسیٰ کی؟
اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ⑯	جب پکارا اُنہیں اُن کے ربّ نے طوی کی مقدس وادی میں۔
اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ	جاؤفرعون کے پاس
اِنَّهٗ طَغٰى ⑰	بے شک وہ حد سے بڑھ گیا ہے۔
فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى ⑱	تو کہو اُس سے کیا ہے تیرے لیے امکان کہ تو پاک ہو جائے؟

وَ اَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ	اور میں رہنمائی کروں تیری تیرے ربّ کی طرف
فَتَخْشٰى ﴿۱۹﴾	پس تو ڈر جائے؟
فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ﴿۲۰﴾	پھر اُنہوں نے دکھائی اُسے بہت بڑی نشانی۔
فَكَذَّبَ وَ عَصٰى ﴿۲۱﴾	تو اُس نے جھٹلایا اور نافرمانی کی۔
ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ﴿۲۲﴾	پھر اُس نے پیٹھ پھیری بھاگ دوڑ کرتے ہوئے۔
فَحَشَرَ فَنَادٰى ﴿۲۳﴾	پھر اُس نے جمع کیا (لوگوں کو) پس پکار لگائی۔
فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿۲۴﴾	تو کہنے لگا میں تمہارا سب سے اونچا رب ہوں۔
فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَ الْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾	تو پکڑ لیا اُسے اللہ نے آخرت اور دنیا کے عذاب میں۔
ع ۱ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿۲۶﴾ ع	بے شک اس میں یقیناً عبرت ہے اُس کے لیے جو ڈرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰؑ کو طویٰ کی مقدس وادی میں منصب رسالت پر فائز کیا۔ اُنہیں حکم دیا کہ فرعون کے پاس جائیں، وہ انتہائی سرکشی کر رہا ہے۔ اُسے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور سیدھی راہ پر آنے کی دعوت دیں۔ سیدنا موسیٰؑ نے فرعون کو معجزات دکھائے اور اُسے اصلاح کی دعوت دی۔ اُس نے آپ کی دعوت کو حقارت سے ٹھکرا دیا اور آپ کے مقابلہ پر جادوگروں کو لے آیا۔ اُس نے دعویٰ کیا میں ہی سب سے بڑا رب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے اور اُس کے لشکر کو غرق کر دیا اور اُس کی لاش کو محفوظ کر کے دنیا و آخرت کے لیے عبرت بنا دیا۔ بلاشبہ فرعون کے انجام میں اللہ کا خوف رکھنے والوں کی نصیحت کے لیے بہت بڑا سبق ہے۔

آیات ۲۷ تا ۳۳

کیا انسان کو دوبارہ بنانا بہت ہی مشکل ہے؟

ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ	کیا تم زیادہ مشکل ہو پیدا کرنے میں یا آسمان؟
بَنٰىهَا ﴿۲۷﴾	اللہ نے بنایا ہے اُسے۔
رَفَعَ سَمْكَهَا	بلند کیا اُس کی چھت کو
فَسَوّٰىهَا ﴿۲۸﴾	پھر درست کر دیا اُسے۔
وَ اَغْطَشَ لَيْلَهَا	اور تاریک کیا اُس کی رات کو
وَ اَخْرَجَ ضُحٰىهَا ﴿۲۹﴾	اور ظاہر کیا اُس کے دن کی روشنی کو۔
وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ﴿۳۰﴾	اور زمین کہ اِس کے بعد بچھا دیا اُسے۔
اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَ مَرْعٰىهَا ﴿۳۱﴾	نکالا اُس سے اُس کا پانی اور اُس کا چارہ۔
وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ﴿۳۲﴾	اور پہاڑ کہ گاڑ دیا اُنہیں۔
مَتَاعًا لَّكُمْ وَ لِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۳﴾	فائدے کا سامان ہے تمہارے لیے اور تمہارے چوپایوں کے لیے۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے وسیع و عریض آسمان تخلیق کیا، اُس کے ابھار کو بلند کیا اور اُسے ہموار کر کے بڑا خوبصورت بنا دیا۔ اُسی نے آسمان پر سورج کی گردش کے ذریعہ دن اور رات کا نظام بنایا۔ پھر زمین کو پھیلا دیا اور زمین سے پانی اور سبزہ نکالا۔ بڑے بڑے

پہاڑوں کو لنگر کے طور پر زمین میں گاڑ کر زمین کو توازن بخشا۔ کائنات کی یہ نعمتیں انسانوں اور اُن کے چوپایوں دونوں کی ضروریات پوری کر رہی ہیں۔ کیا اِن قدرتوں اور نعمتوں کا پیدا کرنے والا اللہ، انسان کو دوبارہ نہیں بنا سکتا؟

آیات ۳۴ تا ۴۱

روزِ قیامت کیا ہو گا؟

فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ﴿۳۴﴾	پھر جب آ جائے گی سب سے بڑی چھا جانے والی آفت۔
يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ﴿۳۵﴾	اُس دن یاد کرے گا انسان اُسے جو اُس نے کوشش کی۔
وَ بُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ﴿۳۶﴾	اور ظاہر کر دی جائے گی جہنم اُس کے لیے جو دیکھتا ہے۔
فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿۳۷﴾	پس وہ کہ جس نے سرکشی کی۔
وَ اٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۳۸﴾	اور ترجیح دی دنیا کی زندگی کو۔
فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۳۹﴾	تو بے شک جہنم ہی (اُس کا) ٹھکانہ ہے۔
وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ	اور وہ جو ڈرا اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے
وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۰﴾	اور اُس نے روکا نفس کو خواہشات سے۔
فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۴۱﴾	تو بے شک جنت ہی (اُس کا) ٹھکانہ ہے۔

روزِ قیامت جب صور میں پھونک ماری جائے گی تو بہت بڑی تباہی آ جائے گی۔ پھر تمام انسان زندہ ہو کر میدانِ حشر کی طرف دوڑیں گے۔ اُس روز ہر انسان یاد کرے گا کہ اُس نے دنیا کی زندگی میں کیا عمل کیا ہے؟ جس بدنصیب نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی، اُس کا ٹھکانہ جہنم ہو گا۔ اِس کے برعکس جو دنیا میں رب کے سامنے جوابدہی کے احساس سے ڈرتا رہا اور خود کو

بھی نفس کی خواہشات سے بچانے کی کوشش کی، اُس سعادت مند کا ٹھکانہ جنت ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت کو ترجیح دینے اور اِس کے لیے من چاہی نہیں بلکہ رب چاہی زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۲ تا ۴۶

قیامت کب آئے گی؟

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ﴿۴۲﴾	اے نبیؐ! وہ پوچھتے ہیں آپؐ سے قیامت کے بارے میں کہ کب ہے اِس کا واقع ہونا؟
فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ﴿۴۳﴾	کیا تعلق ہے آپؐ کا اِس کے ذکر سے۔
اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ﴿۴۴﴾	آپؐ کے ربّ کی طرف ہی اِس (کے علم) کی انتہا ہے۔
اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ﴿۴۵﴾	بے شک آپؐ تو ہیں ہی خبردار کرنے والے اُسے جو ڈرتا ہے اِس سے۔
كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا	گویا کہ وہ جس دن دیکھیں گے اُسے
لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ﴿۴۶﴾ ع ۲ ۱۶ ۴	(سمجھیں گے) نہیں رہے (دنیا میں) ایک شام یا اِس کی ایک صبح۔

کفار نبی اکرم ﷺ سے سوال کرتے تھے کہ قیامت کب آئے گی؟ اُنہیں جواب دیا گیا کہ قیامت آنے کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ نبی اکرم ﷺ کو اِس سے کوئی غرض نہیں کہ قیامت کب آئے گی؟ وہ تو اتنا بتا رہے ہیں کہ قیامت ضرور آئے گی۔ جب قیامت آئے گی تو کفار محسوس کریں گے کہ وہ دنیا میں انتہائی مختصر وقت رہے یعنی صرف ایک شام یا ایک دن کا کچھ حصہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں غیر ضروری سوالات کرنے سے محفوظ فرمائے اور زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کر کے آخرت کی تیاری کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

سورۂ عبس

اللہ تعالیٰ کے احسانات اور انسانوں کی ناشکری کا بیان

اِس سورۂ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کے احسانات کا بیان اور انسانوں کی ناشکری کا ذکر بڑے جلالی اسلوب میں کیا گیا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۱۰ دعوت کے کام میں اعتدال کی تلقین
- آیات ۱۱ تا ۱۶ عظمت قرآنِ حکیم
- آیات ۱۷ تا ۳۲ اللہ تعالیٰ کے احسانات اور انسان کی ناشکری
- آیات ۳۳ تا ۴۲ احوالِ آخرت

آیات ۱ تا ۱۰

دعوتی کام میں اعتدال کی تلقین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ①	اُنہوں نے تیوری چڑھائی اور رُخ پھیر لیا۔
اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ②	اِس لیے کہ آیا اُن کے پاس ایک نابینا۔
وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى ③	اور اے نبیؐ! آپؐ کیا جانیں شاید وہ پاکیزگی حاصل کرتا۔
اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ④	یا وہ نصیحت حاصل کرتا تو فائدہ دیتی اُسے نصیحت۔
اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ⑤	وہ جو بے پروائی کرتا ہے۔
فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ⑥	تو آپؐ اُس کے پیچھے پڑتے ہیں۔

وَ مَا عَلَیْكَ اَلَّا یَزَّكّٰى ۝۷	حالانکہ نہیں ہے آپؐ پر کوئی ذمہ داری اگر وہ پاکیزگی اختیار نہیں کرتا۔
وَ اَمَّا مَنْ جَآءَكَ یَسْعٰى ۝۸	اور وہ جو آپؐ کے پاس آیا ہے دوڑتا ہوا۔
وَ هُوَ یَخْشٰى ۝۹	اور وہ ڈر رہا ہے۔
فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ۝۱۰	تو آپؐ اُس سے غفلت برتتے ہیں۔

اسلام کی دعوت کا اصول یہ ہے کہ اِس کا اوّلین خطاب معاشرہ کے بااثر افراد سے ہوتا ہے۔ اگر وہ اصلاح قبول کرلیں تو نظام کی تبدیلی آسان ہو جاتی ہے۔ عوام اُن کی پیروی میں اصلاح قبول کرلیتے ہیں۔ اگر بااثر افراد دعوت قبول نہ کریں تو وہ عوام کو بھی حق قبول کرنے سے روکتے ہیں اور حق قبول کرنے والوں کو تکالیف پہنچاتے ہیں۔ گویا عوام کی بہتری بھی اِسی میں ہے کہ اُن کے معاشرے کے سردار حق کو قبول کرلیں۔ اِسی اصول کے پیشِ نظر ایک بار نبی کریم ﷺ سردارانِ قریش کو دعوت دے رہے تھے۔ اِسی دوران ایک نابینا صحابی سیدنا عبداللہ بن ام مکتومؓ آگئے۔ وہ نابینا تھے اور دیکھ نہیں سکتے تھے کہ آپ ﷺ کن لوگوں سے محوِ گفتگو ہیں۔ اُنہوں نے آپ ﷺ کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ آپ ﷺ کو اندیشہ محسوس ہوا کہ اب سردار میری دعوت کی طرف توجہ نہیں دیں گے کیونکہ وہ اپنی محفل میں کسی مفلس صحابی کی آمد کو پسند نہیں کرتے تھے۔ اس اندیشہ کی وجہ سے آپ کو سیدنا عبداللہ بن ام مکتومؓ کی آمد ناگوار محسوس ہوئی۔ اللہ نے آپ ﷺ کو متوجہ فرمایا کہ یہ ناگواری درست نہیں۔ ایک اللہ کا بندہ اپنے تزکیہ و تربیت کے لیے چل کر آیا ہے اور آپ ﷺ اُس سے رخ پھیر رہے ہیں۔ اگر آپ ﷺ اُس پر توجہ دیں گے تو وہ آپ ﷺ کی توجہ کی قدر کرے گا۔ اِس کے برعکس جو بدنصیب آپ ﷺ کی دعوت سے اعراض کر رہے ہیں، آپ ﷺ اُن کے پیچھے پڑ رہے ہیں۔ اگر یہ سردار ایمان نہ لائے تو آپ ﷺ پر کوئی الزام نہ ہوگا۔ آپ ﷺ کیوں اُن کو دعوت دینے میں ایسی ترجیح دے رہے ہیں کہ جس سے اپنے ایک مخلص ساتھی کی تربیت و تزکیہ کی خواہش پوری نہیں ہو رہی۔

گویا معاشرے کے بااثر طبقات کو دعوت میں اوّلین اہمیت دینا مفید ہے لیکن اعتدال کا تقاضا ہے کہ اِس سے اپنے ساتھیوں کی تربیت کا معاملہ ہر گز متاثر نہ ہو۔

آیات ۱۱ تا ۱۶

عظمت قرآنِ حکیم

كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ﴿۱۱﴾	ہر گز نہیں! بے شک یہ (قرآن) تو ایک نصیحت ہے۔
فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ﴿۱۲﴾	تو جو چاہے نصیحت حاصل کر لے اِس سے۔
فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ﴿۱۳﴾	یہ ہے عزت والے صحیفوں میں۔
مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ﴿۱۴﴾	جو بلند مرتبہ، پاکیزہ ہیں۔
بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ﴿۱۵﴾	ایسے لکھنے والوں کے ہاتھوں میں ہیں۔
كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ ﴿۱۶﴾	جو بہت باعزت، نیک ہیں۔

دعوت کے اعتبار سے معاشرے کے بااثر طبقات کو اوّلیت دینا اہم ہے لیکن ایسا نہ ہو کہ اُن کی خواہشات کے احترام میں دعوت کا وقار مجروح ہو جائے۔ اسلام کی دعوت کا مرکز و محور قرآنِ حکیم ہے جس کی عظمت و وقار کو ہمیشہ ترجیح دینا ہے۔ قرآن اِس کا محتاج نہیں ہے کہ لوگ اِسے قبول کریں بلکہ لوگ اِس کے محتاج ہیں کہ اِس پر سچے دل سے ایمان لا کر خود کو ہلاکت سے بچائیں ۔ یہ کتاب حقائق کی یاددہانی کرا رہی ہے۔ اب جو چاہے اِس یاددہانی سے فائدہ اٹھا کر سعادت کی منزل حاصل کرے اور جو چاہے اِس یاددہانی سے رُخ پھیر کر ذلت و رسوائی کی راہ اختیار کرے۔ یہ کتاب اصلاً لوحِ محفوظ میں انتہائی بلند اور عزت والے صحائف میں لکھی ہوئی ہے۔ اِسے لکھنے والے بڑے ہی عزت و شرف رکھنے والے اور اللہ تعالیٰ کے محبوب و مقرب فرشتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے قلوب کو قرانِ حکیم کی عظمت و جلال سے معمور فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۷ تا ۲۳

انسان کتنا ناشکرا ہے؟

قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ﴿۱۷﴾	مارا جائے انسان! وہ کیسا ناشکرا ہے۔
مِنْ اَیِّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ ﴿۱۸﴾	کس چیز سے اللہ نے پیدا کیا اِسے؟
مِنْ نُّطْفَةٍ ؕ	ایک قطرے سے
خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ﴿۱۹﴾	اُس نے پیدا کیا اِسے پھر تقدیر مقرر کی اِس کی۔
ثُمَّ السَّبِیْلَ یَسَّرَهٗ ﴿۲۰﴾	پھر راستہ آسان کر دیا اِس کے لیے۔
ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ﴿۲۱﴾	پھر موت دی اِسے اور قبر میں رکھوا دیا اِسے۔
ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ﴿۲۲﴾	پھر وہ جب چاہے گا اٹھائے گا اِسے۔
كَلَّا لَمَّا یَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ﴿۲۳﴾	ہر گز نہیں! ابھی تک اِس نے پورا نہیں کیا وہ کام جس کا اللہ نے حکم دیا تھا اِسے۔

انسان کو سوچنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے کس شے سے بنایا ہے؟ ایک ناپاک پانی کے قطرے سے۔ اُس نے نہ صرف اُسے بنایا بلکہ اُس کی تقدیر بھی طے کر دی۔ مزید یہ کہ اِس تقدیر کے مطابق اُس کے لیے ضروریاتِ زندگی کا حصول اور خطرات سے تحفظ آسان کر دیا۔ اب وہ تقدیر میں طے شدہ وقت پر اُسے موت سے دوچار کرے گا اور قبر میں پہنچا دے گا۔ پھر وہ جب چاہے گا اُسے دوبارہ زندہ کر دے گا۔ افسوس ہے کہ انسان سراپا اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم پر ہونے کے باوجود اُس کا ناشکرا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے جو احکامات دیے ہیں اُن پر عمل کرنے کو تیار نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں احسان فراموشی کی اِس روش سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۴ تا ۳۲

غذاؤں کی فراہمی اللہ تعالیٰ کی قدرت کا شاہکار

فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ﴿۲۴﴾	پس چاہیے کہ دیکھے انسان اپنے کھانے کی طرف۔
اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ﴿۲۵﴾	بے شک ہم نے برسایا پانی بہت زور سے۔
ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ﴿۲۶﴾	پھر ہم نے پھاڑا زمین کو چیر کر۔
فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ﴿۲۷﴾	پھر ہم نے اگایا اُس میں اناج۔
وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ﴿۲۸﴾	اور انگور اور ترکاری۔
وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا ﴿۲۹﴾	اور زیتون اور کھجور۔
وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ﴿۳۰﴾	اور گھنے باغات۔
وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ﴿۳۱﴾	اور پھل اور چارہ۔
مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۲﴾	فائدے کا سامان ہے تمہارے لیے اور تمہارے چوپایوں کے لیے۔

انسان کو غور کرنا چاہیے کہ جو غذا وہ کھاتا ہے، کیسے فراہم ہوتی ہے؟ اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش برساتا ہے۔ وہی زمین کو پھاڑتا ہے اور زمین پانی جذب کر لیتی ہے اور اُس کے اندر موجود بیجوں سے کونپلیں باہر نکل آتی ہیں۔ پانی سے اللہ تعالیٰ انسانوں کے لیے اناج، انگور، سبزیاں، زیتون، کھجوریں، پھلوں کے گھنے باغات، میوے اور جانوروں کے لیے گھاس اُگاتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا

انسانوں اور جانوروں پر کتنا بڑا احسان ہے۔ پھر چارہ کھا کر پلنے والے مویشی بھی انسان کو غذا کے لیے دودھ اور گوشت کی فراہمی کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۳ تا ۳۷

آخرت میں کوئی کسی کو نہ پوچھے گا

فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ﴿۳۳﴾	پھر جب آجائے گی کانوں کو بہرہ کرنے والی (صور کی آواز)۔
یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ ﴿۳۴﴾	اُس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی سے۔
وَ اُمِّهٖ وَ اَبِیْهِ ﴿۳۵﴾	اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے۔
وَ صَاحِبَتِهٖ وَ بَنِیْهِ ﴿۳۶﴾	اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے۔
لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ یَوْمَئِذٍ شَاْنٌ یُّغْنِیْهِ ﴿۳۷﴾	ہر فرد کے لیے اُن میں سے اُس دن ایک ایسی حالت ہو گی جو بے پرواہ کر دے گی اُسے (دوسروں سے)۔

روزِ قیامت جب صور میں پھونکا جائے گا تو ایسی شدت والی آواز پیدا ہو گی جو کانوں کے پردے پھاڑنے والی ہو گی۔ اُس روز مجرم انسان اپنے بھائی، والدہ، والد، بیوی اور بیٹے سے دور بھاگے گا۔ رسوائی کی وجہ سے اپنا منہ چھپائے گا اور ڈرے گا کہ کہیں کوئی عزیز اپنی گمراہی کا ذمہ دار مجھے نہ ٹھہرا دے۔ اُسے صرف اپنے آپ کو بچانے کی فکر لاحق ہو گی۔ کیسے بدنصیب ہیں وہ لوگ جو دنیا میں اپنے رشتہ داروں کو سہولیات پہنچانے یا خوش کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے احکامات توڑتے رہتے ہیں۔ دوسروں کی دنیا بن رہی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کو توڑنے والوں کی آخرت برباد ہو رہی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر حال میں اپنے احکامات کا پاس کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۸ تا ۴۲

روزِ قیامت نتیجہ چہرے سے ظاہر ہو گا

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿۳۸﴾	کچھ چہرے اُس دن روشن ہوں گے۔
ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿۳۹﴾	ہنسنے والے، خوشی منانے والے۔
وَ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿۴۰﴾	اور کچھ چہرے، اُس دن اُن پر گرد پڑی ہو گی۔
تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿۴۱﴾	چھا رہی ہو گی اُن پر سیاہی۔
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿۴۲﴾ ع ۱۵	یہی ہیں جو کافر ہیں، نافرمان ہیں۔

روزِ قیامت نیک لوگوں کے چہرے روشن ہوں گے۔ ایمان اور نیک اعمال کے نور سے اُن کے چہرے دمک رہے ہوں گے۔ وہ خوشی سے ہنس رہے ہوں گے اور لازوال نعمتوں کی بشارتیں پا رہے ہوں گے۔ اِس کے برعکس کافروں اور اللہ کے نافرمانوں کے چہرے غبار آلود ہوں گے۔ اُن پر ذلت اور سیاہی چھا رہی ہو گی۔ کفر اور بداعمالیوں کی کالک چہروں پر نمایاں ہو گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی رسوائی اور ذلت سے محفوظ رکھے۔ آمین!

سورۃ التکویر

انکارِ رسالت کے ذریعے عمل سے گریز کا بیان

اِس سورۂ مبارکہ میں واضح کیا گیا کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور قرآن اللہ کا کلام ہے۔ کفار اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل سے گریز کرنے کے لیے آپ ﷺ کی رسالت ہی کا انکار کر رہے ہیں۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۱۴ احوالِ قیامت
- آیات ۱۵ تا ۲۹ رسول اکرم ﷺ کی سچائی کا بیان

آیات ۱ تا ۶

قیامت کی نشانیاں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝۱	جب سورج لپیٹ دیا جائے گا۔
وَ اِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝۲	اور جب ستارے بے نور ہو جائیں گے۔
وَ اِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝۳	اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے۔
وَ اِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝۴	اور جب دس ماہ کی حاملہ اونٹنی بے کار چھوڑ دی جائے گی۔
وَ اِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ۝۵	اور جب جنگلی جانور اکٹھے کیے جائیں گے۔
وَ اِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝۶	اور جب سمندر بھڑکائے جائیں گے۔

جب قیامت قائم ہو گی تو :

i–سورج کی بساط لپیٹ دی جائے گی یعنی سورج کی روشنی پھیلنا بند ہو جائے گی۔

ii–ستارے بے نور کر دیے جائیں گے اور وہ بکھر جائیں گے۔

iii–زمین کی کشش ثقل ختم کر دی جائے گی اور اِس پر موجود پہاڑ چلائے جائیں گے۔

iv–دس ماہ کی حاملہ اونٹنی جیسی دولت سے اُس کا مالک غافل ہو جائے گا اور وہ آزاد پھر رہی ہو گی۔

v–خوف کے مارے جنگل کے جانور ایک ہی جگہ جمع ہو جائیں گے۔

vi–سمندر کھولتے ہوئے پانی کی طرح ابل رہے ہوں گے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے :

مَنْ سَرَّهٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ کَاَنَّهٗ رَاْیُ عَیْنٍ فَلْیَقْرَاْ اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ وَاِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ وَاِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ(الترمذی)

"جو کوئی بھی چاہتا ہو کہ دیکھ لے قیامت کو اپنی آنکھوں سے اُسے چاہیے کہ وہ پڑھ لے سورۂ تکویر، سورۂ انفطار اور سورۂ انشقاق۔"

آیات ۷ تا ۱۴

روزِ قیامت کیا ہو گا؟

وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ۝۷	اور جب روحیں (جسموں سے) ملا دی جائیں گی۔
وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝۸	اور جب زندہ دفن کی گئی لڑکی سے پوچھا جائے گا۔
بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝۹	کہ وہ کس گناہ کے بدلے قتل کی گئی۔
وَ اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۝۱۰	اور جب اعمال نامے کھول دیے جائیں گے۔

وَ اِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ﴿۱۱﴾	اور جب آسمان کی کھال اتار لی جائے گی۔
وَ اِذَا الْجَحِیْمُ سُعِّرَتْ ﴿۱۲﴾	اور جب جہنم بھڑکائی جائے گی۔
وَ اِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ﴿۱۳﴾	اور جب جنت قریب لائی جائے گی۔
عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّاۤ اَحْضَرَتْ ﴿۱۴﴾	ہر جان جان لے گی جو لے کر آئی ہے۔

روزِ قیامت تمام انسانوں کا بدن اور روح کا رشتہ پھر سے جوڑ دیا جائے گا۔ اب اعمال کی جوابدہی کا مرحلہ شروع ہو گا۔ اللہ تعالیٰ زندہ دفن کی گئی بچی سے دریافت فرمائے گا کہ تجھے کس جرم کی سزا دی گئی تھی؟ وہ مظلوم بچی جس کو خود اُس کے ماں باپ نے قتل کیا تھا۔ اُس کے خون کا انتقام لینے کے لیے یا اُس کی طرف سے کوئی دعویٰ کرنے والا تھا ہی نہیں۔ اُس سے سوال کرنے کا مقصد یہ ہو گا کہ وہ اپنی بے گناہی اور مظلوم ہونے کی فریاد بارگاہِ رب العزت میں پیش کرے تاکہ اُس کے قاتلوں سے انتقام لیا جاسکے۔ تمام انسانوں کے نامۂ اعمال کھول کر اُن کے ہاتھوں میں دے دیے جائیں گے۔ آسمان کی کھال کھینچ لی جائے گی جس سے مجرموں کے لیے وحشتناک منظر وجود میں آئے گا۔ پھر اُن کے لیے جہنم کی آگ کو خوب دہکایا جائے گا۔ دوسری طرف پرہیز گاروں کے لیے جنت کو آراستہ کر کے قریب لے آیا جائے گا۔ اُس روز ہر انسان اچھی طرح سے دیکھ لے گا کہ وہ کیا اعمال اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کرنے کے لیے لایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس روز کی رسوائی سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۵ تا ۲۱

قرآنِ حکیم سیدنا جبرائیلؑ لے کر آئے ہیں

فَلَاۤ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ﴿۱۵﴾	پس نہیں ، میں قسم کھاتا ہوں پیچھے ہٹنے والے ستاروں کی۔
اَلْجَوَارِ الْكُنَّسِ ﴿۱۶﴾	جو چلنے والے ہیں، چھپ جانے والے ہیں۔

وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ ﴿۱۷﴾	اور رات کی جب وہ جانے لگتی ہے۔
وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ﴿۱۸﴾	اور صبح کی جب وہ سانس لیتی ہے۔
اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۹﴾	بے شک یہ (قرآن) یقیناً ایک عزت والے رسول کا بیان کردہ قول ہے۔
ذِىْ قُوَّةٍ	وہ بڑی قوت والے ہیں
عِنْدَ ذِى الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ﴿۲۰﴾	عرش والے کے ہاں بڑے مرتبے والے ہیں۔
مُطَاعٍ	ایسے سردار ہیں جن کی اطاعت کی جاتی ہے
ثَمَّ اَمِيْنٍ ﴿۲۱﴾	وہاں بڑے معتبر ہیں۔

اِن آیات میں اُن ستاروں کی قسم کھائی گئی ہے جو پوشیدہ ہوتے ہیں، پھر ظاہر ہو کر حرکت کرتے ہیں اور پھر دوبارہ غائب ہو جاتے ہیں۔ اِس کے بعد اُس وقت کی قسم کھائی گئی جب رات بیت رہی ہو۔ پھر صبح کی قسم کھائی گی جب کہ اُس کا آغاز ہو رہا ہو۔ جس طرح یہ حقائق یقینی ہیں اور روز مشاہدہ میں آتے ہیں، اِسی طرح سے یہ بات بھی حق ہے کہ قرآنِ کریم اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے سیدنا جبرائیلؑ نے نبی اکرم ﷺ کے قلبِ مبارک پر نازل کیا ہے۔ سیدنا جبرائیلؑ چھ سو پر رکھنے والے طاقتور فرشتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اُنہیں بہت قربت والا مقام اور بلند مرتبہ حاصل ہے۔ وہ کئی فرشتوں کے سردار ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک انتہائی قابل اعتماد حیثیت کے حامل ہیں۔ اُس کا کلام بغیر کمی بیشی کے رسولوں تک پہنچا دیتے ہیں۔

آیات ۲۲ تا ۲۴

رسولِ بشر ﷺ کی رسولِ ملک سے ملاقات

وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ﴿۲۲﴾	اور تمہارے ساتھی (حضرت محمدؐ) مجنون نہیں ہیں۔

وَ لَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِیْنِ ﴿۲۳﴾	اور یقیناً اُنہوں نے دیکھا ہے جبرائیلؑ کو آسمان کے کھلے کنارے پر۔
وَ مَا هُوَ عَلَى الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ ﴿۲۴﴾	اور وہ غیب کی باتیں بتانے میں بخیل نہیں ہیں۔

سیدنا جبرائیلؑ رسولِ ملک ہیں اور نبی اکرم ﷺ رسولِ بشر۔ یہ دونوں حدیث اللہ یعنی قرآنِ حکیم کے راوی ہیں۔ اِن دونوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے اُس کا کلام بندوں تک پہنچا ہے۔ یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ہر گز مجنون نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول ہیں۔ اُنہوں نے اپنی آنکھوں سے رسولِ ملک کو اصل ملکوتی صورت میں واضح افک پر دیکھا ہے۔ وہ رسولِ ملک کے ذریعہ ملنے والے کلام کو بغیر کسی کمی یا اضافہ کے بندوں تک پہنچا دیتے ہیں۔ اُن کی نبوت کے دعویٰ سے قبل کی چالیس سالہ زندگی اُن کے خلوص و اخلاص، صداقت اور امانت کی گواہ ہے۔ اُنہیں مجنون کہہ کر اُن کی رسالت کا انکار کرنے والے دراصل اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل سے گریز کرنا چاہتے ہیں۔ اپنی اِس روش کا جواز فراہم کرنے کے لیے کہتے ہیں کہ قرآن اللہ کا نہیں، معاذ اللہ کسی شیطان جن کا القاء کیا ہوا کلام ہے۔

آیات ۲۵ تا ۲۹

قرآن کیا ہے؟ کیا نہیں ہے؟

وَ مَا هُوَ بِقَوْلِ شَیْطٰنٍ رَّجِیْمٍ ﴿۲۵﴾	اور یہ (قرآن) ہر گز نہیں ہے کسی مردود شیطان کا کلام۔
فَاَیْنَ تَذْهَبُوْنَ ﴿۲۶﴾	پھر تم کہاں جا رہے ہو؟
اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۲۷﴾	نہیں ہے یہ قرآن مگر نصیحت تمام جہان والوں کے لیے۔
لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ یَّسْتَقِیْمَ ﴿۲۸﴾	اُس کے لیے جو چاہے تم سے کہ سیدھی راہ پر چلے۔

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۹﴾ ع	اور تم نہیں چاہ سکتے مگر یہ کہ چاہے اللہ جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

قرآن ہر گز کسی شیطان کا القاء کیا ہو اکلام نہیں ہے۔ یہ تو ایک یاددہانی اور نصیحت ہے۔ شیاطین کے سکھائے ہوئے منتر بے مقصد اور غیر واضح ہوتے ہیں۔ پھر بھلا شیطان سے یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ انسان کو کفر، شرک اور دنیاداری سے ہٹا کر اللہ تعالیٰ کی خالص توحید اور عبادت کی تعلیم دے؟ اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہی کا احساس دلائے؟ پاکیزہ زندگی، عدل، پرہیز گاری اور اچھے اخلاق کی طرف رہنمائی کرے؟ قرآنِ حکیم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو وضاحت کے ساتھ ایک ہی حقیقت بار بار یاد دلا رہا ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جاؤ گے اور اپنے اعمال کی جوابدہی کے لیے اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہو گے۔ اِس یاددہانی سے نصیحت وہی حاصل کرے گا جو واقعی دور اندیش ہو اور سیدھے راستہ کو اختیار کرنا چاہے۔ سیدھے راستے کی ہدایت اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے لہٰذا خلوصِ دل سے اُس کی بارگاہ میں التجا کرتے رہنا چاہیے کہ: اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ

"(اے اللہ!) تو ہمیں ہدایت عطا فرما سیدھے راستے کی"۔ آمین !

سورۂ انفطار

انکارِ جزاو سزا کے ذریعہ عمل سے گریز کا بیان

اِس سورۂ مبارکہ میں عمل سے گریز کرنے والوں کا جزاو سزا سے انکار کرنے کا انتہائی پُر فریب تصور بے نقاب کیا گیا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۵ قیامت کی نشانیاں
- آیات ۶ تا ۱۲ انکارِ جزاو سزا
- آیات ۱۳ تا ۱۹ جزاو سزا ہو کر رہے گی

آیات ۱ تا ۵

قیامت کی نشانیاں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۝۱	جب آسمان پھٹ جائے گا۔
وَ اِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۝۲	اور جب ستارے بکھر جائیں گے۔
وَ اِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۝۳	اور جب سمندر بہادیے جائیں گے۔
وَ اِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۝۴	اور جب قبریں کریدی جائیں گی۔
عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَ اَخَّرَتْ ۝۵	جان لے گا ہر فرد جو اُس نے آگے بھیجا اور جو پیچھے چھوڑا۔

روزِ قیامت آسمان پھٹ جائے گا۔ ستاروں کی باہمی کشش ختم ہو جائے گی اور وہ بکھر کر گر جائیں گے۔ سمندروں کا ابلنا اِس شدت تک پہنچ جائے گا کہ وہ اپنی حدود سے نکل کر بہنا شروع کر دیں گے۔ قبروں کو کرید کرید کر اُن میں مدفون انسانوں کو نکالا جائے گا اور میدانِ حشر میں حاضر کیا جائے گا۔ اُس روز ہر انسان جان لے گا کہ اُس نے دنیا میں کس شے کو ترجیح دی تھی اور کس شے کو پس پشت ڈال دیا تھا؟ کیا اعمال آگے بھیجے تھے اور اُن کے کیا اثرات پیچھے چھوڑے تھے؟

آیات ۶ تا ۱۲

انکارِ جزا و سزا کا پُر فریب تصور

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ	اے انسان!
مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝۶	کس چیز نے دھوکا دیا تجھے تیرے کرم والے ربّ کے بارے میں؟
الَّذِيْ خَلَقَكَ	جس نے پیدا کیا تجھے
فَسَوّٰىكَ	پھر درست کیا تجھے
فَعَدَلَكَ ۝۷	پھر متوازن بنایا تجھے۔
فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۝۸	جس صورت میں بھی چاہا جوڑ دیا تجھے۔
كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۝۹	ہر گز نہیں! بلکہ تم جھٹلاتے ہو جزا و سزا کو۔
وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۝۱۰	حالانکہ بے شک تم پر نگران مقرر ہیں۔
كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۝۱۱	جو بہت عزت والے لکھنے والے ہیں۔

يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۱۲﴾	وہ جانتے ہیں جو تم کرتے ہو۔

ایک خوش کن تصور ہر دور میں بیان کیا جاتا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ربِ کریم ہے۔ وہ انسان سے اُس کی ماں سے بھی زیادہ بڑھ کر محبت کرتا ہے۔ کیسے ممکن ہے کہ وہ انسان کو آگ میں ڈال دے۔ قرآنِ حکیم میں جہنم کا ذکر صرف اِس لیے ہے کہ انسان سرکشی میں حد سے نہ بڑھ جائے، البتہ اللہ تعالیٰ کسی کو بھی جہنم میں نہیں ڈالے گا۔ بقولِ شاعر

عصیاں سے کبھی ہم نے کنارہ نہ کیا
پر تو نے دل آزردہ ہمارا نہ کیا
ہم نے تو جہنم کی بہت کی تدبیر
پر تیری رحمت نے گوارہ نہ کیا

اِن آیات میں واضح کیا گیا کہ یہ تصور پُر فریب ہے۔ بظاہر اِس تصور میں اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے لیکن در حقیقت شریعت کی اہمیت اور جزا و سزا کا انکار ہے۔ کوئی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ شریعت پر عمل کرے یا نہ کرے وہ سب کو ہی جنت میں داخل فرما دے گا۔ نہ شریعت پر عمل کی کوئی اہمیت ہے اور نہ ہی روزِ قیامت ظالموں کو اُن کے ظلم کی سزا ملے گی۔ غور کیجئے! اگر یہ تصور درست ہو تو اللہ تعالیٰ کو ہر انسان کے ساتھ کراماً کاتبین یعنی اعمال درج کرنے والے دو فرشتے کیوں مامور کرنا پڑیں۔ نیکیوں اور برائیوں کا اندراج تو پھر بے مقصد ہو جاتا۔ در حقیقت یہ تصور گمراہ کن ہے۔ جس اللہ نے تمہیں پیدا کیا ہے، حسن دیا ہے، تمہارے اعضاء میں تناسب اور تمہارے مزاج میں اعتدال پیدا کیا ہے اب وہ تم سے اپنی فرمانبرداری بھی چاہتا ہے۔ وہ تمہارے طرزِ عمل کی ایک ایک بات لکھوا رہا ہے۔ نیکیاں کرنے والوں کو اچھا بدلہ اور برائیاں کرنے والوں کو برا بدلہ مل کر رہے گا۔

آیات ۱۳ تا ۱۹

جزا و سزا ہو کر رہے گی

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴿۱۳﴾	بے شک نیک لوگ یقیناً بڑی نعمت میں ہوں گے۔

وَ اِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ ﴿۱۴﴾	اور بے شک نافرمان لوگ یقیناً بھڑکتی ہوئی آگ میں ہوں گے۔
یَصْلَوْنَهَا یَوْمَ الدِّیْنِ ﴿۱۵﴾	وہ داخل ہوں گے اُس میں بدلے کے دن۔
وَ مَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِیْنَ ﴿۱۶﴾	اور وہ اُس سے غائب ہونے والے نہیں ہیں۔
وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ ﴿۱۷﴾	اور تم کیا جانو کیا ہے بدلے کا دن؟
ثُمَّ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ ﴿۱۸﴾	پھر تم کیا جانو کیا ہے بدلے کا دن؟
یَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَیْـًٔا	جس دن اختیار نہ رکھے گی کوئی جان کسی جان کے لیے کچھ بھی
وَ الْاَمْرُ یَوْمَىٕذٍ لِّلّٰهِ ﴿۱۹﴾ ع ۱	اور حکم اُس دن صرف اللہ کا ہو گا۔

کراماً کاتبین ہر انسان کے اعمال کا جو اندارج کر رہے ہیں اُس کا نتیجہ روزِ قیامت ظاہر ہو گا۔ قیامت کا دن دراصل بدلے کا دن ہے۔ اُس روز نیک لوگوں کو نعمتیں دی جائیں گی اور برے لوگوں کو جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ وہ جہنم سے بچ کر کہیں بھاگ نہ سکیں گے۔ اُس روز کل اختیار اللہ تعالیٰ ہی کا ہو گا اور کوئی انسان کسی دوسرے انسان کی مدد نہ کر سکے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو گمراہ کن تصورات اور اِن تصورات کے برے انجام سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

سورۂ مطففین

سرکشوں اور نیک لوگوں کا انجام

اِس سورۂ مبارکہ میں روزِ قیامت ملنے والی جزا و سزا کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۶ — ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے وعید
- آیات ۷ تا ۱۷ — سرکشوں کے لیے بری سزا
- آیات ۱۸ تا ۲۸ — نیکو لوگوں کی بہترین جزا
- آیات ۲۹ تا ۳۶ — مجرموں کا طرزِ عمل اور سزا

آیات ۱ تا ۶

ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے وعید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ①	ہلاکت ہے کمی کرنے والوں کے لیے۔
اَلَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ②	وہ لوگ کہ جب ناپ کر لیتے ہیں لوگوں سے تو پورا لیتے ہیں۔
وَ اِذَا كَالُوْهُمْ	اور جب ناپ کر دیتے ہیں اُنہیں
اَوْ وَّزَنُوْهُمْ	یا تول کر دیتے ہیں اُنہیں
يُخْسِرُوْنَ ③	تو کم دیتے ہیں۔

اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝۴	کیا یقین نہیں رکھتے یہ لوگ کہ وہ اٹھائے جانے والے ہیں۔
لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝۵	ایک بڑے دن کے لیے۔
يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶	اُس دن کھڑے ہوں گے لوگ تمام جہانوں کے ربّ کے سامنے۔

اِن آیات میں ناپ تول میں ڈنڈی مارنے والوں کو ہلاکت و بربادی کی وعید سنائی گئی۔ وہ لوگوں سے لیتے ہوئے تو ہر شے پوری پوری لیتے ہیں لیکن لوگوں کو دیتے ہوئے کمی کرتے ہیں۔ اُن کا یہ طرزِ عمل گواہی دے رہا ہے کہ اُنہیں مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہی کا یقین نہیں ہے۔ اگر یقین ہوتا تو انتہائی حقیر سے عارضی فائدہ کے عوض جہنم جیسی ہولناک آفت سے دوچار کرنے والے جرم کا ارتکاب نہ کرتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ جو چیز ہمیں اپنے لیے پسند ہو وہی دوسروں کے لیے بھی پسند کریں۔ جتنی فکر اپنے حقوق کے حصول کی کرتے ہیں اتنی ہی فکر اپنے فرائض کی ادائیگی کے لیے بھی کریں۔ آمین!

آیات ۷ تا ۱۷

سرکشوں کی بری سزا

كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ۝۷	ہرگز نہیں! بے شک نافرمانوں کا نامۂ اعمال یقیناً سجین میں ہے۔
وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ۝۸	اور تم کیا جانو کہ کیا ہے سجین؟
كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝۹	وہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے۔
وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝۱۰	ہلاکت ہے اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔

اَلَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ⑪	وہ جو جھٹلاتے ہیں بدلے کے دن کو۔
وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ⑫	اور نہیں جھٹلاتا اِسے مگر ہر حد سے گزرنے والا، گناہ گار۔
اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا	جب تلاوت کی جاتی ہیں اُس پر ہماری آیات
قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ⑬	کہتا ہے یہ کہانیاں ہیں پہلے لوگوں کی۔
كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ⑭	ہر گز نہیں! چھا گیا ہے اُن کے دلوں پر وہ جو یہ لوگ کمایا کرتے تھے۔
كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ⑮	ہر گز نہیں! بے شک وہ اپنے ربّ سے اُس دن یقیناً حجاب میں ہوں گے۔
ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ⑯	پھر بے شک وہ یقیناً داخل ہونے والے ہیں بھڑکتی ہوئی آگ میں۔
ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ⑰	پھر کہا جائے گا یہی ہے وہ جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔

سرکشوں کے نامۂ اعمال اُن کی موت کے بعد سجین نامی قید خانے میں رکھ دیے جاتے ہیں۔ روزِ قیامت یہ بدنصیب ہلاکت و بربادی سے دوچار ہوں گے۔ یہ لوگ دنیا میں جزا و سزا کی حقیقت کو جھٹلاتے تھے۔ وجہ یہ تھی کہ وہ حد سے گزرنے والے گناہ گار تھے اور نہیں چاہتے تھے کہ اُنہیں ان کے جرائم کی سزا دی جائے۔ جب بھی اُنہیں اللہ تعالیٰ کی آیات سنائی جاتیں تو وہ اُنہیں پچھلے زمانے کے قصہ کہانیاں کہہ کر جھٹلاتے تھے۔ حالانکہ اصل حقیقت یہ تھی کہ اُن کے دلوں پر اُن کے سیاہ کرتوتوں کا زنگ چڑھا ہوا تھا اور ایسے دل حق کی معرفت اور قبولیت سے محروم تھے۔ روزِ قیامت یہ بدنصیب اپنے رب سے دور پردوں میں ہوں گے اور پھر جہنم میں پھینک دیے جائیں گے۔ اُن سے کہا جائے گا کہ یہی ہے وہ سزا جسے تم جھٹلاتے تھے۔

آیات ۱۸ تا ۲۸

نیک لوگوں کا بہترین بدلہ

كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ﴿۱۸﴾	ہر گز نہیں! بے شک نیک لوگوں کا نامۂ اعمال یقیناً علیین میں ہے۔
وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ﴿۱۹﴾	اور تم کیا جانو کہ کیا ہے علیین؟
كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿۲۰﴾	وہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے۔
يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۲۱﴾	حاضر رہتے ہیں اُس کے پاس (اللہ کے) مقرب فرشتے
اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴿۲۲﴾	بے شک نیک لوگ یقیناً بڑی نعمت میں ہوں گے۔
عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ﴿۲۳﴾	تختوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے۔
تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ ﴿۲۴﴾	تم پہچان لو گے اُن کے چہروں پر نعمتوں کی تازگی۔
يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ﴿۲۵﴾	اُنہیں پلائی جائے گی مہر لگی خالص شراب۔
خِتٰمُهٗ مِسْكٌ	جس کی مہر ہو گی مشک
وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ﴿۲۶﴾	اِس کے لیے سبقت لے جانے کی کوشش کریں سبقت لے جانے والے۔
وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ ﴿۲۷﴾	اور اُس کی آمیزش تسنیم سے ہے۔

عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۲۸﴾	وہ ایک چشمہ ہے پئیں گے جس سے (اللہ کے) مقرب بندے۔

نیک لوگوں کے نامۂ اعمال اُن کی موت کے بعد اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتوں کی تحویل میں مقامِ علیین پر ہوتے ہیں۔ روزِ قیامت وہ جنت میں نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔ آرام دہ تختوں پر بیٹھ کر خوبصورت مناظر دیکھ رہے ہوں گے۔ اُن کے چہروں پر نعمتوں کی تازگی نمایاں ہو گی۔ مشک کی مہر سے بند کی گئی ایسی شراب کے جام پی رہے ہوں گے جس میں تسنیم کی آمیزش ہو گی۔ اِس شراب کا ایک چشمہ جاری ہو گا اور یہ صرف مقربین کو ہی پیش کی جائے گی۔ مقابلہ کرنے والوں کو چاہیے کہ اِن نعمتوں کے حصول کے لیے نیکیاں کر کے ایک دوسرے سے آگے نکلیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی نیکیوں میں سبقت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے مقربین میں شامل فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۹ تا ۳۶

مجرمین کا طرزِ عمل اور سزا

اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا	بے شک وہ لوگ جنہوں نے جرم کیے
كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ﴿۲۹﴾	وہ اُن لوگوں پر جو ایمان لائے ہنسا کرتے تھے۔
وَ اِذَا مَرُّوْا بِهِمْ	اور جب وہ گزرتے تھے اُن کے پاس سے
يَتَغَامَزُوْنَ ﴿۳۰﴾	تو ایک دوسرے کو آنکھوں سے اشارے کرتے تھے۔
وَ اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ	اور جب وہ لوٹتے تھے اپنے گھر والوں کی طرف
انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ﴿۳۱﴾	لوٹتے تھے اتراتے ہوئے۔
وَ اِذَا رَاَوْهُمْ	اور جب وہ دیکھتے تھے اُنہیں

قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ﴿۳۲﴾	کہتے تھے بے شک یہ لوگ یقیناً گمراہ ہیں۔
وَمَآ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۳۳﴾	حالانکہ وہ نہیں بھیجے گئے تھے اُن پر نگران بنا کر۔
فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ﴿۳۴﴾	سو آج وہ لوگ جو ایمان لائے کافروں پر ہنس رہے ہیں۔
عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ ع ۱ ۸	تختوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے۔
هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ ع	کیا بدلہ دے دیا گیا کافروں کو اُس کا جو وہ کیا کرتے تھے؟

دنیا میں مجرمین اہل ایمان کو دنیا کی ناجائز لذتوں اور مفادات سے پرہیز کی وجہ سے بیوقوف سمجھتے ہیں۔ اُن کا مذاق اڑاتے ہیں کہ یہ سادہ لوح لوگ جنت کی لالچ میں اپنے مال اور جان کا نقصان کر رہے ہیں۔ اُن کے قریب سے گزرتے ہوئے، آنکھوں کے اشاروں سے اُن کی توہین کرتے ہیں۔ اپنے گھروں میں بھی اُن کے مذاق اڑانے اور توہین کرنے کے مزے لے لے کر تذکرہ کرتے ہیں۔ جب بھی اُنہیں دیکھتے ہیں، اُنہیں گمراہ قرار دیتے ہیں حالانکہ وہ اُن کے نگران نہیں کہ اُن کے ہدایت یا گمراہی پر ہونے کے فیصلے صادر کریں۔ روزِ قیامت اہل ایمان جنت میں تختوں پر بیٹھ کر خوبصورت مناظر دیکھ رہے ہوں گے۔ اُس روز وہ مجرمین پر ہنس رہے ہوں گے۔ دیکھ لیں گے کہ مجرمین کو ان کے جرائم کی قرار واقعی سزا مل گئی ہے۔

سورۂ انشقاق

اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری کا بیان

یہ سورۂ مبارکہ آگاہ کر رہی ہے کہ انسان دنیا میں بھی مشکلات کا شکار ہے لیکن اُسے مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو کر جوابدہی بھی کرنی ہے اور وہی مرحلہ اُس کی مشکلات کا نقطۂ عروج ہو گا۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۵ قیامت کی نشانیاں
- آیات ۶ تا ۱۹ اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری
- آیات ۲۰ تا ۲۵ انکار آخرت پر اظہارِ تعجب

آیات ۱ تا ۵

قیامت کی نشانیاں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۝۱	جب آسمان پھٹ جائے گا۔
وَ اَذِنَتْ لِرَبِّهَا	اور وہ سن لے گا اپنے ربّ کا حکم
وَ حُقَّتْ ۝۲	اور یہی اُس کے لائق ہے۔
وَ اِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ۝۳	اور جب زمین پھیلا دی جائے گی۔
وَ اَلْقَتْ مَا فِيْهَا	اور وہ نکال باہر دے گی وہ سب جو اُس میں ہے

وَ تَخَلَّتْ ۝۴	اور خالی ہو جائے گی۔
وَ اَذِنَتْ لِرَبِّهَا	اور وہ سن لے گی اپنے ربّ کا حکم
وَ حُقَّتْ ۝۵	اور یہی اُس کے لائق ہے۔

روزِ قیامت اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم دے گا کہ وہ پھٹ جائے۔ آسمان اُس کے حکم کی فرمانبرداری کرے گا اور پھٹ جائے گا۔ اِسی طرح اللہ تعالیٰ زمین کو حکم دے گا تو وہ پچک کر بالکل سیدھی ہو جائے گی اور اپنے اندر مدفون تمام انسانوں اور دفینوں کو نکال کر بالکل خالی ہو جائے گی۔ آسمان اور زمین اِسی لائق ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا حکم مانیں۔ درحقیقت ہر مخلوق کی سعادت اِسی میں ہے کہ وہ اپنے خالق کی اطاعت کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ سعادت نصیب فرمائے۔ آمین !

آیت ۶

انسان کی مشکلات کا عروج... اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری

يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ	اے انسان بے شک تو مشقت جھیلنے والا ہے
اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا	اپنے ربّ کی طرف (جانے والا) ہے مشقت جھیلتے ہوئے
فَمُلٰقِيْهِ ۝۶	پھر تو ملنے والا ہے اُس سے۔

دنیا میں ہر انسان مشقت میں ہے۔ اُسے اپنے حیوانی تقاضوں یعنی روٹی، کپڑا، مکان اور اولاد کے لیے مصیبتیں جھیلنی پڑتی ہیں۔ پھر بحیثیت انسان احساسات، صدمات اور ناکام منصوبوں کے دکھ اٹھانے پڑتے ہیں۔ مزید یہ کہ اپنے وطن، قوم اور نظریہ کی سربلندی کے لیے قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔ باعمل مسلمان ہے تو شریعت کی پابندیوں کو اختیار کرنے اور دین کی تبلیغ وغلبہ کے لیے مال وجان سے جہاد کرنا پڑتا ہے، بقول شاعر

بشر پہلو میں دل رکھتا ہے جب تک
اُسے دنیا کا غم کھانا پڑے گا

البتہ دنیا کی مشکلات جھیلتے جھیلتے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف جارہا ہے۔ اُسے اُس باری تعالیٰ کے سامنے اپنے ایک ایک عمل کی جوابدہی کرنی ہے

اب تو گھبرا کہ یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

ارشادِ نبوی ﷺ ہے: كُلُّ النَّاسِ يَغْدُوْا فَبَائِعٌ نَفْسَهٗ فَمُعْتِقُهَا اَوْ مُوْبِقُهَا (مسلم)

"ہر انسان صبح کرتا ہے اور اپنی جان کو مشقت میں لگا کر بیچتا ہے پھر اُسے جہنم کی آگ سے بچالاتا ہے یا جہنم کا ایندھن بنا دیتا ہے"۔

پھر یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو کر اُسے پانچ سوالات کے جوابات دینے ہوں گے:

لَا تَزُوْلُ قَدَمَا ابْنِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُسْئَلَ عَنْ خَمْسٍ عَنْ عُمُرِهٖ فِيْمَا اَفْنَاهُ وَعَنْ شَبَابِهٖ فِيْمَا اَبْلَاهُ وَعَنْ مَّالِهٖ مِنْ اَيْنَ اكْتَسَبَهٗ وَفِيْمَا اَنْفَقَهٗ وَمَاذَا عَمِلَ فِيْمَا عَلِمَ (ترمذی)

"ہل نہ سکیں گے ابنِ آدم کے دونوں قدم روزِ قیامت یہاں تک کہ پوچھا جائے گا اُس سے پانچ باتوں کے بارے میں زندگی کے بارے میں کہ کہاں لگادی، جوانی کے بارے میں کہ کہاں کھپادی، مال کے بارے میں کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا اور جو علم حاصل کیا اُس پر کتنا عمل کیا"۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا کی مشکلات کے دوران اپنی مسلسل یاد اور اپنے احکامات کا ہر حال میں پاس کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۷ تا ۹

خوش نصیب انسان

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ۙ﴿۷﴾	پس وہ کہ جسے دیا گیا اُس کا نامۂ اعمال اُس کے دائیں ہاتھ میں۔
فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا ۙ﴿۸﴾	سو عنقریب اُس سے حساب لیا جائے گا آسان حساب۔
وَّ یَنْقَلِبُ اِلٰۤی اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ؕ﴿۹﴾	اور وہ لوٹے گا اپنے گھر والوں کی طرف خوش خوش۔

ایک خوش نصیب انسان کو اُس کا نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ یہ اُس کی کامیابی کی علامت ہو گی۔ اب اُس کا اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری کے وقت آسان حساب ہو گا۔ اللہ تعالیٰ صرف نیکیوں کو دیکھے گا اور برائیوں سے صرف نظر کرے گا جیسا کہ سورہ احقاف آیت ۱۶ میں مذکور ہے:

اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَیِّاٰتِهِمْ فِیْۤ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ؕ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِیْ كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ

" یہ وہ لوگ ہیں کہ ہم قبول کرتے ہیں اُن کی طرف سے وہ بہترین عمل جو اُنہوں نے کیا اور ہم درگزر کرتے ہیں اُن کی برائیوں کو وہ جنت والوں میں ہیں سچے وعدے کے مطابق جو اُن سے کیا جا رہا ہے"۔

اب یہ خوش نصیب خوشی خوشی اپنے گھر والوں کے پاس آئے گا اور ملنے والی سعادت سے اُنہیں آگاہ کرے گا۔ آیئے ہم بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ :

اَللّٰھُمَّ حَاسِبْنَا حِسَاباً یَّسِیْراً۔۔۔"اے اللہ! ہمارا حساب فرمایئے گا، آسان حساب"۔ آمین!

آیات ۱۰ تا ۱۵

بدنصیب انسان

وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۙ﴿۱۰﴾	اور وہ کہ جسے دیا گیا اُس کا نامۂ اعمال اُس کی پیٹھ کے پیچھے سے۔
فَسَوْفَ یَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۙ﴿۱۱﴾	سو وہ پکارے گا موت کو۔

وَ يَصْلٰى سَعِيْرًا ﴿۱۲﴾	اور داخل ہو گا بھڑکتی ہوئی آگ میں۔
اِنَّهٗ كَانَ فِيْۤ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ﴿۱۳﴾	بے شک وہ اپنے گھر والوں میں خوش تھا۔
اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ﴿۱۴﴾	بے شک اُس نے سمجھا تھا کہ ہر گز نہیں لوٹے گا (اپنے ربّ کی طرف)۔
بَلٰۤى اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ﴿۱۵﴾	کیوں نہیں! بے شک اُس کا ربّ اُسے خوب دیکھنے والا تھا۔

گناہ گار انسان کو معلوم ہو گا کہ میرے سیاہ اعمال کی وجہ سے مجھے نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ وہ بایاں ہاتھ پیٹھ کے پیچھے چھپانے کی کوشش کرے گا، لیکن اُسے زبردستی نامۂ اعمال دے دیا جائے گا۔ نامۂ اعمال دیکھتے ہی چیخ وپکار کرے گا اور مر جانے کی تمنا کرے گا۔ اب موت کا معاملہ ختم ہو چکا ہو گا اور اُسے دہکتی ہوئی آگ میں داخل کر دیا جائے گا۔ اُس کا جرم یہ تھا کہ وہ اپنے گھر والوں میں بے فکری کی زندگی بسر کر رہا تھا۔ فرائض سے غافل اور حرام میں ملوث ہو کر عیاشی کر رہا تھا۔ حرام کمائی سے شاندار گھر، عمدہ سہولیات اور لذیز کھانوں سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ اُسے گمان تک نہ تھا کہ اِن عیاشیوں کو ختم ہونا ہے اور آخرت میں محاسبہ کے لیے پیش ہونا ہے۔ اُس کا رب اُس کی تمام غفلتوں اور جرائم سے واقف تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر وقت خوفِ آخرت اپنے اوپر طاری رکھنے اور آخرت کے لیے تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۶ تا ۱۹

انسان رفتہ رفتہ جا رہا ہے اللہ کے سامنے حاضری کی طرف

فَلَاۤ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ﴿۱۶﴾	پس نہیں میں قسم کھاتا ہوں شام کی سرخی کی۔
وَ الَّيْلِ وَ مَا وَسَقَ ﴿۱۷﴾	اور رات کی اور اُس چیز کی جسے وہ جمع کرتی ہے۔

وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ﴿۱۸﴾	اور چاند کی جب وہ پورا ہوتا ہے۔
لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ﴿۱۹﴾	تم ضرور چڑھو گے ایک منزل سے دوسری منزل پر۔

دنیا میں ہمارا مشاہدہ ہے کہ واقعات درجہ بدرجہ ظہور پذیر ہوتے جاتے ہیں۔ دن بالکل روشن ہوتا ہے لیکن رفتہ رفتہ شام کے وقت شفق کی سرخی آنا شروع ہو جاتی ہے۔ پھر تاریکی چھا جانے کا آغاز ہوتا ہے اور رفتہ فتہ بالکل سیاہ رات زمین کو ڈھانپ لیتی ہے۔ چاند جب طلوع ہوتا ہے تو انتہائی باریک نظر آتا ہے۔ وہ درجہ بدرجہ بڑا ہوتا جاتا ہے اور چودھویں شب کو مکمل ہو جاتا ہے۔ اِسی طرح انسان ہر روز اپنی موت اور پھر آخرت کی طرف بڑھ رہا ہے۔ آخر کار وہ آخرت کا دن آ ہی جائے گا اور انسان کو رب کے سامنے پیش ہونا پڑے گا۔

آیات ۲۰ تا ۲۵

انکارِ آخرت پر تعجب

فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾	تو کیا ہے اُنہیں کہ وہ ایمان نہیں لاتے۔
وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ﴿۲۱﴾	اور جب پڑھا جاتا ہے اُن کے سامنے قرآن تو وہ سجدہ نہیں کرتے۔
بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۲﴾	بلکہ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا جھٹلاتے ہیں۔
وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ﴿۲۳﴾	اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے جو کچھ وہ جمع کر رہے ہیں۔
فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۴﴾	پس اے نبیؐ! خوشخبری دیجئے اُنہیں دردناک عذاب کی۔
اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	سوائے اُن کے جو ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور اُنہوں نے عمل کیے اچھے

لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿۲۵﴾ ع	اُن کے لیے اجر ہے نہ ختم ہونے والا۔

اِن آیات میں اظہارِ تعجب کیا گیا ہے کہ قرآنِ حکیم کی اتنی واضح خبریں آنے کے باوجود کافر آخرت کا انکار کر رہے ہیں۔ تعلیماتِ قرآنی کے سامنے سر جھکانے کو تیار نہیں ہیں۔ اِس کے برعکس وہ بڑی ڈھٹائی سے تعلیماتِ قرآنی کو جھٹلا رہے ہیں۔ آخرت کا انکار کر کے دنیاداری میں ملوث ہیں۔ البتہ دنیاداری کر کے جو کچھ جمع کر رہے ہیں، وہ سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ اِن بد نصیبوں کو بشارت ہو دردناک عذاب کی۔ البتہ جو خوش نصیب تعلیمات قرآنی پر ایمان لا کر اُن کے مطابق عمل کر رہے ہیں، اُن کے لیے ایسا اجر ہے جس کی کوئی انتہا نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہی طرزِ عمل اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سورۂ بروج

اہل حق کی تحسین اور اہل باطل کی مذمت

اِس سورۂ مبارکہ میں اہل حق کی مدح و تحسین کی گئی ہے اور اُن اہل باطل کی شدید مذمت کی گئی ہے جنہوں نے اہل حق پر ظلم و ستم کا بازار گرم کیا۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱تا۱۱ ظالموں کی مذمت، مظلوموں کی تحسین
- آیات ۱۲تا۲۲ اللہ تعالیٰ کی قدرت وجلال کا بیان

آیات ۱تا۹

برباد مظلوم نہیں ظالم ہوتے ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ①	قسم ہے بڑے بڑے ستاروں والے آسمان کی۔
وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ②	اور اُس دن کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔
وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ③	اور حاضر ہونے والے کی اور اُس کی جس کے پاس حاضر ہوا جائے۔
قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ④	مارے گئے خندق (کھودنے) والے۔
اَلنَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ⑤	(جس میں) آگ تھی بہت ایندھن والی۔

اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ۝۶	جب وہ اُس پر بیٹھے ہوئے تھے۔
وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ۝۷	اور وہ اُس پر، جو وہ کر رہے تھے مومنوں کے ساتھ، گواہ تھے۔
وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ	اور اُنہوں نے بدلہ نہیں لیا اُن سے
اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝۸	مگر اِس کا کہ وہ ایمان لائے تھے اللہ پر جو زبردست، سب خوبیوں والا ہے۔
اَلَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	وہ کہ جس کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی
وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝۹	اور اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔

اِن آیات میں ستاروں بھرے آسمان، روزِ قیامت اور اُس روز قائم ہونے والی گواہیوں کی قسم کھا کر کہا گیا ہے کہ بظاہر ظالم مظلوموں کو اذیت دیتے ہیں لیکن آخرت کا انجام ثابت کر دے گا کہ برباد مظلوم نہیں ظالم ہوتے ہیں۔ یہاں ظالمین سے مراد وہ یہودی ہیں جنہوں نے ۵۲۳ء میں (یعنی ولادت نبوی ﷺ سے ۴۸ سال قبل) یمن کے علاقے میں عیسائی اہل ایمان کو جلا کر شہید کر دیا تھا۔ اُس وقت عیسائی ہی مومن تھے کیونکہ مومن وہ ہوتا ہے جو تمام انبیاء پر ایمان رکھے۔ نبی کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے یہ سعادت صرف عیسائیوں کو حاصل تھی۔ اہل ایمان کو جلانے کے لیے یہودیوں نے خندقیں کھود کر اُن میں خوب ایندھن بھرا اور پھر اُس ایندھن کو جلا کر اُس میں اہل ایمان کو پھینک دیا تھا۔ اِسی لیے ان یہودی ظالموں کو اصحاب الاخدود یعنی خندق والے کہا گیا۔ اُن کی جانب سے اہل ایمان کو اِس بات کی سزا دی گئی کہ وہ اللہ تعالیٰ پر اُس کی توحید کے ساتھ ایمان لائے تھے۔ اللہ تعالیٰ مظلوموں کی بے بسی اور ظالموں کی سنگدلی دیکھ رہا تھا۔ عنقریب مظلوموں کو بہترین انعامات اور ظالموں کو بدترین عذاب دے دیا جائے گا۔

آیات ۱۰ تا ۱۱

ظالموں کے لیے وعید اور مومنوں کے لیے نوید

اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ	بے شک جن لوگوں نے آزمائش میں ڈالا مومن مردوں اور مومن عورتوں کو
ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا	پھر اُنھوں نے توبہ نہیں کی
فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ	تو اُن کے لیے جہنم کا عذاب ہے
وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ⑩	اور اُن کے لیے جلنے کا عذاب ہے۔
اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور اُنھوں نے عمل کیے اچھے
لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ	اُن کے لیے باغات ہیں بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں
ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ⑪	یہی بڑی کامیابی ہے۔

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ جن بد بختوں نے مومن مردوں اور مومن خواتین کو اذیت دی اور پھر توبہ نہ کی، اُن کے لیے جہنم میں بھون دینے والا عذاب ہو گا۔ اِس کے برعکس ایسے اہلِ ایمان جو اچھے اعمال کر رہے ہیں جنت کے اونچے باغات میں ہوں گے جن کے دامن میں نہریں بہہ رہی ہیں۔ بلاشبہ ایسی جنت کا حصول ہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِس بڑی کامیابی سے سرفراز فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۲ تا ۱۶

اللہ تعالیٰ کی دو شانیں

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ﴿۱۲﴾	اے نبیؐ! بے شک آپ کے ربّ کی پکڑ یقیناً بہت سخت ہے۔
اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَ يُعِيْدُ ﴿۱۳﴾	بے شک وہی پہلی بار پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ پیدا کرے گا۔
وَ هُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ﴿۱۴﴾	اور وہی ہے بہت بخشنے والا، نہایت محبت کرنے والا۔
ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ﴿۱۵﴾	عرش کا مالک ہے، بڑی شان والا ہے۔
فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿۱۶﴾	کر گزرنے والا ہے جو چاہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ایک شان تو یہ ہے کہ اُس کی پکڑ بہت شدید ہے۔ اُسی نے پہلی بار بنایا ہے اور وہ دوبارہ زندہ کر کے ظالموں کو ظلم کا مزا چکھائے گا۔ اُس کی دوسری شان یہ ہے کہ وہ گناہوں سے توبہ کرنے والوں کو بہت بخشنے والا اور نیک لوگوں سے انتہائی محبت کرنے والا ہے۔ عظیم تخت حکومت کا مالک ہے لہٰذا کوئی اُس کی پکڑ سے بچ نہیں سکتا۔ وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے، جو چاہے سو کر سکتا ہے اور کوئی اُس کے کام میں رکاوٹ نہیں ڈال سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی شانِ رحمت و بخشش کا مستحق بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۷ تا ۲۲

سرکش قوموں کے انجام سے عبرت پکڑو

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ﴿۱۷﴾	اے نبیؐ! کیا پہنچی ہے آپ کے پاس لشکروں کی خبر۔

فِرْعَوْنَ وَ ثَمُوْدَ ﴿۱۸﴾	یعنی فرعون اور ثمود کی۔
بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ﴿۱۹﴾	بلکہ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا جھٹلانے میں لگے ہوئے ہیں۔
وَ اللّٰهُ مِنْ وَّرَآىِٕهِمْ مُّحِيْطٌ ﴿۲۰﴾	اور اللہ اُنہیں ہر طرف سے گھیرنے والا ہے۔
بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ﴿۲۱﴾	بلکہ وہ ایک بڑی شان والا قرآن ہے۔
فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ﴿۲۲﴾ ع ۱۲	لوحِ محفوظ میں (لکھا ہوا) ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ماضی میں کئی سرکش قوموں کو ہلاک کیا۔ فرعون اور قومِ ثمود کو عبرت ناک سزا دی جنہیں اپنی طاقت پر ناز تھا۔ افسوس ہے کہ کافر اُن کے برے انجام سے کوئی سبق حاصل نہیں کر رہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں ہر طرف سے گھیرا ہوا ہے۔ وہ بدنصیب قرآن جیسی عظیم کتاب کو جھٹلا رہے ہیں جو لوحِ محفوظ میں لکھی ہوئی ہے۔ اِس عظیم کتاب کو جھٹلانے کا برا نتیجہ جلد اُن کے سامنے آجائے گا۔

سورۂ طارق

آخرت کے حوالے سے شبہات کا جواب

اِس سورۂ مبارکہ میں اُن شبہات کا جواب دیا گیا ہے جو ایمان بالآخرت کے حوالے سے پیش کیے جاتے ہیں۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۱۰ آخرت کے بارے میں شبہات کا جواب
- آیات ۱۱ تا ۱۷ قرآن فیصلہ کن کلام ہے

آیات ۱ تا ۱۰

ایمان بالآخرت کے حوالے سے چار شبہات کا جواب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَ السَّمَآءِ وَ الطَّارِقِ ۙ﴿۱﴾	قسم ہے آسمان کی اور رات کو آنے والے کی۔
وَ مَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۙ﴿۲﴾	اور تم کیا جانو کیا ہے رات کو آنے والا؟
اَلنَّجۡمُ الثَّاقِبُ ۙ﴿۳﴾	وہ چمکتا ہوا ستارہ ہے۔
اِنۡ كُلُّ نَفۡسٍ لَّمَّا عَلَيۡهَا حَافِظٌ ؕ﴿۴﴾	نہیں کوئی جان مگر اُس پر ایک نگران ہے۔
فَلۡيَنۡظُرِ الۡاِنۡسَانُ مِمَّ خُلِقَ ؕ﴿۵﴾	پس چاہیے کہ دیکھے انسان وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے؟
خُلِقَ مِنۡ مَّآءٍ دَافِقٍ ۙ﴿۶﴾	وہ پیدا کیا گیا ہے اچھلتے ہوئے پانی سے۔
يَّخۡرُجُ مِنۡۢ بَيۡنِ الصُّلۡبِ وَ التَّرَآئِبِ ؕ﴿۷﴾	جو نکلتا ہے پیٹھ اور پسلیوں کے درمیان سے۔

اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ۝۸	بے شک وہ (اللہ) اُس کے دوبارہ پیدا کرنے پر یقیناً قادر ہے۔
يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ۝۹	جس دن جانچے جائیں گے تمام راز۔
فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ۝۱۰	تو نہیں ہو گی اُس کے پاس کوئی قوت اور نہ ہی کوئی مدد گار۔

اِن آیات میں ایمان بالآخرت کے حوالے سے چار شبہات کا جواب دیا گیا:

i- کیسے ممکن ہے کہ ہر انسان کی نگرانی کی جارہی ہو اور اُس کا ہر عمل لکھا جارہا ہو؟ جواب دیا گیا کہ جس طرح آسمان اور اُس پر موجود چمکتے ہوئے ستارے ہر وقت زمین پر نگران کی طرح نظر رکھتے ہیں، اِسی طرح ہر انسان پر بھی نگران فرشتے موجود ہیں جو اُس کے ہر عمل کو لکھ رہے ہیں۔

ii- کیا انسان کو دوبارہ پیدا کرنا ممکن ہے؟ جواب دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے پہلی بار انسان کو اچھلتے ہوئے ناپاک پانی سے پیدا کیا۔ وہ پانی جو ریڑھ کی ہڈی اور پسلیوں کے درمیان پیدا ہو کر فوطوں (Testicles) میں آجاتا ہے۔ پہلی بار اِس طرح سے پیدا کرنے والا خالق انسان کو دوبارہ بھی پیدا کرنے پر قادر ہے۔

iii- کیا اللہ تعالیٰ انسان کی ہر چھوٹی سے چھوٹی بات سے بھی واقف ہے؟ جواب دیا گیا کہ چھوٹی بات کیا وہ تو انسان کی نیت، ارادے اور سینوں میں پوشیدہ رازوں سے بھی واقف ہے۔ روزِ قیامت اُس کے اعمال کا جائزہ اُس کی نیت، ارادے اور پوشیدہ مقاصد کی بنا پر ہی لیا جائے گا۔

iv- آخرت میں کسی کی سفارش گناہگار انسان کو عذاب سے بچالے گی۔ جواب دیا گیا کہ اُس روز اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی قوت اور کوئی مددگار انسان کو اُس کی پکڑ سے نہ بچا سکے گا۔

آیات ۱۱ تا ۱۷

قرآنِ حکیم ایک فیصلہ کن کتاب ہے

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ﴿۱۱﴾	قسم ہے آسمان کی جو بار بار بارش برسانے والا ہے۔
وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ﴿۱۲﴾	اور زمین کی جو پھٹنے والی ہے۔
اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ﴿۱۳﴾	بے شک یہ (قرآن) فیصلہ کن کلام ہے۔
وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ﴿۱۴﴾	اور یہ نہیں ہے کوئی ہنسی کی بات۔
اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ﴿۱۵﴾	بے شک وہ سازش کر رہے ہیں ایک سازش۔
وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ﴿۱۶﴾	اور میں تدبیر کر رہا ہوں ایک تدبیر۔
فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ	پس اے نبیؐ مہلت دیجیے کافروں کو
ع ۱۱ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ﴿۱۷﴾ ع	مہلت دیجیے اُنہیں تھوڑی سی مہلت۔

یہ آیات اُس آسمان کو گواہ بنا کر جو بار بار بارش لاتا ہے اور اُس زمین کی قسم کھا کر جو بارش کے پانی کو جذب کر کے دوبارہ زندہ ہو جاتی ہے، آگاہ کر رہی ہیں کہ قرآنِ حکیم ایک فیصلہ کن کتاب ہے اور یہ ہرگز کوئی بے مقصد کلام نہیں۔ جو اِس کتاب کی قدر کرے گا وہ سرخرو ہو گا اور جو اِس کی ناقدری کرے گا وہ ناکام و نامراد ہو گا۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَامًا وَّيَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ (مسلم)

"بے شک اللہ عروج دے گا اِس کتاب (قرآن) کے ذریعہ قوموں کو اور پست کر دے گا اِس کتاب (کو چھوڑنے) کی وجہ سے دوسروں کو"۔

قرآنِ حکیم کو جھٹلانے والے بڑی بڑی سازشیں کر رہے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ بھی اپنی تدبیر فرما رہا ہے۔ کافروں کے لیے محض چند دن کی مہلت ہے۔ یہ دنیا اُن کے لیے چار دن کی چاندنی ہے۔ اِس کے بعد ابدی اندھیری رات اُن کا مقدر بننے والی ہے۔

سورۂ اعلیٰ

ذکر، صبر اور تذکیر کی تلقین

اِس سورۂ مبارکہ میں نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی کا مضمون ہے اور اُنہیں مخالفانہ اور حوصلہ شکن فضا میں ذکر، صبر اور تذکیر یعنی یاددہانی کراتے رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۸ ذکر اور صبر کی تلقین
- آیات ۹ تا ۱۹ تذکیر کا حکم

آیات ۱ تا ۸

ذکر اور صبر کی تلقین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ①	اے نبیؐ ! تسبیح کیجئے اپنے اُس ربّ کے نام کی جو سب سے بلند ہے۔
اَلَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰى ②	وہ جس نے پیدا کیا اور درست کیا۔
وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰى ③	اور جس نے تقدیر بنائی اور ہدایت دی۔
وَالَّذِیْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ④	اور جس نے نکالا چارہ۔
فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى ⑤	پھر اُس نے کر دیا اُسے سیاہ کوڑا۔
سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى ⑥	اے نبیؐ ! ہم پڑھا دیں گے آپ کو تو آپ نہیں بھولیں

	گے۔
اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ	سوائے اُس کے جو چاہے اللہ
اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ	بے شک وہ جانتا ہے کھلی بات کو
وَمَا يَخْفٰى ۝۷	اوراِس بات کو بھی جو چھپی ہوئی ہے۔
وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى ۝۸	اور ہم سہولت دیں گے آپؐ کوآسان راستے کی۔

نبی اکرم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ اُس رب کے نام کی تسبیح کرتے رہیں جو بہت ہی بلند و بالا ہے۔ اُس نے ہر کام میں ایک تدریج رکھی ہے۔ انسان اور حیوانات کو مختلف مراحل سے گزار کر بنایا، سنوارا اور پھر ہر نوع اور ہر جنس کی تقدیر طے کر دی۔ اُسی نے سبزہ پیدا کیا، پھر اُسے رفتہ رفتہ گہرا سبز اور پھر بالکل ہی سیاہ کوڑا کر دیا۔ نبی اکرم ﷺ کو نصیحت کی گئی کہ آپ صبر کریں اور جلدی نہ کریں۔ عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو بھی پورا قرآن پڑھوا دے گا اور آپ اُسے نہیں بھولیں گے سوائے اُس کے جو اللہ تعالیٰ خود ہی منسوخ کر دے۔ وہ ہر ظاہر و پوشیدہ شے سے واقف و باخبر ہے۔ آپ پر جو مشکلات گزر رہی ہیں وہ اُنہیں بھی جانتا ہے۔ عنقریب وہ آپ کی مشکلات کو بھی آسان کر دے گا اور آپ کے لیے کامیابیوں کے راستے کھول دے گا۔

آیات ۹ تا ۱۳

یاددہانی کرانے کا حکم

فَذَكِّرْ	پس اے نبیؐ! یاددہانی کراتے رہیے
اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ۝۹	اگر فائدہ دے یاددہانی کرانا۔
سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ۝۱۰	جلد ہی نصیحت حاصل کرلے گا وہ جو ڈرتا ہے۔
وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ۝۱۱	اور دور رہے گا اِس سے وہ جو بڑا بد نصیب ہے۔

اَلَّذِیْ یَصْلَی النَّارَ الْکُبْرٰی ⑫	وہ جو داخل ہو گا سب سے بڑی آگ میں۔
ثُمَّ لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَ لَا یَحْیٰی ⑬	پھر وہ نہ مرے گا اِس میں اور نہ زندہ رہے گا۔

نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ وہ لوگوں کو مسلسل یاددہانی کراتے رہیں۔ جس شخص کے دل میں بھی خوفِ خدا ہو وہ یاددہانی سے اپنی اصلاح کر لیتا ہے۔ البتہ بڑا ہی بدبخت ہے وہ بدنصیب جو یاددہانی سے فائدہ نہیں اٹھاتا۔ ایسے لوگ ایک بڑی آگ کا ایندھن بنیں گے۔ اِس آگ میں ایسی بری حالت میں ہوں گے کہ نہ مر سکیں گے کہ عذاب سے بچ جائیں نہ ہی ایسے زندوں میں شمار ہوں گے جو جینے کا لطف اٹھا سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس بدبختی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۴ تا ۱۹

ابدی کامیابی کسے ملے گی؟

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی ⑭	یقیناً کامیاب ہو گیا وہ جو پاک ہو گیا۔
وَ ذَکَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰی ⑮	اور ذکر کرتا رہا اپنے ربّ کے نام کا پھر پڑھتا رہا نماز۔
بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ⑯	بلکہ تم لوگ ترجیح دیتے ہو دنیا کی زندگی کو۔
وَ الْاٰخِرَةُ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی ⑰	حالانکہ آخرت بہتر ہے اور باقی رہنے والی ہے۔
اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی ⑱	بے شک یہ بات یقیناً پہلے صحیفوں میں ہے۔
صُحُفِ اِبْرٰهِیْمَ وَ مُوْسٰی ⑲	ابراہیمؑ اور موسیٰؑ کے صحیفوں میں۔

آخرت میں ابدی کامیابی اُسے ملے گی جس نے اپنے نفس کو دنیا کی محبت سے پاک کیا اور اُسے اللہ تعالیٰ کی محبت اور آخرت کی فکر سے معمور کر دیا۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہا اور نمازیں ادا کرتا رہا۔ بغیر نفس کی پاکیزگی کے اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز کی ادائیگی کے روحانی اثرات حاصل نہیں ہوتے۔ بقول اقبال

جو میں سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا
تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

المیہ یہ ہے کہ انسانوں کی اکثریت آخرت کی فکر اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے بجائے دنیا کی عارضی اور گھٹیا لذتوں کو ترجیح دیتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آخرت کی نعمتیں بہت ہی اعلیٰ اور دائمی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ حقیقت تمام سابقہ صحیفوں میں بھی بیان کی تھی ع ۱۹ ۱۲ ۔خاص طور پر سیدنا ابراہیمؑ اور سیدنا موسیٰؑ کے صحیفوں میں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس حقیقت پر یقین کرنے اور اِس کے مطابق اپنی محبت اور آخرت کی کامیابی کو ترجیح دینے کی توفیق عطا فرمائے آمین!

سورۂ غاشیہ

توحید اور آخرت کی یاددہانی

اِس سورۂ مبارکہ میں توحید اور آخرت کی یاددہانی بڑے مؤثر اسلوب میں کرائی گئی ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۷ گناہگاروں کا برا انجام
- آیات ۸ تا ۱۶ نیکوکاروں کا حسین انجام
- آیات ۱۷ تا ۲۶ اللہ تعالیٰ کی قدرت وجلال کی یاددہانی

آیات ۱ تا ۷

گناہگاروں کا برا انجام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۝۱	اے نبیؐ! کیا آ گئی آپ کے پاس خبر چھا جانے والی کی۔
وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ خَاشِعَةٌ ۝۲	کئی چہرے اُس دن (ذلت کے مارے) جھک جانے والے ہوں گے۔
عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝۳	محنت کرنے والے، تھک جانے والے۔
تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝۴	داخل ہوں گے تیز گرم آگ میں۔
تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۝۵	اُنہیں پلایا جائے گا کھولتے ہوئے چشمے سے۔
لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۝۶	نہیں ہو گا اُن کے لیے کھانا مگر کانٹے والے درخت سے۔

لَا يُسْمِنُ	جو نہ موٹا کرے گا
وَّلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ۝۷	اور نہ کام آئے گا بھوک مٹانے میں۔

روزِ قیامت گناہگاروں کے چہرے شرم اور ذلت کے مارے جھکے ہوئے ہوں گے۔ دنیا کی عارضی لذتوں کے حصول کے لیے کی گئی محنت کی وجہ سے مشقت اور تھکان کے آثار اُن کے چہروں پر نمایاں ہوں گے۔ پھر یہ بدنصیب چہرے جہنم کی دہکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے۔ وہاں اُن کا مشروب کھولتا ہوا پانی اور غذا کانٹے دار جھاڑی ہو گی۔ ایسی غذا جو گلے میں اٹک جائے گی لہٰذا نہ بھوک مٹائے گی اور نہ تقویت دے گی۔ اللہ تعالیٰ اِس انجامِ بد سے ہمیں محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۸ تا ۱۶

نیکوکاروں کا حسین انجام

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۝۸	کئی چہرے اُس دن رونق والے ہوں گے۔
لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۝۹	اپنی کوشش پر خوش ہوں گے۔
فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝۱۰	بلند جنت میں ہوں گے۔
لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ۝۱۱	نہ سنیں گے اُس میں کوئی بے مقصد بات۔
فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۝۱۲	اُس میں ایک بہتا ہوا چشمہ ہے۔
فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ۝۱۳	اُس میں اونچے اونچے تخت ہیں۔
وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ۝۱۴	اور چنے ہوئے پیالے ہیں۔
وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ۝۱۵	اور قطاروں میں لگے گاؤ تکیے ہیں۔

وَ زَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ﴿۱۶﴾	اور بچھائے ہوئے قیمتی قالین ہیں۔

روزِ قیامت نیک لوگوں کے چہرے نعمتوں کے آثار کی وجہ سے روشن اور دمکتے ہوئے ہوں گے۔ وہ دنیا میں کی گئی اپنی محنتوں پر مطمئن اور خوش ہوں گے۔ بقول حافظ شیرازی

حاصلِ عمر نثارِ رہِ یارے کردم
شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم

"میں نے اپنی زندگی کا کل سرمایہ محبوب کی راہ میں نچھاور کر دیا۔ میں خوش ہوں اپنی بیتی ہوئی زندگی سے کہ میں نے وہی کیا جو مجھے کرنا چاہیے تھا"۔

اِن خوش نصیبوں کو انعام کے طور پر اونچا باغ رہائش کے لیے عطا کیا جائے گا۔ اُس باغ میں وہ کوئی بے مقصد اور غیر شائستہ بات نہ سنیں گے۔ وہاں خوش ذائقہ مشروب کا چشمہ رواں ہو گا۔ اونچے اونچے تخت بچھے ہوئے ہوں گے اور عمدہ کھانے چنے ہوئے ہوں گے۔ قالین بچھے ہوئے ہوں گے اور اُن پر ٹیک لگانے کے لیے جابجا تکیے سجے ہوئے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ نعمتیں عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۷ تا ۲۶

اللہ تعالیٰ کی قدرت و جلال کی یاددہانی

اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ﴿۱۷﴾	تو کیا وہ نہیں دیکھتے اونٹوں کی طرف کہ وہ کیسے پیدا کیے گئے۔
وَ اِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ﴿۱۸﴾	اور آسمان کی طرف کہ وہ کیسے بلند کیا گیا۔
وَ اِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ﴿۱۹﴾	اور پہاڑوں کی طرف کہ وہ کیسے نصب کیے گئے۔
وَ اِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ﴿۲۰﴾	اور زمین کی طرف کہ وہ کیسے بچھا دی گئی۔

فَذَكِّرْ	پس اے نبیؐ! یاد دہانی کراتے رہیئے
اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ﴿۲۱﴾	بے شک آپؐ صرف یاد دہانی کرانے والے ہیں۔
لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ﴿۲۲﴾	نہیں ہیں آپؐ اِن پر نگران۔
اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَ كَفَرَ ﴿۲۳﴾	مگر جس نے رخ پھیرا اور کفر کیا۔
فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ ﴿۲۴﴾	تو عذاب دے گا اُسے اللہ سب سے بڑا عذاب۔
اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ﴿۲۵﴾	بے شک ہماری طرف اُن کا لوٹ کر آنا ہے۔
ع ۱۳ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ﴿۲۶﴾ ع	پھر بے شک ہمارے ذمے ہے اُن سے حساب لینا۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے حسب ذیل مظاہر سے اُس کی معرفت کی یاد دہانی کرائی گئی ہے :

i- اونٹ جسے اللہ تعالیٰ نے صحرا کے سفر کے حوالے سے کتنا موزوں بنایا ہے۔

ii- آسمان جسے اللہ تعالیٰ نے کیسی بلندی تک اٹھایا ہے۔

iii- پہاڑ جسے اللہ تعالیٰ نے کیسے مضبوطی سے زمین میں جما دیا ہے۔

iv- زمین جسے اللہ تعالیٰ نے کس ہمواری سے بچھا دیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ وہ مظاہرِ قدرت پر غور کی دعوت دے کر لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کی یاد دہانی کراتے رہیں۔ آپ ﷺ کی ذمہ داری صرف یاد دہانی کرانا ہی ہے۔ جسے معرفت الٰہی حاصل ہو گئی وہ خوش نصیب ہے۔ جن بد نصیبوں نے یاد دہانی سے رُخ پھیر لیا اور اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرتوں کا انکار کیا تو وہ اُنہیں بہت بڑے عذاب سے دوچار کرے گا۔ اُنہیں بالآخر اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہونا ہے اور پھر اُسی نے اُن سے حساب لینا ہے۔

اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنَا حِسَاباً يَّسِيْراً

"اے اللہ! ہمارا حساب کرنا، آسان حساب"۔ آمین!

سورۂ فجر

دنیاپرستوں کی شدید مذمت کا بیان

اِس سورۂ مبارکہ میں ایسے کردار کی شدید مذمت کی گئی ہے جس کا مطلوب و مقصود صرف اور صرف دنیا ہی کی عارضی اور گھٹیا لذتیں، سہولیات اور آسائشیں ہیں۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱تا۵ روحانی فیوض وبرکات عطا کیے جانے کے اوقات
- آیات ۶تا۲۶ دنیاپرستوں کی شدید مذمت
- آیات ۲۷تا۳۰ خداپرستی کا عظیم بدلہ

آیات ۱تا۵

روحانی فیوض وبرکات عطا کیے جانے کے اوقات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالْفَجْرِ ①	قسم ہے فجر کی۔
وَلَيَالٍ عَشْرٍ ②	اور دس راتوں کی۔
وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ③	اور جفت اور طاق کی۔
وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ④	اور رات کی جب وہ جانے لگے۔
هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ⑤	کیا ہے اِس میں کوئی قسم عقل رکھنے والے کے لیے؟

اِن آیات میں چار ایسے اوقات کا بیان ہے جن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے روحانی فیوض و برکات عام ہوتے ہیں اور تھوڑی سی عبادت کا کثیر ثواب حاصل ہوتا ہے :

i- فجر کا وقت کہ جس میں قرآنِ کریم کی تلاوت کئی فیوض و برکات کے حصول کا ذریعہ بنتی ہے :

وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا (بنی اسرائیل آیت ۷۸)

"اور (اے نبی ﷺ!) اہتمام کیجئے فجر کے وقت قرآن پڑھنے کا۔ بلاشبہ فجر کے قرآن پڑھنے کا وقت حضوری کا وقت ہوتا ہے"۔

ii- ذی الحجہ کی ابتدائی دس راتیں کہ جن میں عبادات کا ثواب کئی گنا بڑھا کر دیا جاتا ہے۔

iii- رمضان کا آخری عشرہ جس کی طاق راتوں میں سے ایک رات شب قدر ہے۔

iv- رات کا آخری پہر جس کے بارے میں مسلم شریف کی ایک روایت ہے کہ اِس وقت سماءِ دنیا پر اللہ تعالیٰ کی خاص تجلیات کا ظہور ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ پکارتا ہے : هَلْ مِنْ سَائِلٍ يُعْطٰى هَلْ مِنْ دَاعٍ يُسْتَجَابُ لَه هَلْ مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ يُّغْفَرُ لَهٗ؟

"ہے کوئی مانگنے والا کہ اُس کو عطا کیا جائے؟ ہے کوئی دعا کرنے والا کہ اُس کی دعا پوری کی جائے؟ ہے کوئی بخشش طلب کرنے والا کہ اُس کو بخش دیا جائے؟"۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اِن اوقات میں اپنی ذاتِ مبارکہ سے لو لگانے اور زیادہ سے زیادہ ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۶ تا ۱۴

دنیا پرست قوموں کی تباہی

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝۶	اے نبیؐ! کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ کس طرح کیا آپ کے ربّ نے عاد کے ساتھ؟

اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝۷	یعنی ارم کے ساتھ جو ستونوں والا (شہر) تھا۔
الَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ ۝۸	وہ (قوم) کہ نہیں پیدا کیا گیا کوئی اُس جیسا شہروں میں۔
وَ ثَمُوْدَ الَّذِیْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝۹	اور (کس طرح کیا) ثمود کے ساتھ جنہوں نے تراشا چٹانوں کو وادیوں میں۔
وَ فِرْعَوْنَ ذِی الْاَوْتَادِ ۝۱۰	اور (کس طرح کیا) فرعون کے ساتھ جو میخوں والا تھا۔
الَّذِیْنَ طَغَوْا فِی الْبِلَادِ ۝۱۱	وہ لوگ جو حد سے گزر گئے شہروں میں۔
فَاَكْثَرُوْا فِیْهَا الْفَسَادَ ۝۱۲	پس اُنہوں نے بہت پھیلایا اُن میں فساد۔
فَصَبَّ عَلَیْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۝۱۳	تو برسایا اُن پر آپ ﷺ کے ربّ نے عذاب کا کوڑا۔
اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝۱۴	بے شک آپؐ کا ربّ یقیناً نظر رکھے ہوئے ہے (سرکشوں پر)۔

یہ آیات تین دنیا پرست قوموں کی تباہی کی داستان بیان کر رہی ہیں :

i- بے مثال قوت رکھنے والی قومِ عاد کہ جس نے ارم کے نام سے جنت بنائی جس میں اونچے اونچے ستونوں والے محلات تھے۔

i- قومِ ثمود کہ جس نے غالباً پہلی بار چٹانوں کو تراش تراش کر کشادہ گھر بنائے۔

iii- فرعون کہ جس نے زمین پر میخوں کی طرح گڑے ہوئے احرامِ مصر تعمیر کیے۔

اِن تینوں قوموں نے سرکشی کی اور شہروں کو فتنہ و فساد سے بھر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن پر شدید عذاب کا کوڑا برسایا اور اُنہیں برباد کر کے عبرت کا نشان بنا دیا۔ جو لوگ آج زمین میں فتنہ و فساد پھیلا رہے ہیں جان لیں کہ اللہ تعالیٰ اُن پر نگاہ رکھے ہوئے ہے۔ باز نہ آئے تو اچانک اُس کے عذاب کا شکار ہو جائیں گے۔

آیات ۱۵ تا ۱۶

آزمائش وامتحان کی دو صورتیں

فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ	پس وہ جو ہے انسان کہ جب کبھی بھی آزماتا ہے اُسے اُس کا ربّ
فَاَكْرَمَهٗ	پھر عزت بخشتا ہے اُسے
وَ نَعَّمَهٗ	اور نعمت دیتا ہے اُسے
فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ﴿۱۵﴾	تو وہ کہتا ہے میرے ربّ نے عزت بخشی ہے مجھے۔
وَ اَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ	اور وہ جو ہے کہ جب کبھی بھی اُس کا ربّ آزماتا ہے اُسے
فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ	پھر تنگ کر دیتا ہے اُس پر اُس کا رزق
فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ﴿۱۶﴾	تو وہ کہتا ہے میرے ربّ نے ذلیل کر دیا مجھے۔

اللہ تعالیٰ انسان کی آزمائش دو صورتوں سے کرتا ہے۔ کبھی نعمتوں کی فراوانی کر کے شکر کا امتحان لیتا ہے اور کبھی رزق کی تنگی کر کے یا نعمتیں چھین کر صبر کا امتحان لیتا ہے۔ دنیا پرست انسان نعمتوں کی فراوانی کو اللہ تعالیٰ کے راضی ہونے کی علامت اور باعث عزت سمجھتا ہے۔ نعمتوں کے زوال کو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا نتیجہ اور اپنے لیے باعث ذلت سمجھتا ہے۔ حقیقت میں نہ وہ عزت ہے اور نہ یہ ذلت۔ یہ دونوں صورتیں آزمائش کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نعمتوں پر شکر اور اگر کوئی مشکل آ ہی جائے تو اُس پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! حدیث مبارکہ ہے:

عَجَبًا لِّاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَهٗ كُلَّهٗ خَيْرٌ وَّلَيْسَ ذٰلِكَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّآءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ وَاِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّآءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ (مسلم)

" مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ اُس کے ہر معاملے میں خیر ہے اور یہ چیز مومن کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں، اگر اُسے نعمت ملے وہ شکر کرتا ہے تو یہ اُس کے لئے بہتر ہے اور اگر اُسے تکلیف پہنچے وہ صبر کرتا ہے تو یہ اُس کے لئے بہتر ہے"۔

آیات ۱۷ تا ۲۰

دنیا پرستوں کی روش

كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ﴿۱۷﴾	ہر گز نہیں! بلکہ تم عزت نہیں کرتے یتیم کی۔
وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿۱۸﴾	اور نہ تم آپس میں ترغیب دیتے ہو مسکین کو کھانا کھلانے کی۔
وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ﴿۱۹﴾	اور کھا جاتے ہو وراثت کا مال بالکل ہی سمیٹ کر۔
وَتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ﴿۲۰﴾	اور محبت کرتے ہو مال سے خوب جی بھر کر۔

دنیا پرست مالداروں کی عزت کرتے ہیں لیکن یتیموں کو کسی خاطر میں نہیں لاتے۔ اُن کے نزدیک باعزت ہونے اور کسی کی عزت کرنے کا معیار صرف دولت ہے۔ وہ مالداروں کے لیے پر تکلف ضیافتوں کا اہتمام کرتے ہیں لیکن غرباء و مساکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتے۔ دوسرے وارثوں کو محروم کر کے وراثت کے سارے مال پر قبضہ کر لیتے ہیں۔ مال و دولت سے خوب محبت کرتے ہیں۔ حلال و حرام کی تمیز کیے بغیر مال جمع کرنے کے لیے ایڑھی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اِس گھٹیا روش سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۱ تا ۲۶

دنیااور دنیاپرستی کاانجام

كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴿۲۱﴾	ہر گز نہیں! جب ہموار کردی جائے گی زمین کوٹ کوٹ کر۔
وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿۲۲﴾	اور اے نبیؐ! آئے گا آپ کا ربّ اور فرشتے بھی صف در صف۔
وَجِايْٓءَ يَوْمَىِٕذٍۭ بِجَهَنَّمَ	اور لائی جائے گی اُس دن جہنم
يَوْمَىِٕذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ	اُس دن سمجھ جائے گا انسان
وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ﴿۲۳﴾	اور کہاں فائدہ دے گا اُسے اب سمجھنا۔
يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ﴿۲۴﴾	کہے گا اے کاش! میں نے آگے بھیجا ہوتا اپنی زندگی کے لیے۔
وَلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ ﴿۲۶﴾	اور نہیں جکڑے گا اللہ کے جکڑنے جیسا کوئی ایک بھی۔

عنقریب اللہ تعالیٰ زمین کو کوٹ کوٹ کر بالکل برابر کر دے گا۔ زمین کے ساتھ ہی اِس پر موجود تمام مال واسباب، جائدادیں اور آرام دہ گھر سب ہی مٹا دیے جائیں گے۔ پھر زمین پر کی گئی دنیا پرستی کا بدلہ چکانے کے لیے اللہ تعالیٰ زمین پر نزول فرمائیں گے۔ اُس کے احکامات کے نفاذ کے لیے فرشتے بھی صف در صف زمین پر اتریں گے۔ دنیا پرستوں کو سزا دینے کے لیے جہنم بھی قریب ہی لے آئی جائے گی۔ اُس روز دنیادار انسان افسوس کرے گا کہ وہ کس دنیا کے پیچھے مرتا رہا لیکن اب اِس افسوس کا کیا فائدہ؟ وہ حسرت سے کہے گا کہ اے کاش میں نے اصل زندگی یعنی آخرت کے لیے کچھ تیاری کی ہوتی۔ اُس روز اللہ تعالیٰ اُسے

اِس طرح جکڑے گا جس طرح کوئی اور نہیں جکڑ سکتا۔ پھر وہ اُسے ایسا عذاب دے گا جیسا عذاب کوئی اور نہیں دے سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا پرستی اور اُس کے برے انجام سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۷ تا ۳۰

خدا پرستی کا عظیم بدلہ

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿۲۷﴾	اے اطمینان پا جانے والی جان۔
اِرْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ	لوٹ آ اپنے ربّ کی طرف
رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿۲۸﴾	راضی ہو کر، پسندیدہ ہو کر۔
فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ﴿۲۹﴾	پس داخل ہو جا میرے بندوں میں۔
وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿۳۰﴾ ع	اور داخل ہو جا میری جنت میں۔

وہ خدا پرست انسان جس کا مطلوب و مقصود دنیا نہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول تھا، اپنی اِس ترجیح پر روزِ قیامت بہت ہی مطمئن ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اُسے بشارت دیں گے تمہارا مقصود حاصل ہوا۔ میں تم سے راضی ہوں اور اب تمہیں وہ نعمتیں دوں گا کہ تم بھی خوش ہو جاؤ گے۔ آؤ میرے مقرب بندوں میں شامل ہو جاؤ اور میری نعمتوں بھری جنت سے خوب فیض اور لذتیں حاصل کرو۔ اے اللہ! ہمیں توفیق عطا فرما کہ ہم تیری ذاتِ مبارکہ کو اپنا مطلوب و مقصود بنا لیں اور تیری رضا حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ آمین!

سورۂ بلد

اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ و خیرات کی پسندیدہ صورت کا بیان

اِس سورۂ مبارکہ میں ایسے کردار کی مذمت کی گئی ہے جو اپنے صدقہ و خیرات کا چرچا کرتا ہے اور واضح کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی راہ میں کون سا صدقہ و خیرات مطلوب ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۴ انسان کی پر مشقت زندگی کا ذکر
- آیات ۵ تا ۱۰ ناپسندیدہ صدقہ و خیرات
- آیات ۱۱ تا ۱۶ پسندیدہ صدقہ و خیرات
- آیات ۱۷ تا ۲۰ قربِ الٰہی کے حصول کے لیے سلوکِ قرآنی

آیات ۱ تا ۴

انسان بڑی مشقت میں ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ﴿۱﴾	نہیں، میں قسم کھاتا ہوں اِس شہر کی۔
وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ﴿۲﴾	اور اے نبیؐ !آپ حلال (سمجھ لیے گئے) ہیں اِس شہر میں۔
وَ وَالِدٍ وَّ مَا وَلَدَ ۙ﴿۳﴾	قسم ہے والد کی اور اُس کی جو اُس نے جنا۔
لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ؕ﴿۴﴾	یقیناً ہم نے پیدا کیا ہے انسان کو مشقت میں۔

اِن آیات میں قسمیں کھا کر یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ انسان بڑی مشقت میں ہے۔ بقول شاعر

قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں؟

انسان کی مشقت ظاہر کرنے کے لیے نبی اکرم ﷺ کی مثال دی گئی جن پر شہر مکہ میں ہر طرح کے ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے۔ آپ ﷺ کا اپنا فرمان ہے کہ مجھے اللہ کی راہ میں تمام انبیاء سے زیادہ تکالیف جھیلنی پڑیں۔ پھر والدین اور اولاد کے رشتہ کو انسانی تکالیف پر دلیل کے طور پر پیش کیا گیا۔ بلاشبہ اولاد کی پیدائش، پرورش اور تربیت کے لیے والدین کو سخت محنت کرنا پڑتی ہے۔ پھر اُن کی معاش، مستقبل کی فکر اور شادی بیاہ کے معاملات انسان کو پریشان رکھتے ہیں۔ اگر اولاد کسی بھی اعتبار سے سکھ میں نہ ہو تو والدین کی نیند حرام ہو جاتی ہے۔ اگر خدانخواستہ اولاد نالائق یا نافرمان ہو تو یہ دکھ انسان کے لیے ناقابلِ برداشت ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری مشقتوں کو آسان فرمائے اور ہر حال میں ہمیں صبر و استقامت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۵ تا ۱۰

ناپسندیدہ صدقہ و خیرات

اَیَحْسَبُ اَنْ لَّنْ یَّقْدِرَ عَلَیْهِ اَحَدٌ ۝۵	کیا انسان سمجھتا ہے کہ ہر گز اختیار نہ رکھے گا اُس پر کوئی ایک بھی۔
یَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ۝۶	وہ کہتا ہے میں نے لٹا دیا ڈھیروں مال۔
اَیَحْسَبُ اَنْ لَّمْ یَرَهٗۤ اَحَدٌ ۝۷	کیا وہ سمجھتا ہے کہ نہیں دیکھا اُسے کسی نے بھی۔
اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَیْنَیْنِ ۝۸	کیا ہم نے نہیں بنائیں اُس کے لیے دو آنکھیں۔
وَ لِسَانًا وَّ شَفَتَیْنِ ۝۹	اور زبان اور دو ہونٹ۔

وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۝۱۰	اور ہم نے دکھادیے اُسے دو واضح راستے۔

یہ آیات ایک ایسے کردار کی شدید مذمت کر رہی ہیں جو بڑے تکبر سے دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے ڈھیروں مال صدقہ و خیرات کیا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ اُسے دیکھ نہیں رہا؟ کیا وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں نہیں اور اُس کے سامنے لاچار اور بے بس نہیں؟ پھر تکبر کرنے کا کیا جواز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے تو اُس پر بے شمار احسانات کیے ہیں۔ اُسے حق کی معرفت حاصل کرنے کے لیے دو آنکھیں دی ہیں جن سے مظاہرِ قدرت کو دیکھ کر اپنے باطن کو ایمان و یقین سے منور کر سکتا ہے۔ زبان اور دو ہونٹ دیے ہیں جن سے حق کا اعتراف کر سکتا ہے۔ اُسے نیکی اور بدی کی راہ کا فہم دے دیا ہے۔ اُس کے لیے خیر اِسی میں ہے کہ نیکی کی راہ اختیار کرے اور ہر نیکی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق اور اُس کی رضا کے حصول کے لیے انجام دے۔ نہ دکھاوا کرے اور نہ ہی نیکی پر تکبر کرے۔

آیات ۱۱ تا ۱۶

پسندیدہ صدقہ و خیرات

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۝۱۱	پس وہ داخل ہی نہ ہوا ایک مشکل گھاٹی میں۔
وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ۝۱۲	اور تم کیا جانو کیا ہے وہ مشکل گھاٹی؟
فَكُّ رَقَبَةٍ ۝۱۳	وہ گردن چھڑانا ہے۔
اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ۝۱۴	یا کھانا کھلانا ہے ایک ایسے دن میں جو بھوک (یعنی قحط) والا ہو۔
يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۝۱۵	ایسے یتیم کو جو قرابت دار ہو۔
اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ۝۱۶	یا ایسے مسکین کو جو (غربت کے مارے) خاک میں رل

	رہا ہو۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ صدقہ و خیرات یہ ہے کہ پورے خلوص کے ساتھ ناداروں کی مدد کی جائے۔ غلاموں، مقروضوں یا جس پر تاوان آ گیا ہو اُس کی گردن آزاد کرائی جائے۔ بھوکوں کو کھانا کھلایا جائے اور خاص طور پر یہ کارِ خیر اُس وقت کیا جائے جب خوراک کی قلت ہو۔ یتیم کی سرپرستی کی جائے بالخصوص اُس کی جو قرابت دار بھی ہو۔ محتاجوں کی مدد کی جائے اور خصوصاً خاک میں رلنے والے یعنی انتہائی مفلس مسکین کو سہارا دیا جائے۔ گویا ایسے ناداروں کی مدد کی جائے جن سے دنیا میں کسی بدلہ کی اُمید نہ ہو۔ اُن کی مدد صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کے اجر و ثواب کے لیے کی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی حیثیت و توفیق دے کہ ہم خلوص کے ساتھ ناداروں کی مدد کرتے رہیں۔ آمین!

آیات ۱۷ تا ۲۰

قربِ الٰہی کے حصول کے لیے سلوکِ قرآنی

ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	پھر وہ ہو اُن لوگوں میں سے جو ایمان لائے
وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ	اور جنہوں نے ایک دوسرے کو وصیت کی صبر کی
وَ تَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ﴿۱۷﴾	اور ایک دوسرے کو وصیت کی صبر کرنے کی۔
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ﴿۱۸﴾	یہی لوگ دائیں ہاتھ والے ہیں۔
وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا	اور جن لوگوں نے انکار کیا ہماری آیات کا
هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ﴿۱۹﴾	وہی بائیں ہاتھ والے ہیں۔
عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ﴿۲۰﴾ ع ۱ ۱۵	اُن پر (ہر طرف سے) چھائی ہو گی بند کی ہوئی آگ۔

قربِ الٰہی کے حصول کے لیے سلوکِ قرآنی یہ ہے کہ پہلے دل کو دنیا کی محبت سے خالی کیا جائے۔ دنیا کی محبت کا سب سے بڑا مظہر ہے مال کی محبت۔ اگر مال اللہ کی راہ میں خرچ کر کے دل کی صفائی کر دی جائے تو اب اُس کی قربت حاصل ہو جاتی ہے۔ بقول خواجہ عزیز الحسن مجذوب

ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی

اب تو آجا، اب تو خلوت ہو گئی

اب انسان کا دل ایمانی کیفیات سے منور ہو گا۔ ایسے لوگ اگر معاشرے کی اصلاح اور اخلاقی پاکیزگی کے لیے دوسروں کو بھی حق پر صبر واستقامت کے ساتھ ڈٹے رہنے اور انسانی ہمدردی کی ترغیب دیں گے تو اللہ تعالیٰ اُنہیں روزِ قیامت بہترین بدلہ یعنی جنت کی نعمتیں عطا فرمائے گا۔ اِس کے برعکس جو بدنصیب قرآنِ حکیم کی واضح رہنمائی کو نظر انداز کرتے ہیں اور اِس کے برعکس روش اختیار کرتے ہیں تو اُنہیں ایسی جہنم کے عذاب کا مزہ چکھنا ہو گا جس میں ہر طرف سے چھائی ہوئی آگ اُن پر مسلط ہو گی۔ ۔

سورۂ شمس

کون کامیاب ہے اور کون ناکام ؟

اِس سورۂ مبارکہ میں واضح کیا گیا کہ جس شخص نے روح کے تقاضوں کو جسمانی تقاضوں پر فوقیت دے کر تزکیۂ نفس کر لیا وہ کامیاب ہے۔ اِس کے برعکس جس نے نفسانی خواہشات کو ترجیح دیتے ہوئے روح کو خاکی وجود میں دفن کر دیا وہ ناکام ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۱۰ کامیابی اور ناکامی کی وضاحت
- آیات ۱۱ تا ۱۵ ایک ناکام قوم کی عبرت ناک مثال

آیات ۱ تا ۱۰

کامیابی اور ناکامی کی وضاحت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَالشَّمۡسِ وَضُحٰىهَا ۝۱	قسم ہے سورج کی اور اُس کی دھوپ کی۔
وَالۡقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا ۝۲	اور چاند کی جب وہ پیچھے آئے اُس کے۔
وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰىهَا ۝۳	اور دن کی جب وہ اُسے ظاہر کر دے۔
وَالَّيۡلِ اِذَا يَغۡشٰىهَا ۝۴	اور رات کی جب وہ اُسے ڈھانپ لے۔
وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰىهَا ۝۵	اور آسمان کی اور اُس کی جس نے بنایا اُسے۔
وَالۡاَرۡضِ وَمَا طَحٰىهَا ۝۶	اور زمین کی اور اُس کی جس نے بچھایا اُسے۔

وَ نَفْسٍ وَّ مَا سَوّٰىهَا ۝۷	اور نفس کی اور اُس کی جس نے درست کیا اُسے۔
فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰىهَا ۝۸	پھر اُس کے دل میں ڈال دی اُس کی نافرمانی اور اُس کی پرہیزگاری (کی پہچان)۔
قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝۹	یقیناً وہ کامیاب ہو گیا جس نے پاک کر لیا اُس (نفس) کو۔
وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝۱۰	اور یقیناً وہ ناکام ہو گیا جس نے خاک میں دبا دیا اُسے۔

اِن آیات میں متضاد مظاہرِ قدرت کو گواہ بنا کر واضح کیا گیا ہے کہ انسان کو دو متضاد میلانات کا شعور دے دیا گیا ہے۔ سورج اور چاند، دن اور رات اور آسمان و زمین کی قسم کھا کر کہا گیا کہ انسانی وجود کو سنوارا گیا اور اس میں بدی اور نیکی کا شعور رکھ دیا گیا۔ یہ شعور دراصل اُس روحِ ربانی کی وجہ سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہر انسان میں پھونک دی ہے۔ اِس روح میں اللہ تعالیٰ کی قربت کی ایک تڑپ ہے جس کے لیے اُسے نیکی کی طرف رغبت اور برائی سے نفرت ہے۔ اِس کے برعکس انسان کا نفس تو اَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓئِ کے مصداق برائی کی طرف جانے کی خواہش رکھتا ہے۔ اب اگر روح کے تقاضے سامنے رہیں تو یہی نفس "نفس لوامہ" یعنی ضمیر بن کر انسان کو نیکی پر خوش اور برائی پر پشیمان کرتا ہے۔ رفتہ رفتہ انسان کا نفس برائی سے پاک ہو کر تزکیۂ نفس کی منزل پاتا ہے اور "نفس مطمئنہ" بن جاتا ہے۔ اِس سعادت کو حاصل کرنے والے کامیاب ہیں۔ اِس کے برعکس جو بدنصیب نفس کی خواہشات کو روح کے تقاضوں پر ترجیح دیتے ہیں اور روح کو خاکی وجود میں دبا کر قید کر دیتے ہیں، وہ لوگ ناکام و نامراد ہو جاتے ہیں۔ آیئے اللہ سے دعا کریں:

اَللّٰھُمَّ اٰتِ نَفْسِیْ تَقْوٰھَا وَزَکِّھَا اَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَکَّاھَا اَنْتَ وَلِیُّھَا وَ مَوْلَاھَا (مسلم)

"اے اللہ! عطا فرما میرے نفس کو اُس کی پرہیزگاری اور پاک کر دے اِسے تو ہی بہتر ہے جو پاک کرے اِسے۔ تو ہی اِس کا سرپرست اور مولیٰ ہے"۔

آیات ۱۱ تا ۱۵

ناکام قوم کی عبرت ناک مثال

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ ﴿۱۱﴾	جھٹلایا ثمود نے اپنی سرکشی کی وجہ سے۔
اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ﴿۱۲﴾	جب اٹھا اُن کا سب سے بڑا بد بخت۔
فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ	تو کہا اُن سے اللہ کے رسول نے
نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ﴿۱۳﴾	(خیال رکھنا) اللہ کی اونٹنی کا اور اِس کے پینے کی باری کا۔
فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا	تو اُنھوں نے جھٹلا دیا رسول کو، پھر اُنھوں نے ٹانگیں کاٹ دیں اونٹنی کی
فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ	پس ہلاکت نازل کی اُن پر اُن کے ربّ نے اُن کے گناہ کی وجہ سے
فَسَوّٰىهَا ﴿۱۴﴾	سو برابر کر دیا اُس قوم کو۔
وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ﴿۱۵﴾ ع ۱۵/۱۲	اور وہ نہیں ڈرتا اُس کے پیچھے کسی بدلے سے۔

انسانی وجود میں جس طرح ضمیر انسان کی اصلاح کرتا ہے، اِسی طرح کسی قوم کا ضمیر ایسا نیک انسان ہوتا ہے جو دعوت و تبلیغ کے ذریعے لوگوں کو نیکی کی ترغیب اور بدی سے بچنے کی تلقین کرتا ہے۔ قومِ ثمود کے لیے ضمیر کا کردار سیدنا صالحؑ نے انجام دیا۔ بدبخت قوم نے سرکشی اختیار کی اور اُن کی دعوت کو جھٹلا دیا۔ اللہ تعالیٰ کی نشانی کے طور پر ایک زندہ اونٹنی پہاڑ سے برآمد ہو کر اُن کے سامنے آئی۔ اُنہوں نے اُس اونٹنی کو مار ڈالا۔ اِس جرم کی سزا دینے کے لیے اللہ تعالیٰ اُن پر غضبناک ہوا اور اُنہیں سخت عذاب دے کر برابر کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ایسی مقتدر ہستی ہے کہ اُسے کسی قوم کی طرف سے انتقام یا بدلہ لینے کا کوئی اندیشہ نہیں۔

سورۂ لیل

پسندیدہ اور ناپسندیدہ کرداروں کا بیان

یہ سورۂ مبارکہ رہنمائی دے رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں کون سا کردار مطلوب اور پسندیدہ ہے اور کس کردار کو وہ ناپسند فرماتا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱تا۱۱ پسندیدہ اور ناپسندیدہ کردار
- آیات ۱۲تا۲۱ پسندیدہ اور ناپسندیدہ کرداروں کا انجام

آیات ۱تا۴

انسانوں کے کردار جدا جدا ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۙ﴿۱﴾	قسم ہے رات کی جب وہ چھا جائے۔
وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۙ﴿۲﴾	اور دن کی جب وہ روشن ہو۔
وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۙ﴿۳﴾	اور اُس کی جو اُس نے پیدا کیے مذکر اور مؤنث۔
اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ؕ﴿۴﴾	بے شک تمہاری کوششیں یقیناً مختلف ہیں۔

اِن آیات میں مثال دی گئی کہ چھا جانے والی تاریک رات، نمایاں ہو جانے والے روشن دن سے بالکل مختلف ہوتی ہے۔ اِسی طرح مذکر اپنی ساخت اور میلانات کے اعتبار سے مقابل جنس یعنی مؤنث کی ضد ہوتا ہے۔ بالکل اِسی طرح انسانوں کے کردار اور محنتوں کا رخ بھی مختلف ہوتا ہے۔ ایک کردار اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور اُس کی رضا حاصل کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ دوسرا کردار اللہ

تعالیٰ کو ناپسند اور اُسے ناراض کرنے کا سبب بنتا ہے۔ اگلی آیات میں اِن دونوں کرداروں کی وضاحت بیان ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں وہ کردار اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو اُسے پسند ہے۔ آمین!

آیات ۵ تا ۷

اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں پسندیدہ کردار

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝۵	پس وہ کہ جس نے دیا (اللہ کی راہ میں) اور پرہیزگاری اختیار کی۔
وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝۶	اور اُس نے تصدیق کی سب سے اچھی بات کی۔
فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝۷	تو ہم سہولت دیں گے اُسے آسان راستے کے لیے۔

اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں پسندیدہ کردار اُس انسان کا ہے جو :

i- اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے اُس کی راہ میں مال خرچ کر کے دنیا کی محبت کو دل سے نکالے۔

ii- ہر وقت محتاط رہے اور ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچ کر تقویٰ کی زندگی بسر کرے۔

iii- حق کی دعوت کی تصدیق کرے اور تن، من، دھن سے اُس کا ساتھ دے۔

اس کردار کے حامل سعادت مندوں کے لیے اللہ تعالیٰ سب سے بڑی آسانی یعنی جنت کی راہ آسان فرمادے گا۔ یہ وہ راہ ہے جو انسان کی فطرت کے عین مطابق ہے اور اِس میں انسان کو اپنے ضمیر سے لڑنا نہیں پڑتا۔ سعادت مند اِس راہ میں بڑی بڑی قربانیاں دیں گے اور اُن کے لیے ایسا کرنا آسان بنا دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا ہی کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۸ تا ۱۱

اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ناپسندیدہ کردار

وَ اَمَّا مَنۡۢ بَخِلَ وَ اسۡتَغۡنٰی ۙ﴿۸﴾	اور وہ کہ جس نے بخل کیا اور بے پرواہی اختیار کی۔
وَ کَذَّبَ بِالۡحُسۡنٰی ۙ﴿۹﴾	اور اُس نے جھٹلایا سب سے اچھی بات کو۔
فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلۡعُسۡرٰی ؕ﴿۱۰﴾	تو ہم سہولت دیں گے اُسے مشکل راستے کے لیے۔
وَ مَا یُغۡنِیۡ عَنۡہُ مَالُہٗۤ اِذَا تَرَدّٰی ؕ﴿۱۱﴾	اور کام نہ آئے گا اُس کے اُس کا مال جب وہ گڑھے میں گرے گا۔

اللہ تعالیٰ ایسے کردار کو ناپسند کرتا ہے جس میں انسان:

i- اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال دینے کے حوالے سے بخل کرے۔

ii- تقویٰ کے بجائے غفلت کی روش اختیار کرے اور جائز و ناجائز کی پرواہ نہ کرے۔

iii- حق کی دعوت کو جھٹلائے اور اُس کی مخالفت کرے۔

ایسے کردار کے حامل بدنصیب انسان کے لیے اللہ تعالیٰ سب سے بڑی مشکل یعنی جہنم کی راہ آسان کر دیتا ہے۔ اُسے سرکشی اور نافرمانی کے لیے ڈھیل دے دی جاتی ہے اور وہ اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کر کے جہنم کی طرف رُخ کر لیتا ہے۔ جب وہ قبر میں ڈالا جائے گا تو اُس کا حرام خوریوں اور بخل کے ذریعہ جمع کیا ہوا مال اُس کے کچھ کام نہ آئے گا۔ اللہ تعالیٰ ایسی روش سے ہمیں محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۲ تا ۱۶

ناپسندیدہ کردار کا انجام

اِنَّ عَلَیْنَا لَلْهُدٰی ⑫	بے شک ہمارے ہی ذمے ہے رہنمائی کرنا۔
وَ اِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَ الْاُوْلٰی ⑬	اور بے شک ہمارے ہی اختیار میں یقیناً آخرت اور دنیا ہے۔
فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰی ⑭	پس میں نے خبردار کر دیا ہے تمہیں ایک ایسی آگ سے جو بھڑک رہی ہے۔
لَا یَصْلٰىهَاۤ اِلَّا الْاَشْقَی ⑮	نہیں داخل ہو گا اُس میں سوائے انتہائی بدبخت کے۔
اَلَّذِیْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰی ⑯	جس نے جھٹلایا اور رخ پھیر لیا۔

اللہ تعالیٰ غفور اور رحیم ہے۔ اُس نے بندوں پر بڑا فضل کرتے ہوئے اُنہیں اچھے اور برے کردار کی روش اور انجام سے آگاہ فرما دیا ہے۔ اُس کی تعلیمات کو جھٹلانا اور اُن سے رخ پھیر لینا برا کردار ہے۔ ایسا کردار رکھنے والا بدنصیب انسان انتہائی بدبخت ہے کیونکہ وہ جہنم کی دہکتی اور بھڑکتی ہوئی آگ میں شدید عذاب سے دوچار ہو گا۔ ہمیں سوچنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہمارا دنیا و آخرت کا انجام ہے۔ برا کردار اختیار کر کے ہم جہنم کے مستحق تو ہو جائیں گے لیکن دنیا میں بھی ہر خواہش پوری نہ کر سکیں گے۔ لہٰذا بہتری اِسی میں ہے کہ دنیا میں نفسانی خواہشات کی پیروی کی بجائے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی کی جائے۔

آیات ۱۷ تا ۲۱

پسندیدہ کردار کا انجام

وَ سَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ﴿۱۷﴾	اور دور رکھا جائے گا اُس سے وہ جو بڑا پرہیز گار ہے۔
اَلَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ﴿۱۸﴾	جو دیتا ہے اپنا مال تاکہ پاک ہو جائے۔
وَ مَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰۤى ﴿۱۹﴾	حالانکہ نہیں ہے کسی کا اُس کے ہاں کوئی احسان کہ جس کا بدلہ دیا جائے۔
اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ﴿۲۰﴾	مگر حاصل کرنے کے لیے اپنے اُس ربّ کی رضا جو سب سے بلند ہے۔
وَ لَسَوْفَ يَرْضٰى ﴿۲۱﴾ ع ۱۷	اور یقیناً عنقریب وہ راضی ہو جائے گا۔

جہنم کی دہکتی و بھڑکتی آگ سے ہر وہ شخص محفوظ رہے گا جو اللہ تعالیٰ کی رضا کو مطلوب و مقصود بنالے۔ اُس کی رضا کے حصول کے لیے مال خرچ کرے اور دل کو دنیا کی محبت سے پاک کر کے نفس کی پاکیزگی حاصل کرے۔ اُس کا انفاقِ مال اِس لیے نہ ہو کہ وہ کسی کے احسان کا بدلہ چکا رہا ہے بلکہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے ہو۔ عنقریب اللہ تعالیٰ اُسے ایسے انعامات دے گا کہ وہ خوش ہو جائے گا۔ بقول امام رازی یہ کردار تھا سیدنا ابو بکر صدیق کا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سورۂ ضحیٰ

مایوسی دور کرنے کا نسخہ

اِس سورۂ طیبہ میں اللہ تعالیٰ نے رہنمائی دی ہے کہ جب انسان پر مایوسی کا غلبہ ہو تو وہ اُن نعمتوں کو یاد کرے جو اللہ تعالیٰ نے اُس پر کی ہیں۔ اِن نعمتوں کی یاد سے شکر کے آنسو نکلیں گے جو مایوسی کو بہا کر لے جائیں گے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۵ نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی
- آیات ۶ تا ۸ نبی اکرم ﷺ پر اللہ کی عنایات
- آیات ۹ تا ۱۱ عنایات پر شکر

آیات ۱ تا ۵

نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالضُّحٰى ①	قسم ہے دھوپ چڑھنے کے وقت کی۔
وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ②	اور رات کی جب وہ چھا جائے۔
مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ③	اے نبیؐ! نہ چھوڑا آپ کو آپ کے ربّ نے اور نہ وہ ناراض ہوا۔
وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ④	اور یقیناً ہر آنے والی حالت بہتر ہے آپؐ کے لیے پہلی سے۔
وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ⑤	اور عنقریب عطا فرمائے گا آپؐ کو آپ کا ربّ تو آپ

	راضی ہو جائیں گے۔

ایک بار نزولِ وحی میں طویل وقفہ ہوا تو ابو لہب کی بیوی اُمِ جمیل نے آپ ﷺ کو طعنہ دیا کہ معاذ اللہ تمہارا جن تم سے ناراض ہو گیا ہے اور اب تم پر کوئی کلام القاء نہیں کر رہا ہے۔ اُس بدبخت کی گستاخی اور نزولِ وحی میں تاخیر سے آپ ﷺ پر مایوسی سی طاری ہونے لگی۔ آپ کو گمان سا ہونے لگا کہ کہیں اللہ تعالیٰ مجھ سے ناراض تو نہیں ہو گیا! اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی دلجوئی فرمائی۔ جس طرح دن اور رات مختلف ہونے کے باوجود افادیت رکھتے ہیں، اِسی طرح وحی کا نزول اور کبھی اِس میں وقفے کی بھی حکمت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ سے ہر گز ناراض نہیں ہوا اور نہ ہی اُس نے اپنے حبیب ﷺ کو چھوڑ دیا ہے۔ وہ تو آپ کے درجات مسلسل بلند فرما رہا ہے۔ ہر اگلی حالت آپ کے لیے پچھلی حالت سے بہتر ہے۔ دنیا میں آپ کو بے مثال کامیابیاں اور کامرانیاں نصیب ہوں گی لیکن آخرت آپ کے لیے دنیا سے بھی بہتر ہو گی۔ عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا اور آخرت میں وہ کچھ عطا فرمائے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔

آیات ۶ تا ۸

نبی کریم ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی عنایات

اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی ۝۶	اے نبیؐ! کیا اللہ نے نہیں پایا آپ کو یتیم تو ٹھکانہ دیا۔
وَ وَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰی ۝۷	اور اُس نے پایا آپؐ کو حق تلاش کرنے والا تو ہدایت دے دی
وَ وَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی ۝۸	اور اُس نے پایا آپؐ کو تنگدست تو غنی کر دیا۔

مایوسی کی کیفیت میں اللہ تعالیٰ کی عنایات کا تصور انسان کو تسکین دیتا ہے اور مایوسی کو دور کر دیتا ہے۔ نبی کریم ﷺ یتیم تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کے دادا اور چچا کے ذریعہ آپ کو سہارا اور ٹھکانہ عطا کر دیا۔ آپ ﷺ حق کی تلاش میں بے چین ہو کر

غارِ حرا کی تنہائیوں میں غور و فکر کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مبین کے نزول کے ذریعہ آپ کو ہدایت دے دی۔ آپ ﷺ تنگدست تھے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت خدیجہؓ کی اعانت کے ذریعہ آپ کو مال دیا اور غمِ روزگار سے فارغ کر دیا۔

آیات ۹ تا ۱۱

اللہ تعالیٰ کی عنایات کا شکر

فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝۹	پس اے نبیؐ! وہ جو ہے یتیم تو (اُس پر) سختی نہ کیجئے۔
وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝۱۰	اور وہ جو ہے سائل تو (اُسے) مت جھڑکیے۔
وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝۱۱ ع ۱۱/۱۸	اور وہ جو آپؐ کے ربّ کی نعمت ہے تو (اُسے) بیان کیجئے۔

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی عنایات پر شکر ادا کرنے کا طریقہ سکھایا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی حالت یتیمی میں دستگیری کی لہٰذا آپ ﷺ بھی کبھی کسی یتیم کو نہ دبائیں۔ آپ ﷺ حق جاننے کے سوالی تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہدایت دے دی لہٰذا آپ بھی کسی سوال کرنے والے یا مانگنے والے کو نہ جھڑکیں۔ آپ ﷺ کی تنگدستی کو اللہ تعالیٰ نے دور فرما دیا اب آپ اُس کی عطا ہونے والی نعمتوں کا تذکرہ کر کے شکر باللسان کی سعادت حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اِن ہدایات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سورۂ انشراح

نبی اکرم ﷺ کی مشکل آسان کرنے کا بیان

نبی اکرم ﷺ غارِ حرا میں اللہ تعالیٰ سے لو لگانے کی لذت حاصل کر رہے تھے۔ اُس نے آپ کو اِس لذت سے نکال کر جھگڑالو قوم کو تبلیغ کرنے کا حکم دیا۔ ذکر اللہ کی لذت سے محرومی آپ پر بہت بھاری تھی۔ کچھ عرصہ بعد آپ کو انشراح ہو گیا کہ میری اِس مشقت سے بہت سے لوگوں کی عاقبت سنور جائے گی اور بلاشبہ یہ عمل ذاتی ریاضت سے زیادہ اہم ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۳ — نبی اکرم ﷺ کی مشکل میں آسانی
- آیت ۴ — ذکرِ حبیب ﷺ کی بلندی
- آیات ۵ تا ۸ — مشکلات کے بعد ہی آسانیاں آتی ہیں

آیات ۱ تا ۳

نبی اکرم ﷺ کی مشکل میں آسانی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ①	اے نبیؐ! کیا ہم نے کھول نہیں دیا آپ کے لیے آپ کے سینے کو؟
وَ وَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ②	اور ہم نے اتار دیا آپ سے آپ کے بوجھ کو۔
اَلَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ③	جو توڑ رہا تھا آپؐ کی کمر کو۔

نبی اکرم ﷺ غارِ حرا کی تنہائیوں میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کی چاشنی سے سرور حاصل کر رہے تھے۔ ایسے میں اُس نے آپ کو حکم دیا کہ قُمْ فَاَنْذِرْ ... کھڑے ہو جایئے، پھر خبردار کیجیے۔ پھر صرف وعظ و نصیحت ہی نہ کیجئے بلکہ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ ... اور اپنے رب ہی کی

پھر بڑائی کیجئے یعنی اُس کی بڑائی کو قائم کیجئے۔ کہاں وہ ذکر اللہ کی لذت اور کہاں ایک جھگڑنے والی قوم (قَوْمًا لُّدًّا سورۂ مریم آیت ۹۷) کو خبر دار کرنا اور اُن کی گستاخیاں برداشت کرنا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی بڑائی کے نفاذ کے لیے ایک منظم تحریک برپا کرنا اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے معرکہ آرائی کر کے دین حق کو غالب کرنا۔ اللہ کے رسول ﷺ اِس قولِ ثقیل یعنی بھاری ذمہ داری سے بوجھل ہو رہے تھے اور آپ کی کمر جھک رہی تھی۔ البتہ کچھ عرصہ بعد آپ کو انشراحِ صدر رہا کہ

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے
مزہ تو جب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی

یعنی میری اِس مشقت سے بہت سے لوگوں کی اصلاح ہو گی اور وہ دنیا میں ظلم اور آخرت میں جہنم کی آگ سے بچ جائیں گے۔ اِسی انشراحِ صدر کا ذکر اِن آیات میں کیا گیا ہے۔

آیت ۴

ذکر حبیب ﷺ کی بلندی

وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝۴	اور اے نبیؐ! ہم نے بلند کیا آپ کے لیے آپ کے ذکر کو۔

نبی اکرم ﷺ نے غارِ حرا کی تنہائی میں اللہ تعالیٰ سے لو لگانے کی لذت کو اُس کے حکم سے چھوڑ کر باہر نکل کر دعوت و تبلیغ کو ترجیح دی تاکہ خلق خدا کا بھلا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اِس عمل کا بدلہ یہ دیا کہ آپ کا ذکرِ خیر بلند فرما دیا۔ چند ہی برسوں میں آپ کے جانثاروں کی تعداد لاکھوں کو پہنچ گئی۔ پھر رفتہ رفتہ دنیا کے ہر حصہ میں شمع رسالت کے پروانے نظر آنے لگے اور آج اُن کی تعداد ایک ارب سے بھی زیادہ ہے۔ یہ وہ جانثار ہیں جو ناموسِ رسالت پر جان دینا اپنے لیے ایک اعزاز سمجھتے ہیں۔ دنیا میں کوئی جگہ ایسی نہیں ہے جہاں مسلمانوں کی کوئی بستی موجود اور دن میں پانچ مرتبہ اذان میں بآواز بلند آپ ﷺ کی رسالت کا اعلان نہ ہو رہا ہو، نمازوں میں آپ پر درود نہ بھیجا جا رہا ہو، جمعہ کے خطبوں میں آپ کا ذکر خیر نہ کیا جا رہا ہو، اور سال کے بارہ مہینوں میں سے کوئی دن اور دن کے ۲٤ گھنٹوں میں سے کوئی وقت ایسا نہیں ہے جب روئے زمین میں کسی نہ کسی جگہ آپ

کا ذکر مبارک نہ ہو رہا ہو۔ دنیا میں آپ کا ذکرِ خیر اپنی بلندی کی معراج پر اُس وقت ہو گا جب پورے کرۂ ارضی پر آپ کا لایا ہوا دین نافذ و غالب ہو گا۔ اقبال نے کیا خوب کہا ہے

چشم اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے
رفعتِ شانِ رفعنا لک ذکرک دیکھے

آخرت میں بھی آپ ﷺ کی شان امتیازی ہو گی۔ آپ مقامِ محمود پر فائز ہونگے اور اللہ تعالیٰ کی حمد کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں ہو گا۔ پھر آپ کی شفاعت کے نتیجے میں بڑی تعداد میں آپ کے امتی اللہ تعالیٰ سے بخشش کا پروانہ حاصل کریں گے۔

آیات ۵ تا ۸

آسانیاں مشکلات کے بعد ہی آتی ہیں

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۝۵	پس بے شک مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔
اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۝۶	بے شک مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔
فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝۷	پس اے نبیؐ! جب آپ فارغ ہوں تو محنت کیجئے۔
ع ۱۹ وَ اِلٰی رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝۸ ع	اور اپنے ربّ کی طرف پھر راغب ہوں۔

جو لوگ مشکلات خندہ پیشانی سے جھیلتے ہیں بعد میں اُنہیں ہی آسانیاں میسر آتی ہیں۔ اِس حقیقت کو اِس سورۂ مبارکہ میں دو بار بیان کیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ ابھی آپ کئی مشکلات سے گزر رہے ہیں لیکن عنقریب آپ کی ثابت قدمی کے نتیجے میں آسانیاں پیدا ہوں گی۔ آپ دعوت و تبلیغ اور غلبۂ دین کے لیے دن بھر محنت کیجیے۔ آپ کا اصل مشن ہی یہ ہے۔ البتہ رات میں اللہ تعالیٰ سے لو لگانے کی لذت حاصل کرنے کے لیے تہجد میں ٹھہر ٹھہر کر قرآن پڑھیے۔ یہ قرآن آپ کے قلب کو ثبات عطا کرے گا اور دن بھر مشن کی خاطر محنت کے لیے نیا جذبہ اور مزید توانائی عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اِس دنیا میں

دین و شریعت کی خاطر پیش آنے والی مشکلات کو ثابت قدمی سے برداشت کرنے کی ہمت عطا فرمائے تاکہ جنت کی آسانیاں ہمیں حاصل ہو سکیں۔ آمین!

سورۂ تین

انسان کی عظمت کا بیان

اِس سورۂ مبارکہ میں قسم کھا کر تاکیدی اسلوب میں یہ حقیقت بیان کی گئی کہ انسان کی تخلیق بڑی عظیم ساخت میں ہوئی ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۴ عظمت انسان
- آیات ۵ تا ۸ معرکۂ روح و بدن

آیات ۱ تا ۴

عظمت انسان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ①	قسم ہے انجیر اور زیتون کی۔
وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ②	اور طورِ سینا کی۔
وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ③	اور اِس امن والے شہر (مکہ) کی۔
لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ④	یقیناً ہم نے پیدا کیا ہے انسان کو سب سے اچھی بناوٹ میں۔

اِن آیات میں پانچ پیغمبروں کی مثال دے کر ثابت کیا گیا کہ انسان کی تخلیق بہت عمدہ ساخت پر کی گئی ہے :

i- انجیر کی قسم سے اشارہ سیدنا نوحؑ کی طرف ہے کیونکہ جس جودی پہاڑ پر اُن کی کشتی ٹھہری تھی وہاں اِس پھل کی کثرت تھی۔

ii- زیتون اشارہ کر رہا ہے سیدنا عیسیٰؑ کی طرف کیونکہ وہ زیتون کی کثرت والے علاقے بیت المقدس میں تبلیغ کرتے رہے۔

iii- طورِ سیناسیدنا موسیٰؑ کی طرف اشارہ کر رہا ہے کیونکہ اِسی مقام پر آپ کو اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا۔

iv- بلدِ امین سے اشارہ سیدنا ابراہیمؑ کی طرف ہے جنہوں نے شہر مکہ کے امن کا گہوارہ بننے کی دعا کی تھی۔ پھر بلدِ امین نبی کریم ﷺ کی طرف بھی اشارہ کر رہا ہے کیونکہ آپ ﷺ کی ولادت اور بعثت اِسی محترم شہر میں ہوئی۔

پانچ پیغمبروں کا پاکیزہ کردار اِس بات کی دلیل ہے کہ انسان بنیادی طور پر بہترین ساخت کا حامل ہے۔ اصل انسان دراصل اُس کی روح ہے۔ اِسی کی وجہ سے انسان مسجودِ ملائک بنا اور اِسی کا میلان ہے اللہ کی قربت کے حصول اور فرمانبرداری کی طرف۔

آیات ۵ تا ۸

معرکۂ روح و بدن

ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۝۵	پھر ہم نے لوٹا دیا اُسے پست سے پست تر حالت میں۔
اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	سوائے اُن کے جو ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور اُنہوں نے عمل کیے اچھے
فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝۶	تو اُن کے لیے اجر ہے نہ ختم ہونے والا۔
فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۝۷	پھر کون جھٹلا سکتا ہے اے نبیؐ! آپ کو اِس کے بعد بدلہ ملنے کے بارے میں؟
اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝۸ ع	کیا نہیں ہے اللہ سب حاکموں میں سب سے بڑا حاکم؟

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے ہر انسان کی روح کو وجود بخشا۔ پھر اُس روح کو بدن میں ڈال کر دنیا میں بھیج دیا۔ اب معرکۂ روح و بدن شروع ہو گیا۔ روح کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے لہٰذا وہ انسان کو اللہ کی طرف لے جانا چاہتی ہے۔ بدن مٹی سے بنا ہے اور وہ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ کے مصداق انسان کو مٹی سے پیدا ہونے والی سہولیات کی طرف کھینچتا ہے۔ جو انسان روح کے تقاضوں کو غالب

کر کے ایمان اور عمل صالح کی روش اختیار کرتا ہے وہ اپنی عظمت کو حاصل کرلیتا ہے۔ جو بدنصیب بدن کے تقاضوں کو ترجیح دے کر وقتی لذتوں میں کھو جاتا ہے وہ ناکام ہو جاتا ہے۔ دونوں قسم کے یہ کردار برابر نہیں ہوسکتے۔ دنیا میں اِن کرداروں کو اُن کے طرزِ عمل کا بدلہ نہیں ملتا، لہٰذا یہ بدلہ آخرت میں ملے گا۔ اب آخر کیا شے ہے جو انسان کو بدلے کی حقیقت کو جھٹلانے پر مجبور کر رہی ہے؟ دنیا کے چھوٹے چھوٹے حاکموں سے بھی یہ توقع رکھی جاتی ہے کہ وہ عدل کریں، مجرموں کو سزا دیں اور اچھے کام کرنے والوں کو انعام دیں۔ اللہ تعالیٰ تو سب سے بڑا حاکم ہے۔ کیا وہ اپنے فرمانبرداروں کو اچھا بدلہ اور اپنے باغیوں کو سزا نہ دے گا؟ بدلہ ملنے کی بات بالکل سیدھی ہے اور اِس بات کو جھٹلانے والے ہٹ دھرم اور گمراہ ہیں۔

سورۂ علق

اللہ تعالیٰ کے کرم اور غضب کا بیان

اس سورۂ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی دونوں شانیں یعنی شانِ کریمی اور شانِ جلالی کا بیان ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

آیات ۱ تا ۵ علم کی دولت ... اللہ تعالیٰ کے کرم کا مظہر

آیات ۶ تا ۸ انسان کی سرکشی کا علاج ... خوفِ خدا

آیات ۹ تا ۱۹ اللہ تعالیٰ کا رعب و جلال

آیات ۱ تا ۵

علم کی دولت ... اللہ تعالیٰ کے کرم کا مظہر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝۱	اے نبیؐ! پڑھیے اپنے اُس ربّ کے نام سے جس نے پیدا کیا۔
خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝۲	پیدا کیا انسان کو جمے ہوئے خون سے۔
اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝۳	پڑھیے اور آپؐ کا ربّ سب سے زیادہ کرم کرنے والا ہے۔
الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝۴	جس نے سکھایا قلم کے ساتھ۔
عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝۵	اُس نے سکھایا انسان کو وہ کچھ جو وہ نہیں جانتا تھا۔

نبی اکرم ﷺ پر نازل ہونے والی پہلی وحی اِن پانچ آیات پر مشتمل تھی۔ اِن آیات میں علم کی فضیلت کا بیان ہوا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کو دوبار حکم دیا گیا کہ آپ اپنے ربّ کے نام کے ساتھ پڑھیے۔ وہ ربّ جو خالق ہے اور بڑا کریم بھی۔ اُس کے کرم کا مظہر ہے کہ اُس نے انسان کو علم جیسی دولت دی۔ وہ دولت جو انسان کو صحیح عمل، تحمل اور عزت عطا کرتی ہے۔ قلم کے ذریعے انسان کے علم کے سلسلے کو آگے بڑھایا اور اِسے وسعت دی۔ اُسی نے انسان کو وہ سب کچھ سکھایا جو انسان نہیں جانتا تھا۔

آیات ۶ تا ۸

انسان کی سرکشی کا علاج ... خوفِ خدا

كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۝۶	ہر گز نہیں! بے شک انسان حسد سے گزر جاتا ہے۔
اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ۝۷	اِس لیے کہ وہ دیکھتا ہے خود کو کہ بے نیاز ہو گیا ہے۔
اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ۝۸	اے نبیؐ! بے شک آپ کے ربّ کی طرف ہی لوٹنا ہے۔

انسان سرکشی کرتا ہی رہتا ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ سرکشی پر فوری پکڑ نہیں ہوتی لیکن لذت فوری حاصل ہو جاتی ہے۔ اِس مسئلہ کا حل کیا ہے یعنی معاشرے کو کیسے پاکیزہ بنایا جاسکتا ہے؟ اِس سوال کا جواب ہے آخرت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہی کا احساس پیدا کرکے۔ جتنا جتنا خوفِ خدا اور محاسبۂ اُخروی کا احساس بڑھتا جائے گا، انسان سرکشی کو چھوڑتا اور کردار کی پاکیزگی کو اپناتا جائے گا۔

آیات ۹ تا ۱۹

اللہ تعالیٰ کے غضب اور جلال کا بیان

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى ۝۹	اے نبیؐ! کیا آپ نے دیکھا اُسے جو منع کرتا ہے۔

عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ⑩	(ہمارے) بندےؐ کو جب وہ نماز پڑھتا ہے۔
اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰٓى ⑪	کیا آپؐ نے دیکھا اگر وہ ہو ہدایت پر۔
اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ⑫	یا اُس نے حکم دیا ہو پرہیز گاری کا۔
اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ⑬	کیا آپؐ نے دیکھا اگر اُس نے جھٹلایا اور رخ پھیرا۔
اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ⑭	کیا اُس نے نہیں جانا کہ بے شک اللہ دیکھ رہا ہے۔
كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ	ہر گز نہیں! یقیناً اگر وہ باز نہ آیا
لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِيَةِ ⑮	ہم ضرور گھسیٹیں گے پیشانی کے بالوں سے۔
نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ⑯	ایسی پیشانی جو جھوٹی، خطاکار ہے۔
فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ⑰	پس وہ بلالے اپنی مجلس والوں کو۔
سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ⑱	ہم بلالیں گے جہنم کے فرشتوں کو۔
كَلَّا لَا تُطِعْهُ	ہر گز نہیں! نہ مانیے اُس کی بات
وَاسْجُدْ ع ۱۹ ۲۱	اور سجدہ کیجئے
وَاقْتَرِبْ ع ⑲	اور (ہمارے مزید) قریب ہو جایئے۔

ا یہ آیات ابو جہل پر اللہ تعالیٰ کے غیظ و غضب کو بیان کر رہی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ جب بیت اللہ میں نماز ادا کرنے جاتے تو وہ آپ کو روکتا تھا۔ کاش کہ وہ نیکی سے روکنے کی بجائے برائی سے روکنے کی پاکیزہ روش اختیار کرتا۔ افسوس کہ بدبخت نے برائی ہی کو اپنی روش بنالیا۔ اُس کا کیا گمان ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کے ساتھ اُس کے ظلم کو دیکھ نہیں رہا؟ عنقریب وہ وقت آنے والا

ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے جھوٹی اور سیاہ کار پیشانی کے بالوں سے گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دے گا۔ آج اُس کی چوپال میں اُس کے بہت ساتھی ہیں لیکن جہنم پر مامور فرشتوں کے مقابلہ میں یہ ساتھی کام نہ آسکیں گے۔ نبی اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ آپ اِس بدبخت کے دباؤ کو قبول نہ کریں۔ جائیں حرم میں نماز ادا کریں اور اُس میں سجدہ کر کے اللہ تعالیٰ کی اور سے اور قربت حاصل کریں۔

سورۂ قدر

قدر والی رات کی عظمت کا بیان

اِس سورۂ مبارکہ میں شب قدر کی عظمت و فضیلت کا بیان ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۳ شب قدر کی عظمت و فضیلت
- آیات ۴ تا ۵ شب قدر میں فیصلوں کا نزول

آیات ۱ تا ۳

شب قدر کی عظمت و فضیلت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۝۱	ہم نے نازل کیا اُس (قرآن) کو قدر والی رات میں۔
وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۝۲	اور تم کیا جانو کیا ہے قدر والی رات؟
لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝۳	قدر والی رات بہتر ہے ہزار مہینوں سے۔

شب قدر کی عظمت و فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ اِس شب میں لوحِ محفوظ سے قرآن مجید سماءِ دنیا میں بیت العزت کے مقام پر نازل کیا گیا (نسائی)۔ یہ رات بڑی قدر والی رات ہے۔ اِس رات کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بڑھ کر ہے۔ بخاری شریف میں آپ ﷺ کا ارشاد نقل ہوا ہے کہ اِس شب کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کیا جائے۔ اِس شب میں یہ مسنون دعا کرنی چاہیے :

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ (ابنِ ماجہ)

"اے اللہ! بے شک تو معاف کرنے والا ہے، پسند فرماتا ہے معاف کرنے کو، پس معاف فرمادے مجھے"۔

آیات ۴ تا ۵

شب قدر میں فیصلوں کا نزول

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ	نازل ہوتے ہیں فرشتے اور روح اِس رات میں اپنے ربّ کے حکم سے
مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝۴	ہر فیصلہ لے کر۔
ع ۱۵/۲۲ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝۵ ع	سلامتی ہے وہ رات فجر کے طلوع ہونے تک۔

اِس شب میں اہل زمین کے لیے سال بھر کے فیصلے فرشتوں کے حوالے کیے جاتے ہیں۔ فرشتے اور سیدنا جبرائیلؑ اِن فیصلوں کو لے کر اترتے ہیں۔ اِس رات کی فضیلت اور سلامتی طلوعِ فجر تک جاری رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس رات کی برکتوں سے فیض یاب فرمائے۔ آمین!

سورۂ بیّنہ

کھرے اور کھوٹے کے جدا ہونے کا بیان

اِس سورۂ مبارکہ میں قرآن و سنت کے مجموعہ کو بَیِّنَہ یعنی واضح دلیل قرار دیا گیا اور اِس کی یہ افادیت بیان کی گئی کہ اِس کی بنیاد پر کھرے اور کھوٹے میں تمیز ہو جاتی ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۴ — بَیِّنَہ کی وضاحت و افادیت
- آیت ۵ — خالص دین کی وضاحت
- آیات ۶ تا ۸ — کھرے اور کھوٹے کا انجام

آیات ۱ تا ۴

بَیِّنَہ کی وضاحت و افادیت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ الْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ	نہیں تھے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اہل کتاب میں سے اور مشرکین الگ ہونے والے
حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۙ﴿۱﴾	یہاں تک کہ آئی اُن کے پاس واضح دلیل۔
رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۙ﴿۲﴾	یعنی ایک رسولؐ اللہ کی طرف سے جو پڑھتے ہیں پاکیزہ صحیفے۔
فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ؕ﴿۳﴾	جن میں لکھے ہوئے پختہ احکامات ہیں۔

وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ	اور جدا جدا نہیں ہوئے وہ لوگ جنہیں دی گئی تھی کتاب
اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَیِّنَةُ ۝۴	مگر اِس کے بعد کہ آ گئی تھی اُن کے پاس واضح دلیل۔

اِن آیات میں چار نکات بیان کیے گئے ہیں :

i- بَیِّنَہ یعنی واضح دلیل، قرآنِ حکیم اور سنتِ رسول ﷺ کے مجموعہ کا نام ہے۔ منکرین حدیث کا ہدایت کے لیے صرف قران کو کافی سمجھنا گمراہی ہے۔

ii- بَیِّنَہ نے آکر اہل کتاب اور مشرکین کے کافروں کو الگ اور نمایاں کر دیا۔ دورِ جاہلیت میں بظاہر فلاحی کام بہت سے لوگ کرتے تھے۔ بَیِّنَہ کے آنے کے بعد واضح ہو گیا کہ کس کا فلاحی کام اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ہے (مثلاً ابو بکر صدیق)اور کس کا کام ذاتی نام و نمود کے لیے ہے (مثلاً ابو جہل)۔

iii- اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کو مشرک نہیں کہا حالانکہ اُن کا شرک قرآنِ حکیم ہی نے واضح کیا ہے۔ اِس اعتبار سے مسلمانوں میں شرک کرنے والوں کو مشرک کہنا قرآنِ حکیم کی دی ہوئی ہدایت کے خلاف ہے۔

iv- اہلِ کتاب پر بَیِّنَہ کے ذریعے حق واضح ہو گیا لیکن اُنہوں نے جان بوجھ کر محض اِس ضد کی وجہ سے کہ آخری رسول ہم میں سے کیوں نہیں آئے، حق سے اعراض کیا اور جدا راستہ اختیار کر لیا۔

آیت ۵

بالکل سیدھا دین کیا ہے؟

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ	اور اُنہیں حکم نہیں دیا گیا تھا مگر یہ کہ وہ عبادت کریں اللہ کی خالص کرنے والے ہو کر اُس کے لیے اطاعت
حُنَفَآءَ	بالکل یکسو ہوتے ہوئے

وَ یُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ	اور قائم کریں نماز
وَ یُؤْتُوا الزَّکٰوۃَ	اور ادا کریں زکوٰۃ
وَ ذٰلِكَ دِیْنُ الْقَیِّمَةِ ۝۵	اور یہی ہے سیدھا دین۔

بَیِّنَہ یعنی واضح دلیل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو حکم دیا تھا کہ وہ ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں بالکل یکسو ہو کر اور کسی دوسرے کی اطاعت کی آمیزش نہ کریں۔ نماز اور زکوٰۃ کے ذریعہ وہ روحانی غذا اور تقویت حاصل کریں جس سے وہ اللہ تعالیٰ ہی کی کامل بندگی کر سکیں، بقول شاعر

سرکشی نے کر دیے دھندلے نقوشِ بندگی
آؤ سجدے میں گریں لوحِ جبیں تازہ کریں

زندگی کے انفرادی و اجتماعی یعنی ہر گوشہ میں اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنا ہی خالص اور بالکل سیدھا دین ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا ہی دین اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۶ تا ۸

کھرے اور کھوٹے کا انجام

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ الْمُشْرِكِیْنَ	بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اہل کتاب اور جو مشرکین میں سے
فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ	جہنم کی آگ میں ہوں گے
خٰلِدِیْنَ فِیْهَا	ہمیشہ رہنے والے ہیں اُس میں
اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِیَّةِ ۝۶	یہ لوگ ہی مخلوق میں سے بدترین ہیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا	بے شک جو لوگ ایمان لائے
وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور اُنھوں نے عمل کیے اچھے
اُولٰٓئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ ۝۷	یہ لوگ ہی مخلوق میں سے بہترین ہیں۔
جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ	اُن کا بدلہ اُن کے ربّ کے پاس رہنے والے باغات ہیں
تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ	بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں
خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا	وہ رہنے والے ہیں اُن میں ہمیشہ ہمیش
رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ	راضی ہو گیا اللہ اُن سے
وَ رَضُوْا عَنْهُ	اور وہ راضی ہو گئے اُس سے
ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّهٗ ۝۸ ع ۱ ۸ ۲۳	یہ اُس کے لیے ہے جو ڈرتا رہا اپنے ربّ سے۔

بَیِّنَہ یعنی واضح دلیل سامنے آنے کے باوجود جن اہل کتاب اور مشرکین نے حق کا انکار کیا وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں بدترین مخلوق ہیں۔ اُن کی سزا ہے جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اِس کے برعکس حق پر ایمان لانے اور اچھے اعمال کرنے والے بہترین مخلوق ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے رب سے ڈر کر اُس کی فرمانبرداری کرتے رہتے ہیں۔ اُن کا انعام ہے اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول۔ وہ اُنہیں ایسے دائمی قائم رہنے والے باغات میں داخل فرمائے گا جہاں بہتی ہوئی نہریں اور ایسی لذتیں ہوں گی کہ وہ خوش ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اِن باسعادت لوگوں میں شامل فرمائے۔ آمین !

سورۂ زلزال

روزِ قیامت زمین کی کیفیت و کردار کا بیان

یہ سورۂ مبارکہ آگاہ کر رہی ہے کہ روزِ قیامت زمین ایک زور دار زلزلہ کے ذریعہ ہلائی جائے گی۔ وہ نہ صرف تمام مدفون انسانوں کو نکال باہر پھینکے گی بلکہ یہ بھی بتائے گی کہ اُس کے سینہ پر کس شخص نے کیا عمل کیا تھا۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۵ زمین کی کیفیت و کردار
- آیات ۶ تا ۸ ہر انسان، اپنا ہر عمل دیکھے گا

آیات ۱ تا ۵

زمین کی کیفیت و کردار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ①	جب ہلائی جائے گی زمین اپنی سخت تھرتھراہٹ سے۔
وَ اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ②	اور نکال ڈالے گی زمین اپنے تمام بوجھ۔
وَ قَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ③	اور کہے گا انسان کیا ہے اِسے؟
يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ④	اُس دن وہ بیان کرے گی اپنی خبریں۔
بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ⑤	اِس لیے کہ تمہارا ربّ (اِس کا) حکم دے گا اُسے۔

روزِ قیامت زمین ایک زبردست زلزلہ کے ذریعہ خوب شدت سے ہلائی جائے گی۔ اِس آفت کی وجہ سے زمین اپنے اندر مدفون تمام انسانوں کو باہر نکال دے گی۔ انسان حیران ہو کر کہیں گے کہ زمین کو کیا ہوا ہے؟ پھر اِس کے بعد زمین اللہ تعالیٰ کے حکم

سے اُن تمام اعمال کا حال سنائے گی جو اِس پر انسانوں نے انجام دیے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں زمین پر نیکیاں کر کے اِسے اپنے حق میں گواہ بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۶ تا ۸

انسان اپنا ہر عمل دیکھے گا

يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا	اُس دن نکلیں گے لوگ مختلف گروہ بن کر
لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ۝٦	تاکہ اُنہیں دکھائے جائیں اُن کے اعمال
فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝٧	تو جس نے کی ذرّہ برابر نیکی وہ دیکھ لے گا اُسے۔
ع ۸ ۲۳ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝٨ ع	اور جس نے کی ذرّہ برابر برائی وہ دیکھ لے گا اُسے۔

روزِ قیامت تمام انسان اپنے اپنے اعمال کے اعتبار سے علیحدہ علیحدہ گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ پھر اُنہیں اُن کے نامۂ اعمال دیے جائیں گے۔ نامۂ اعمال میں اعمال کا اندراج اِس قدر کامل ہو گا کہ جس نے ذرہ برابر نیکی کی وہ اُسے درج پائے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی وہ بھی اُسے سامنے لکھا ہوا پائے گا۔ پھر اُسے ایسی نیکی کا اجر ملے گا جو اُس کے کسی برے فعل سے ضائع نہ کر دی گئی ہو اور ایسی برائی پر معافی مل جائے گی جس پر اُس نے سچی توبہ کر لی ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کسی چھوٹی نیکی کو چھوٹا سمجھ کر ترک کرنے اور کسی چھوٹی برائی کو چھوٹا سمجھ کر اُس کا ارتکاب کرنے سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

سورۂ عادیات

انسان کی ناشکری کا بیان

اِس سورۂ مبارکہ میں انسان کی ناشکری اور اُس کی اللہ تعالیٰ کی محبت پر مال کی محبت کو ترجیح دینے کی روش کا بیان ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۸ انسان کی ناشکری کا بیان
- آیات ۹ تا ۱۱ نیت اور پوشیدہ رازوں کی جانچ پڑتال

آیات ۱ تا ۸

انسان کی ناشکری کا بیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ①	قسم ہے تیز دوڑنے والے گھوڑوں کی ہانپتے ہوئے۔
فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ②	پھر چنگاریاں نکالنے والوں کی سم مار کر۔
فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ③	پھر حملہ کرنے والوں کی صبح کے وقت۔
فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ④	پھر جو اٹھاتے ہیں اُس وقت گرد و غبار۔
فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ⑤	پھر وہ گھس جاتے ہیں اُس وقت بڑے لشکر میں۔
اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ⑥	بے شک انسان اپنے ربّ کا یقیناً بڑا ناشکرا ہے۔
وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ⑦	اور بے شک وہ اِس پر یقیناً گواہ ہے۔

وَ اِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَیْرِ لَشَدِیْدٌ ۝۸	اور بے شک وہ مال کی محبت میں یقیناً بڑا پکا ہے۔

یہ آیات انسان کے کردار کا گھوڑوں کے کردار سے موازنہ کر رہی ہیں۔ گھوڑا اپنے مالک کا انتہائی وفادار ہوتا ہے۔ وہ اپنے مالک کے اشارے پر ہانپتا ہوا، سموں سے پتھریلی زمین پر چنگاریاں نکالتا ہوا اور گرد و غبار اڑاتا ہوا بڑی تیزی سے دوڑتا ہے۔ لوٹ مار اور غارت گری میں اپنے مالک کا ساتھ دیتا ہے اور اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر مالک کے ساتھ اُس کے دشمنوں کی صفوں میں جا گھستا ہے۔ مالک گھوڑے کا خالق نہیں اور نہ ہی اِس کی خوراک پیدا کرتا ہے۔ وہ تو صرف اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ خوراک گھوڑے کے سامنے ڈال دیتا ہے اور گھوڑا اُس کے احسان کا کیسے اچھا بدلہ چکاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان کا خالق ہے، اُس کے لیے غذا اور ہر نعمت پیدا کرتا ہے اور اُسے تمام ضروریات عطا فرماتا ہے لیکن انسان اُس کا بڑا ناشکرا ہے۔ اُسے اپنی ناشکری اور احسان فراموشی کا علم ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی محبت و رضا کو پس پشت ڈال کر مال کی محبت کو ترجیح دیتا ہے، مال کمانے کی ہوس میں قتل و غارت گری کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات توڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ناشکری اور احسان فراموشی کی اِس روش سے محفوظ فرمائے آمین!

آیات ۹ تا ۱۱

نیتوں اور پوشیدہ رازوں کی جانچ پڑتال

اَفَلَا یَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِی الْقُبُوْرِ ۝۹	تو کیا وہ نہیں جانتا جب کرید اجائے گا اُسے جو قبروں میں ہے۔
وَ حُصِّلَ مَا فِی الصُّدُوْرِ ۝۱۰	اور ظاہر کر دیا جائے گا اُسے جو سینوں میں ہے۔
ع ۸ ۲۴ اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ یَوْمَىٕذٍ لَّخَبِیْرٌ ۝۱۱ ع	بے شک اُن کا ربّ اُس دن اُن سے یقیناً خوب باخبر ہوگا۔

روزِ قیامت قبروں کو کرید کرید کر ایک ایک انسان کو نکالا جائے گا۔ پھر اُن کے اعمال کے پیچھے کارفرما نیتوں اور پوشیدہ رازوں کو جانچا جائے گا تاکہ ظاہر ہو جائے کہ کون سی نیکی واقعی خلوص کے ساتھ کی گئی تھی اور کون سی نیکی کے پیچھے ریاکاری یا دنیا کا کوئی

فائدہ مطلوب تھا۔ بلاشبہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہر انسان کے تمام رازوں سے پوری طرح واقف ہے۔ لہٰذا انسانی معاملات کے بارے میں عادلانہ فیصلے صرف وہی کر سکتا ہے۔

سورۂ قارعہ

روزِ قیامت کی ہولناک آفت

یہ سورۂ مبارکہ روزِ قیامت ایک ہولناک آفت کی وجہ سے آنے والی افراتفری کا نقشہ کھینچ رہی ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۵ روزِ قیامت کی ہولناک آفت
- آیات ۶ تا ۱۱ اعمال کی بنیاد پر اچھا اور برا انجام

آیات ۱ تا ۵

روزِ قیامت کی ہولناک آفت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْقَارِعَةُ ۝۱	وہ کھڑکھڑانے والی۔
مَا الْقَارِعَةُ ۝۲	کیا ہے وہ کھڑکھڑانے والی؟
وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ۝۳	اور تم کیا جانو کیا ہے وہ کھڑکھڑانے والی؟
يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۝۴	جس دن ہو جائیں گے لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح۔
وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۝۵	اور ہو جائیں گے پہاڑ دھنکی ہوئی اون کی طرح۔

روزِ قیامت ایک زور دار زلزلہ کی صورت میں بڑی زبردست آفت برپا ہو گی۔ اُس روز زمین کی کشش ثقل ختم ہو جائے گی اور لوگ بکھرے ہوئے پتنگوں کی طرح اِدھر اُدھر منتشر ہوں گے۔ پہاڑ دھنکی ہوئی اون کی طرح اڑ رہے ہوں گے۔ یہ ہے اِس دنیا کا انجام جس کی وقتی رعنائیوں میں کھو کر آج ہماری اکثریت اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اُس کے احکامات سے غافل ہے۔

آیات ۶ تا ۱۱

اعمال کی بنیاد پر اچھا اور برا انجام

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝۶	پس جو وہ ہے کہ بھاری ہوئے جس کے ترازو۔
فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝۷	تو وہ ہو گا خوشی کی زندگی میں۔
وَ اَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝۸	اور جو وہ ہے کہ ہلکے ہوئے جس کے ترازو۔
فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۝۹	تو اُس کا ٹھکانہ ھاویہ ہے۔
وَ مَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ۝۱۰	اور تم کیا جانو کیا ہے وہ (ہاویہ)؟
ع ۱۱/۲۶ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝۱۱ ع	تیز گرم آگ ہے۔

روزِ قیامت فیصلہ نیکیوں کے وزن کی بنیاد پر ہو گا۔ جس کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو گا وہ جنت میں خوش و خرم زندگی بسر کرے گا۔ اِس کے برعکس جس کی نیکیوں کا پلڑا ہلکا ہو گا وہ بد نصیب بھڑکتی ہوئی آگ کا ایندھن بنے گا۔ اے اللہ! ہم آپ سے جنت کا سوال کرتے ہیں اور جہنم سے آپ کی پناہ مانگتے ہیں۔

سورۂ تکاثر

کثرت کی ہوس اور اِس کے انجام کا بیان

اِس سورۂ مبارکہ میں انسان کی اِس کمزوری کا ذکر ہے کہ وہ مال کی کثرت کا طلب گار ہوتا ہے۔ زیادہ مال حاصل کرنے کی حرص اُسے اللہ تعالیٰ کے احکامات سے غافل کر کے جہنم کی طرف لے جاتی ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۴ کثرت کی ہوس
- آیات ۵ تا ۸ کثرت کی ہوس کا برا انجام

آیات ۱ تا ۴

کثرت کی ہوس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۝۱	غافل کر دیا تمہیں ایک دوسرے سے زیادہ حاصل کرنے کی حرص نے۔
حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝۲	یہاں تک کہ تم نے جا دیکھیں قبریں۔
كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝۳	ہر گز نہیں! جلد ہی تم جان لو گے۔
ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝۴	پھر ہر گز نہیں! جلد ہی تم جان لو گے۔

مال کی کثرت کی ہوس ہر انسان میں ہوتی ہے۔ بدنصیب ہیں وہ لوگ کہ جنہیں کثرت کی ہوس نے اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اُس کے احکامات سے غافل کر دیا یہاں تک کہ وہ قبروں میں جا پہنچے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

لَوْ کَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِیَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغٰی ثَالِثًا وَلَا یَمْلَاُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَیَتُوْبُ اللّٰہُ عَلٰی مَنْ تَابَ (بخاری و مسلم)

"اگر آدمی کے پاس مال سے بھری ہوئی دو وادیاں ہوں، تو وہ تیسری اور چاہے گا اور آدمی کا پیٹ تو بس مٹی سے بھرے گا (یعنی مال و دولت کی اِس ختم نہ ہونے والی ہوس اور بھوک کا خاتمہ بس قبر میں جا کر ہو گا) اور اللہ اُس بندے پر عنایت اور مہربانی کرتا ہے جو اپنا رخ اور اپنی توجہ اللہ کی طرف کر لے"۔

عنقریب یعنی موت کے وقت غافل انسان جان لے گا کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اُس کے احکامات سے غفلت کا کیسا بھیانک نتیجہ نکلے گا۔

آیات ۵ تا ۸

کثرت کی ہوس کا برا انجام

کَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْیَقِیْنِ ۝۵	ہر گز نہیں! کاش تم جان لیتے یقین کا جاننا۔
لَتَرَوُنَّ الْجَحِیْمَ ۝۶	تم ضرور دیکھو گے جہنم کو۔
ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَیْنَ الْیَقِیْنِ ۝۷	پھر تم ضرور دیکھ لو گے اُسے یقین کی آنکھ سے۔
ع ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ یَوْمَىِٕذٍ عَنِ النَّعِیْمِ ۝۸ ع ۱۲۷	پھر ضرور تم سے پوچھا جائے گا اُس دن نعمتوں کے بارے میں۔

کثرت کی ہوس کا برا انجام جہنم کی صورت میں سامنے آئے گا۔ یہ برا انجام یقینی ہے۔ کاش انسان کو اِس یقینی انجام کا یقین حاصل ہو جائے اور وہ اپنی اصلاح کر لے۔ ایسا نہ ہوا تو وہ جہنم کو دیکھے گا اور اُسے برے انجام کا عین الیقین حاصل ہو جائے گا۔ البتہ اب یہ یقین فائدہ مند نہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اُس سے ایک ایک نعمت کے بارے میں باز پرس فرمائے گا۔ نعمت کہاں سے

حاصل کی ؟ اِس کے حصول کے دوران اللہ تعالیٰ یاد رہا کہ نہیں ؟ نعمت استعمال کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ نہیں ؟ نعمت سے تسکین اور تقویت حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی یا شیطان کی پیروی کی ؟

سورۂ عصر

جہنم سے بچنے کا راستہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالْعَصْرِ ①	قسم ہے تیزی سے گزرتے ہوئے زمانے کی۔
اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ②	بے شک ہر انسان یقیناً خسارے میں ہے۔
اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	اور اُنھوں نے عمل کیے اچھے
وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ	اور ایک دوسرے کو وصیت کی حق کی
وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ③ ع	اور ایک دوسرے کو وصیت کی صبر کی۔

ع ۲۸

اِس سورۂ مبارکہ میں تیزی سے گزرتے ہوئے زمانے کی قسم کھا کر یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ نوعِ انسانی ابدی خسارے سے دوچار ہونے والی ہے۔ بلاشبہ تاریخ انسانی گواہ ہے کہ دنیا میں آنے والے انسانوں کی اکثریت دنیا کے دھوکہ میں آگئی اور اُس نے غفلت کی زندگی گزار کر جہنم میں جانے کی راہ اختیار کی۔ البتہ ایسے لوگ جہنم سے بچ سکتے ہیں جو چار کام کریں:

i- زبان اور دل سے نبی اکرم ﷺ کی بتائی ہوئی تعلیمات پر ایمان لے آئیں۔

ii- نبی اکرم ﷺ کی سنت کو رہنما بناتے ہوئے خلوص و اخلاص سے نیک اعمال کریں۔

iii- دوسروں تک حق کا پیغام پہنچانے کے لیے مال و جان سے بھرپور کوشش کریں۔

iv- تبلیغ حق کے دوران جو مشکلات اور پریشانیاں آئیں اُن پر ایک دوسرے کو صبر و استقامت کی تلقین کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ابدی خسارے سے بچنے کے لیے مذکورہ بالا چار کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سورۂ ہمزہ

مال سمیٹ سمیٹ کر رکھنے والوں کے برے انجام کا ذکر

اِس سورۂ مبارکہ میں ایسے کردار کی شدید مذمت اور اُس کے لیے دردناک وعید کا بیان ہے جو بخل کرتے ہوئے مال جمع کرتا ہے اور سمیٹ سمیٹ کر اُس کے ڈھیر لگاتا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیات ۱ تا ۳ مال کا ڈھیر لگانے والوں کے لیے شدید مذمت اور وعید
- آیات ۴ تا ۹ مال کا ڈھیر لگانے والوں کا برا انجام

آیات ۱ تا ۳

مال کا ڈھیر لگانے والوں کے لیے شدید مذمت اور وعید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۝۱	ہلاکت ہے ہر بہت زیادہ طعنہ دینے والے اور عیب تلاش کرنے والے کے لیے۔
اَلَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۝۲	وہ کہ جس نے جمع کیا مال اور گن گن کر رکھا اُسے۔
یَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ ۝۳	وہ سمجھتا ہے کہ اُس کا مال ہمیشہ باقی رکھے گا اُسے۔

ایسے انسان کا کردار انتہائی پست ہوتا ہے جس کا مقصود دولت جمع کرنا ہو۔ وہ اِس گھٹیا مقصد کے لیے ہر نیچ حرکت پر اتر آتا ہے۔ جھوٹ، دھوکہ دہی، خیانت اور لگائی بجھائی غرض کسی اخلاقی برائی کو برائی نہیں سمجھتا۔ وہ روپے پیسے کو ہی کامیابی اور عزت کا معیار سمجھتا ہے لہٰذا ناداروں اور غریبوں کو گھٹیا سمجھ کر طعنے دیتا ہے۔ خود بخل کرتے ہوئے مال جمع کرتا رہتا ہے اور گن گن کر

اُس کا ڈھیر لگاتا ہے۔ سمجھتا ہے کہ اس کی بقا اور بعد از موت ناموری مال ہی کی وجہ سے ممکن ہے۔ ایسے گھٹیا کردار کی اللہ تعالیٰ نے شدید مذمت کی اور اُس کے لیے ہلاکت و بربادی کی وعید بیان فرمائی۔

آیات ۴ تا ۹

مال کا ڈھیر لگانے والے کے بدترین انجام کا ذکر

كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝٤	ہر گز نہیں! وہ ضرور پھینک دیا جائے گا حطمہ میں۔
وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝٥	اور تم کیا جانو کیا ہے وہ حطمہ؟
نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝٦	اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے۔
الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝٧	جو جا پہنچتی ہے دلوں تک۔
اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝٨	بے شک وہ اُن پر (ہر طرف سے) بند کی ہوئی ہے۔
فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝٩ ع ۹ ۲۹	لمبے لمبے ستونوں (کی مانند شعلوں) میں۔

مال کو حرام ذرائع سے جمع کرنے اور روک روک کر ڈھیر لگانے والے کو روزِ قیامت جہنم کی آگ میں گھسیٹ کر پھینک دیا جائے گا۔ یہ وہ آگ ہے جو اللہ تعالیٰ کی بھڑکائی ہوئی ہے اور براہِ راست انسان کے اُس دل پر وار کرے گی جس میں مال کی محبت سمائی ہوئی تھی۔ جہنمیوں کو آگ میں ڈالنے کے بعد جہنم کا منہ ہر طرف سے بند کر دیا جائے گا تاکہ آگ کی تپش پوری شدت سے برقرار رہے۔ آگ کے جوش کی کیفیت یہ ہو گی کہ اُس کے شعلے لمبے لمبے ستونوں کی طرح بلند ہو رہے ہوں گے۔ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ... اے اللہ! ہمیں محفوظ فرما جہنم کی آگ سے۔ آمین!

سورۂ فیل

ہاتھی والوں کے برے انجام کا بیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ①	اے نبیؐ! کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ کس طرح کیا آپ کے ربّ نے ہاتھی والوں کے ساتھ؟
اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ②	کیا اُس نے نہیں ڈال دیا اُن کی چال کو ناکامی میں؟
وَّ اَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ③	اور بھیجے اُن پر پرندے جھنڈ کے جھنڈ۔
تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ④	جو پھینکتے تھے اُن پر کنکریاں پکی مٹی کی۔
ع ۵/۳ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ⑤ ع	تو اللہ نے کر دیا اُنہیں کھائے ہوئے بھوسے کی طرح۔

نبی اکرم ﷺ کی ولادتِ باسعادت سے پچاس روز قبل مکہ میں ہاتھی والوں کی معجزانہ تباہی کا واقعہ پیش آیا۔ یہ ہاتھی والے یمن سے آنے والے عیسائی تھے جن کا سرغنہ ابرہہ تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ یمن سے لے کر شام تک کے تجارتی فوائد اہل یمن کو حاصل ہوں۔ یہ فوائد اُس وقت قریش کو حاصل تھے۔ مکہ میں بیت اللہ کی وجہ سے پورے عرب میں قریش کا مذہبی تقدس اور احترام پایا جاتا تھا اور اُن کے تجارتی قافلے پورے امن کے ساتھ ہر علاقے سے گزر جاتے تھے۔ ابرہہ نے چاہا کہ قریش کا مذہبی تقدس ختم کرنے کے لیے لوگوں کی عبادت کا مرکز مکہ سے یمن منتقل کر دیا جائے۔ اُس نے یمن میں الکلیس نامی ایک نام نہاد عبادت گاہ بنائی اور تمام اہل عرب کو اِس مقام پر آکر عبادت کرنے اور حج کرنے کی دعوت دی۔ اُس کی دعوت کو کسی نے قبول نہ کیا۔ ضد میں آکر اُس نے بیت اللہ کو شہید کرنے کا ناپاک منصوبہ بنایا۔ ساٹھ ہزار کا لشکر لے کر مکہ کی طرف روانہ ہوا۔ اُس لشکر میں ۱۳ ہاتھی بھی تھے تاکہ لوگوں پر ایک رعب قائم ہو۔ جیسے ہی یہ لشکر مزدلفہ سے نکل کر وادی محسِر میں داخل

ہوا اللہ نے چھوٹے سے ایک پرندے ابابیل کے جھنڈ کے جھنڈ اُس لشکر پر چھوڑے۔ اُن کی چونچ میں زہریلے اثرات رکھنے والی مٹی کی کنکریاں تھیں۔ پرندوں نے وہ کنکریاں ابرہہ کے لشکر پر پھینکیں۔ کنکری جسم کے جس حصہ پر پڑتی وہ گلنا شروع ہو جاتا۔ ہاتھی اُن کنکریوں کے اثرات سے ایسی تکلیف محسوس کرنے لگے کہ بلبلا اٹھے اور واپس مڑ کر اپنے ہی لشکر کے لوگوں کو روندتے رہے۔ پورا لشکر تباہ ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے عظیم گھر بیت اللہ کو محفوظ رکھا۔ سورۂ فیل میں اللہ تعالیٰ نے اس یادگار واقعہ کو بڑے مختصر لیکن جامع اور پُر اثر اسلوب میں بیان فرمایا ہے۔

سورۂ قریش

قریش پر اللہ تعالیٰ کے احسانات کا ذکر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ①	(اصحابِ فیل کو ہلاک کیا گیا) امن دینے کے لیے قریش کو۔
اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ②	امن دینے کے لیے اُنہیں سردی اور گرمی کے سفر کی خاطر۔
فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ③	پس اُنہیں چاہیے کہ عبادت کریں اِس گھر (خانہ کعبہ) کے ربّ کی۔
اَلَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ	جس نے کھانا دیا اُنہیں بھوک سے (بچانے کے لیے)
ع ۴ ۳۱ وَاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ④ ع	اور امن دیا اُنہیں خوف سے۔

اللہ تعالیٰ نے ابرہہ کے لشکر کو تباہ کر دیا تاکہ قریش کے تجارتی مفادات محفوظ رہیں۔ وہ بڑے امن و سکون سے گرمیوں میں شام کی طرف اور سردیوں میں یمن کی طرف تجارتی سفر کرتے رہیں۔ احسان مندی کا تقاضہ ہے کہ وہ خود ساختہ معبودوں کے بجائے بیت اللہ کے رب یعنی اللہ سبحانہ تعالیٰ ہی کی عبادت کریں۔ وہ رب کہ جس نے اُنہیں بھوک مٹانے کے لیے غذا دی اور بیت اللہ کے گرد ایک خاص علاقہ کو حرم قرار دے کر وہاں ہر جنگ و جدال سے روک دیا۔ لوگوں کے دلوں میں حرم کا متولی ہونے کی وجہ سے اُن کا احترام پیدا کیا۔ اب اُن کے افراد اور قافلے ہر قسم کی دست درازی اور لوٹ مار سے محفوظ ہو گئے۔ گویا اُنہیں ہر طرح کے خوف سے امن دے دیا۔

سورۂ ماعون

جزاو سزا کو جھٹلانے والے پست کردار کا بیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَرَءَيْتَ الَّذِىْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝١	اے نبیؐ! کیا آپ نے دیکھا اُس شخص کو جو جھٹلاتا ہے بدلہ ملنے کو۔
فَذٰلِكَ الَّذِىْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝٢	تو یہی ہے جو دھکے دیتا ہے یتیم کو۔
وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝٣	اور نہ ہی ترغیب دیتا ہے مسکین کو کھانا کھلانے کی۔
فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝٤	پس ہلاکت ہے ایسے نمازیوں کے لیے۔
اَلَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝٥	جو اپنی نماز سے غافل ہیں۔
اَلَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝٦	وہ جو دکھاوا کرتے ہیں۔
وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝٧ ع ۱ ۳۲	اور روکتے ہیں عام استعمال کی چیز کو (کہ کسی کو دی جائے)۔

جزاو سزا کا یقین انسان کے کردار کو پاکیزگی عطا کرتا ہے۔ جو اِس حقیقت کا یقین نہیں رکھتا وہ کردار کی انتہائی پستی کا شکار ہو جاتا ہے۔ یہی وہ شخص ہے جو یتیم جیسے بے کس و نادار کو دھکے دیتا ہے اور محتاجوں کو کھانا کھلانے کی سعادت یا اُس کے لیے ترغیب دینے سے محروم رہتا ہے۔ نماز جب جی چاہتا ہے تو پڑھ لیتا ہے اور وہ بھی لوگوں کو دکھانے کے لیے۔ سنگدلی اِس انتہا کو ہے کہ عام استعمال کی اشیاء بھی کسی ضرورت مند کو نہیں دیتا۔ بلاشبہ ایک انسان کے کردار کی پاکیزگی اُسی وقت ممکن ہے جب اُسے یقین ہو کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے، اپنے ہر عمل کی جوابدہی کرنی ہے اور اُس کا بدلہ پانا ہے۔

سورۂ کوثر

نبی اکرم ﷺ پر کثرتِ عنایات کا بیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝۱	اے نبیؐ! بے شک ہم نے آپ کو عطا کی ہے خیرِ کثیر۔
فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝۲	پس نماز پڑھیے اپنے ربّ کے لیے اور قربانی دیجئے۔
ع ۳۳ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝۳ ع	بے شک آپؐ کا دشمن ہی بے نام و نشان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ پر عنایات کی کثرت فرمادی۔ قرآن جیسی فصیح، بلیغ، جامع، قیامت تک کے لیے محفوظ معجزانہ کتاب، اسلام جیسا کامل دین، صحابہ کرام جیسے جانثار ساتھی، بہت بڑی امت، محض ۲۱ برس میں غلبۂ دین کی کامیابی، غرض آپ ﷺ پر نعمتوں کی انتہا کردی گئی۔ آپ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ اِن نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے لیے نماز ادا کیجیے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قربانی پیش کیجیے۔ آپ ﷺ کے دشمن سمجھتے ہیں کہ آپ کی اولادِ نرینہ بچپن ہی میں فوت ہوگئی اور اب آپ کا نام باقی نہیں رہے گا تو یہ اُن کی خام خیالی ہے۔ وہ خود ہی بے نام و نشان رہیں گے۔ نہ کوئی اُن کا نام لیوا بچے گا اور نہ کوئی اُن سے نسبت قائم کرنا پسند کرے گا آپ کا ذکرِ خیر اللہ تعالیٰ نے بلند کردیا ہے اور وہ قیامت تک بلند سے بلند تر ہوتا رہے گا۔ بے شمار جانثار آپ کی محبت سے سرشار ہوں گے اور آپ کے ناموس کی حفاظت کے لیے جانیں دینے کے لیے تیار ہی نہیں بے قرار ہوں گے۔

سورۂ کافرون

کافروں سے اعلانِ براءت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝۱	اے نبیؐ فرمایئے اے کافرو!
لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝۲	میں عبادت نہیں کرتا اُن کی جن کی تم عبادت کرتے ہو۔
وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝۳	اور نہ تم عبادت کرنے والے ہو اُس کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔
وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝۴	اور نہ میں عبادت کرنے والا ہوں اُن کی جن کی تم نے عبادت کی۔
وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝۵	اور نہ تم عبادت کرنے والے ہو اُس کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔
لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝۶ ع ۶ ۳۴	تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین ہے۔

کافر نبی اکرم ﷺ پر ایک سمجھوتہ کرنے کے لیے دباؤ ڈال رہے تھے۔ اُن کی خواہش تھی کہ ایک معینہ عرصہ تک آپ اُن کے معبودوں کی عبادت کریں تو پھر وہ اتنے ہی عرصہ آپ کے ساتھ معبودِ حقیقی اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے۔ اِس سورۂ مبارکہ میں سمجھوتے کی اِس پیش کش کو سختی کے ساتھ رد کر دیا گیا۔ کافروں کو آگاہ کر دیا گیا کہ نبی اکرم ﷺ ہرگز تمہارے معبودوں کی عبادت نہیں کریں گے۔ اِسی طرح تم بھی نبی اکرم ﷺ کے معبودِ حقیقی کی عبادت نہیں کرتے۔ معبودِ حقیقی کی تو کوئی اولاد یا شریک نہیں جبکہ تم معاذ اللہ ایک ایسے اللہ کو مان رہے ہو کہ فرشتے جس کی بیٹیاں اور تمہارے خود ساختہ معبود اُس کے شریک

ہیں۔ تمہارا تصور اللہ کے بارے میں کچھ اور ہے، نبی پاک ﷺ کا تصور اور۔ تمہیں تمہارا دین مبارک ہو جس کے تحت تم من گھڑت معبودوں کی عبادت کرتے ہو اور نبی اکرم ﷺ کے لیے اُن کا دین کافی ہے جس میں عبادت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہے :

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ (یوسف: ٤٠)

"نہیں ہے فیصلہ کرنے کا اختیار مگر اللہ ہی کا، اُس نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم عبادت نہ کرو مگر صرف اُسی کی، یہی سیدھا دین ہے"۔

سورۂ نصر

نبی اکرم ﷺ کے مشن کی کامیابی کا اعلان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَ الۡفَتۡحُ ۙ﴿۱﴾	اور جب آ جائے اللہ کی مدد اور فتح۔
وَ رَاَیۡتَ النَّاسَ	اور اے نبیؐ! جب آپ دیکھیں لوگوں کو
یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا ۙ﴿۲﴾	وہ داخل ہو رہے ہیں اللہ کے دین میں فوج در فوج۔
فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ	تو تسبیح کیجئے گا اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ
وَ اسۡتَغۡفِرۡہُ	اور بخشش مانگیے گا اُس سے
اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا ﴿۳﴾ ع ۳۵	بے شک وہ بہت نظرِ کرم فرمانے والا ہے۔

یہ سورۂ مبارکہ بشارت دے رہی ہے کہ عنقریب اللہ تعالیٰ کی مدد آئے گی، مسلمانوں کو فتح حاصل ہو گی اور دین اسلام غالب ہو جائے گا۔ گویا نبی اکرم ﷺ کا مشن اپنی تکمیل کو پہنچے گا۔ لوگ جوق در جوق دین اسلام کو قبول کریں گے۔ اب نبی کریم ﷺ کو دنیا سے رخصت ہونے کی تیاری کرنی ہو گی۔ آپ ﷺ کو چاہیے کہ اِس کیفیت کے آنے کے بعد کثرت سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح و حمد کریں۔ مشن کے دوران جو بھول آپ سے ہوئی یا جو خطا آپ کے ساتھیوں سے ہوئی اُس پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کریں۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور نظرِ کرم فرمانے والا ہے۔ بخاری شریف میں روایت ہے کہ اِس سورۂ مبارکہ کے نزول کے بعد آپ ﷺ رکوع اور سجدہ میں اکثر یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

سُبۡحٰنَکَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَ بِحَمۡدِکَ، اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡلِیۡ

"پاک ہے تو اے اللہ! اے ہمارے ربّ! شکر تیرے ہی لیے ہے، اے اللہ بخشش فرما دے میری"۔

سورۂ لھب

گستاخِ رسول ﷺ کے لیے شدید ترین وعید کا ذکر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ ۝۱	ٹوٹ گئے دونوں ہاتھ ابولہب کے اور وہ برباد ہوا۔
مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝۲	نہ کام آیا اُس کے اُس کا مال اور وہ سب جو اُس نے کمایا۔
سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝۳	جلد ہی وہ داخل ہوگا ایسی آگ میں جو شعلے والی ہے۔
وَامْرَاَتُهٗ	اور اُس کی بیوی بھی
حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝۴	جو بہت ہی اُٹھانے والی ہے ایندھن۔
ع ۱۵ ۳۶ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝۵ ع	اُس کی گردن میں رسی ہے کھجور کی چھال کی۔

ابولہب نے آپ ﷺ کا سگا چچا ہونے کے باوجود یتیم بھتیجے سے بد سلوکی کی انتہا کر دی۔ وہ آپ ﷺ کا پڑوسی بھی تھا لیکن پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کے بجائے آپ کو گالیاں دیتا، کھانے کی ہانڈی میں نجاست ڈالتا اور آپ کی راہ میں کانٹے بچھاتا۔ تبلیغ دین کے دوران آپ کے پیچھے چلتا اور لوگوں کو آپ کی بات سننے سے روکتا۔ اِن جرائم کی وجہ سے یہ دورِ نبوی کا واحد کافر ہے جس کی نام کے ساتھ قرآنِ مجید میں مذمت کی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے وعید سنائی کہ اُس کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں گے اور وہ برباد ہو گا۔ اُس کا مال اور دیگر کمائی اُس کے کچھ کام نہ آئے گی۔ روزِ قیامت شعلوں والی آگ میں جلے گا۔ اُس کی بیوی بہت زیادہ لگائی بجھائی کے ذریعے فساد کی آگ بھڑکاتی ہے۔ وہ اِس طرح ہلاک ہو گی کہ کھجور کی رسی اُس کے گلے میں پھندہ بن کر اٹک جائے گی۔ قرآنِ حکیم کی بیان کردہ یہ وعیدیں پوری ہوئیں۔ ابولہب اپنے دو بیٹوں (یعنی دونوں ہاتھوں سے) محروم ہوا۔ ایک بیٹے کو وحشی جانور نے ہلاک کیا اور دوسرا مسلمان ہو کر نبی ﷺ کا ساتھی بن گیا۔ اُس کی موت ایسی بے بسی کی حالت میں ہوئی کہ بدبو

کی وجہ سے تین روز تک اُس کی لاش کے پاس کوئی نہ گیا۔ جب لاش سڑنے لگی تو حبشی مزدوراُسے گھسیٹ کر لے گئے اور ایک گڑھے میں پھینک دیا۔ اُس کی بیوی جنگل سے لکڑیاں لا رہی تھی۔ اُس نے جس رسی سے لکڑیوں کے ڈھیر کو باندھ رکھا تھاوہی اُس کے گلے میں اٹک کر پھندا بن گئی اور وہ ہلاک ہو گئی۔

سورۂ اخلاص

اللہ تعالیٰ کے یکتا ہونے کا بیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ①	اے نبیؐ! فرمایئے وہ اللہ یکتا ہے۔
اَللّٰهُ الصَّمَدُ ②	اللہ ہی بے نیاز ہے۔
لَمْ يَلِدْ	نہ اُس نے باپ بن کر کسی کو پیدا کیا
وَ لَمْ يُوْلَدْ ③	اور نہ وہ پیدا کیا گیا۔
ع ۴ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ④ ع ۳۷	اور ہوا ہی نہیں اُس کے برابر کا کوئی ایک بھی۔

مشرکین نے آپ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ آپ جس اللہ کی عبادت کرتے ہیں اُس کے اوصاف بتائیں۔ جواب کے طور پر یہ سورۂ مبارکہ نازل ہوئی جس میں آگاہ کیا گیا کہ :

i- اللہ تعالیٰ یکتا ہے اور اُس جیسا کوئی نہیں۔

ii- اللہ تعالیٰ ایسی کامل بے نیاز ہستی ہے کہ تمام مخلوق اُس کی محتاج ہے لیکن وہ کسی کا محتاج نہیں۔

iii- اللہ تعالیٰ کی کوئی اولاد نہیں۔ نہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور نہ سیدنا عزیرؑ اور سیدنا عیسیٰؑ اُس کے بیٹے ہیں۔ مشرکین مکہ، یہود اور عیسائیوں کے اُس کے بارے میں تصورات گمراہ کن ہیں۔

iv- اللہ تعالیٰ کسی کی اولاد نہیں۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور اُس سے پہلے کسی کا تصور کرنا گمراہی ہے۔ لہٰذا کوئی اُس کا باپ کیسے ہو سکتا ہے؟

v- کوئی بھی ایسا نہیں جو اللہ تعالیٰ کی مثل اور اُس کے ہم رتبہ ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کے شرک سے محفوظ فرمائے اور خالص توحید کا عقیدہ اختیار کرنے کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین!

سورۂ فلق

خارجی شرور سے حفاظت کے لیے دعا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ﴿۱﴾	اے نبیؐ! فرمایئے میں پناہ پکڑتا ہوں صبح کے ربّ کی۔
مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ﴿۲﴾	ہر اُس چیز کے شر سے جو اُس نے پیدا فرمائی۔
وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ﴿۳﴾	اور اندھیری رات کے شر سے جب وہ چھا جائے۔
وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۙ﴿۴﴾	اور اُن کے شر سے جو بہت پھونکنے والیاں ہیں گرہوں میں۔
وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۧ﴿۵﴾ ع ۵ ۳۸	اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔

قرآنِ حکیم کی پہلی سورۂ مبارکہ بھی دعا کے اسلوب میں ہے اور آخری دو سورتیں بھی دعاؤں پر مشتمل ہیں۔ سورۂ فلق میں خارجی شرور سے حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرنے کی دعا سکھائی گئی ہے۔ دعا کے الفاظ یہ ہیں کہ میں صبح کے رب کی پناہ طلب کرتا ہوں:

i- ہر اُس شے کے شر کے پہلو سے جو اُس نے تخلیق فرمائی ہے۔

ii- تاریک رات کے شر سے جب کہ وہ پوری طرح سے چھا جاتی ہے۔

iii- اُن جادوگرنیوں کے شر سے جو منتر پڑھ پڑھ کر گرہوں میں پھونکتی ہیں۔

iv- ہر حسد کرنے والے کے شر سے جب کہ وہ حسد کی بنیاد پر کسی سازش کا ارتکاب کرنے پر اتر آئے۔

اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا تمام شرور سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین!

سورۃ الناس

داخلی شرور سے حفاظت کی دعا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾	اے نبیؐ! فرمایئے میں پناہ پکڑتا ہوں لوگوں کے ربّ کی۔
مَلِکِ النَّاسِ ۙ﴿۲﴾	لوگوں کے بادشاہ کی۔
اِلٰہِ النَّاسِ ۙ﴿۳﴾	لوگوں کے معبود کی۔
مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ الۡخَنَّاسِ ۙ﴿۴﴾	بار بار وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے، جو ہٹ ہٹ کر آنے والا ہے۔
الَّذِیۡ یُوَسۡوِسُ فِیۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ ۙ﴿۵﴾	جو وسوسہ ڈالتا ہے لوگوں کے سینوں میں
ع ۱ ۳۹ مِنَ الۡجِنَّۃِ وَ النَّاسِ ﴿۶﴾ ع	جنوں اور انسانوں میں سے۔

اِس سورۂ مبارکہ میں اللہ سبحانہ تعالیٰ کی تین شانیں یاد کر کے اُس کی پناہ میں آنے کی دعا سکھائی گئی ہے۔ یہ دعا داخلی شرور سے حفاظت کے لیے سکھائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تین شانوں یعنی ربّ، بادشاہ اور اور معبودِ حقیقی کا بیان یہ ظاہر کر رہا ہے کہ صرف وہی ہے جو ہمیں تمام شرور سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ خاص طور پر چھپ کر، پلٹ پلٹ کر اور بار بار وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے۔ یہ وسوسہ ڈالنے والا کوئی شیطان جن بھی ہو سکتا ہے یا شیطان کا ایجنٹ کوئی انسان بھی ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر شر اور ہر فتنہ سے ہماری حفاظت فرمائے اور ہر خیر اور نعمت اپنی عطا کرنے والی شان کے مطابق ہمیں عطا فرمائے۔ آمین!

کلماتِ تشکر

اللہ سبحانہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ اُس نے اپنی عظیم کتاب کے آغاز میں سورۂ فاتحہ کے ذریعہ بندوں کو ہدایت مانگنے کی دعا تلقین فرمائی۔ پھر پورے قرآنِ حکیم کی صورت میں ہدایت دے کر دعا کو شرفِ قبولیت عطا فرمایا۔ آخری دو سورتوں میں تمام شرور سے پناہ مانگنے کی دعا سکھادی تاکہ ہدایت پانے کے بعد انسان گمراہ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اِس احسانِ عظیم اور دیگر بے شمار نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! آیئے اللہ تعالیٰ ہی کے سکھائے ہوئے مبارک الفاظ کے ذریعہ اُس کا شکر ادا کریں اور اُس کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلا کر التجا کریں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ

کل شکر اللہ کے لیے ہے جس نے ہدایت دی ہمیں اِس کی۔ اور ہم نہ ہوتے کہ ہدایت پاتے اگر نہ ہدایت عطا فرماتا ہمیں اللہ۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ

اے ہمارے ربّ! قبول فرما ہم سے (یہ خدمت)۔ بے شک تو ہی سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔ اور نظر کرم فرما ہم پر۔ بے شک تو ہی بہت نظرِ کرم فرمانے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ آمین!